UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234222

UNIVERSAL
LIBRARY

۱۰۷۷

اللهم صل علی محمد و آله من تقدم ربی و عمر و علی و عثمان و علی و علی و صحابه جملی ابی



در مطبع العلوم واقع در آباد کرده حوض کرد

فہرست مطالب مندرجہ کتاب تاریخ بیر صوبہ مخبتہ بنیاد اورنگ آباد

دیباچہ کتاب

پہلا مقالہ - بیر اور اوسکی ابتدائی حالت روز افزون ترقی - اور اوسکا مختلف سلطنتی خاندان مین انتقال

نمبر		صفحہ
۱	تعلقہ اول قصبہ بیر	۷
	محمد ابراہیم مولف ریاض الابرار	۷
۲	تعلقہ دوم قصبۂ مومن آباد انبہ جوگائی	۷
۴	سید راجی وامغانی قدس سرہ العزیز	۸
۵	شیخ مسعود کرمانی قدس سرہ العزیز	״
۶	بوٹی ناتھہ کی کھوری	۱۰
۷	تعلقہ سوم قصبۂ پاتروڑ	״
۸	سیدہ	״
۹	خواجہ مخدوم محمود شاہ صدیق انصاری قدس سرہ	״
۱۰	تعلقہ چہارم قصبۂ کیج	۱۱
۱۱	قاضی مہذب الدین قدس سرہ العزیز	״

نمبر		صفحہ
۱۲	حقایق الاولیا ملفوظ قاضی مہذب الدین	۱۲
۱۳	قلعہ دہارور	۱۳
۱۴	کشور خان لاری بانی قلعہ دہارور	״
۱۵	تعلقہ پنجم قصبۂ گیورائی	۱۵
۱۶	شاہ نظام الدین قدس سرہ العزیز	״
۱۷	شاہ اچل قدس سرہ العزیز	۱۶
۱۸	سید شاہ حیات اللہ قدس سرہ العزیز	״
۱۹	تعلقہ ششم قصبۂ استی	״
۲۰	پاٹودہ	۱۹
۲۱	ضلع بیر - وسعت آبادی - مردم شماری - عین زراعت	۲۰
	محاصل طبعی صورت - پیداوار حرفہ زبان مذہب خصلت	

دوسرا مقالہ - بیر - اور یہان کے حکام - اون کے اجمالی حالات

نمبر		صفحہ
۱	دریودہن	۲۲
۲	راجہ بکرماجیت - اوسکی بہن چنپاوتی	۲۳
۳	رام دیو -	۲۴
۴	قلعہ دیوگڑھ	״

نمبر		صفحہ
۵	سلطان علاء الدین خلجی	۲۷
۶	ملک کافور	۲۸
۷	ہرپال دیو	۲۹
۸	قطب الدین خلجی	״

نمبر		صفحہ
۹	سلطان محمد تغلق	۲۹
۱۰	علاؤالدین حسن کانگوی بہمنی	۳۴
۱۱	خان محمد بن علیشاہ	۳۶
۱۲	فیل شیر شکار	״
۱۳	فیل خانہ قصبہ بیر	۳۷
۱۴	سلطان محمد شاہ بہمنی	״
۱۵	سلطان احمد شاہ بہمنی	۳۸
۱۶	بیدر	״
۱۷	شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی	۳۹
۱۸	شاہ خلیل اللہ	״
۱۹	شاہ حبیب اللہ غازی	״
۲۰	شاہ محب اللہ	۴۱
۲۱	سلطان علاؤالدین بہمنی ثانی	۴۲
۲۲	حسن خان دکنی	״
۲۳	شاہزادۂ حسن خان بہمنی	״
۲۴	ہمایون شاہ ظالم	۴۵
۲۵	نظام شاہ بہمنی	۴۶
۲۶	سلطان محمود خلجی مالوہی	״
۲۷	ملک احمد نظام الملک بحری	۴۷
۲۸	برہان نظام شاہ بحری	۴۹
۲۹	شاہ طاہر شیعی	۵۰
۳۰	مرتضیٰ نظام شاہ بحری	۵۱
۳۱	جاندبی بی صلابت خان	۵۴ ۵۲
۳۲	سلطان جلال الدین اکبر بادشاہ غازی	۵۵
۳۳	امیر تیمور برہان نظام الملک بحری	״ ۵۶
۳۴		
۳۵	شیر خواجہ	۵۷
۳۶	مرتضیٰ نظام شاہ بحری	۵۸
۳۷	مرزا حسین بیگ	۵۹
۳۸	ملک عنبر حبشی	״
۳۹	ابوالفضل بن شیخ مبارک	״
۴۰	شاہ گڈہ	۶۰
۴۱	سلطان جہانگیر بادشاہ غازی	۶۱
۴۲	نورجہان بیگم جان سپار خان	״ ۶۳
۴۳	شاہجہان بادشاہ غازی	״
۴۴	صف شکن خان	۶۵
۴۵	اورنگ زیب عالمگیر	״
۴۶	اورنگ آباد	۶۷
۴۷	سردار خان ترین	۶۸
۴۸	معمور خان	״

نمبر		صفحہ
۴۹	معمورپورہ	۶۸
۵۰	حاجی صدرشاہ	۶۹
۵۱	محمدشاہ پادشاہ دہلی	״
۵۲	نواب آصفجاہ بہادر پادشاہ دکن	۷۰
۵۳	نواب غازی الدینخان بہادر فیروزجنگ	۷۱
۵۴	قلیچ خان	״
۵۵	سلطانجی بنالکر	۷۲
۵۶	آصف جاہ بہادر کی اولاد ذکور	۷۳
۵۷	میرمحمد پناہ	״
۵۸	عادالملک	۷۴
۵۹	ناصرجنگ شہید	״
۶۰	ہنونت راؤ بنالکر	״
۶۱	صلابت جنگ	״
۶۲	راجہ دھیراج بنالکر	۷۵
۶۳	نواب میرنظام علیخان بہادر	״

نمبر		صفحہ
۶۴	راجہ نربت سنگھ	۷۶
۶۵	نواب شرف الدولہ بہادر	۷۷
۶۶	علی محمد خان	۷۸
۶۷	نواب سکندرجاہ بہادر	״
۶۸	راجہ سکھورودر	۷۹
۶۹	امیرعلی ڈاکو	۸۰
۷۰	صالح محمد خان ایلچپوری	״
۷۱	نواب ناصرالدولہ بہادر	״
۷۲	رائے چھوٹم لعل	۸۱
۷۳	امیرنواز جنگ بہادر	״
۷۴	رفیق یاورالدولہ بہادر	۸۲
۷۵	نواب افضل الدولہ بہادر	״
۷۶	جیونجی رتنجی	۸۳
۷۷	نواب محبوب الدولہ بہادر	۸۴
۷۸	مولوی محمد رکی الدین کاکوری	۸۵

تیسرا مقالہ - بیر - اور اوس کے عمارات - و آثار قدیم - و شاداب باغات

نمبر		صفحہ
۱	خانقاہ	۸۶
۲	گنبد دندان سلطان محمد تغلق پادشاہ دہلی	۸۹
۳	موضع کرجنی	״
۴	قلعہ بیر	״

نمبر		صفحہ
۵	ظہیرالدین معمار	۹۰
۶	قلعہ بیر کا وجہ تسمیہ	״
۷	قلعہ جدید	۹۱
۸	باب الظفر	״

نمبر		صفحہ
۹	باب النصر	۹۳
۱۰	باب الفرح	״
۱۱	باب الفتح	״
۱۲	کھڑکی	۹۴
۱۳	بروج قلعہ	״
۱۴	فتح برج	״
۱۵	دروازہ ڈھونڈا پورہ	״
۱۶	دھونڈاجی دیسپانڈیہ	״
۱۷	پیمانہ رود بینسرا	۹۵
۱۸	دارالضرب بہمنی	۹۶
۱۹	شفاخانہ قلعہ بیر	״
۲۰	مدفن افواج بہمنی	۹۷
۲۱	قبور توڑنے کا شرعی مسئلہ	״
۲۲	مدفن افواج نظام شاہی	۹۸
۲۳	رنگمہم	۹۹
۲۴	مرقد رومی خان	״
۲۵	ساٹھ سہیلون کی بہادری اور اوذکا قتل	״
۲۶	خزانہ باؤلی	۱۰۰
۲۷	کاریز	۱۰۳
۲۸	پیر معاملہ	״

نمبر		صفحہ
۲۹	رواق صف شکن خان	״
۳۰	سرا	۱۰۴
۳۱	مرقد حمیدہ بانو	۱۰۵
۳۲	غازی الدین نگر	״
۳۳	مقبرہ خان عالیشان محمد مومن خان بارہ دری	۱۰۶
۳۴	مقبرہ مہرالنسا بیگم	۱۰۷
۳۵	مرقد میر ابراہیم ماژندرانی	״
۳۶	مرقد بسالت جاہ	״
۳۷	مقبرہ شیخ رمضان علی قدوائی	۱۰۸
۳۸	گنبد قدم رسول صلعم	״
۳۹	آثار مقدس اور اوسکی تعظیم کا شرعی	۱۰۹
۴۰	امیر بنگلہ	״
۴۱	محبوب گنج	۱۱۰
۴۲	شیخ داؤد صاحب مرحوم	״
۴۳	وقایع محبوب گنج	״
۴۴	نشیر گنج	۱۱۲
۴۵	خزانہ باغ	״
۴۶	خاص باغ	۱۱۳
۴۷	برہان باغ	۱۱۴
۴۸	سلطان باغ	״

نمبر		صفحہ	نمبر		صفحہ
۴۹	فاضل باغ	۱۱۴	۵۰	فرخندہ باغ یا امیر باغ	۱۱۴
	چوتھا مقالہ - بیر - اور یہاں کی دائمی یادگار مقام - اور چند مہلک حادثات				
۱	رود بینسرا	۱۱۵	۹	قاضی محمد شکر اللہ	۱۲۰
۲	باون درے	۱۱۶	۱۰	محمد نصیر الدین محتسب	״
۳	کپل درہ	״	۱۱	شاہ حسین نقشبندی	״
۴	چادر گھاٹ	״	۱۲	حافظ غلام مصطفےٰ خان	۱۲۱
۵	کوہ ہلال	״	۱۳	شیعہ و سنی کا فساد - عشرہ محرم سنہ ۱۳۰۶ھ	״
۶	رود بینسرا - اوسکی طغیانی سنہ ۱۲۵۱ھ	۱۱۷	۱۴	رود بینسرا - اوسکی طغیانی - سنہ ۱۳۱۳ھ	۱۲۲
۷	لہکریہ کے دیول کا انہدام	۱۱۸	۱۵	تند ہوا - اوسکا صدمہ - سنہ ۱۳۱۳ھ	۱۲۴
۸	میر قربان علی	۱۲۰			
	پانچوان مقالہ - بیر - اور یہاں کے مقدس اولیا - اونکے حالات سنیہ و مقامات و انفاس قدسیہ				
	پہلا لمعہ - قادریہ خاندان اور اوسکے مقدس شیوخ	۱۲۶			
۱	حضرت سید رضی الدین مکی	۱۲۶	۹	حضرت صوفی شاہ اورنگ آبادی	۱۳۱
۲	حضرت حاجی مکی	״	۱۰	حضرت معمور شاہ پنجابی	۱۳۳
۳	موضع بودل	״	۱۱	حضرت سید شاہ محمد مرچی	۱۳۴
۴	حضرت شیخ ابراہیم ہندوستانی	״	۱۲	حضرت مکرم علیشاہ بیری	״
۵	حضرت سید شاہ منور پنجابی	۱۲۸	۱۳	حضرت سید بہاؤالدین امریڑی ثم البغدادی	״
۶	حضرت شاہ دیوان کچھی	۱۲۹	۱۴	حضرت مسکین شاہ مسافر نواز	۱۳۵
۷	حضرت شیخ کریم اللہ بنالی	۱۳۰	۱۵	گنبد پنجتن پاک	״
۸	حضرت شیخ عبد القادر بہومی	״	۱۶	حضرت شاہ خیر الدین امریڑی ثم البغدادی	״

۔		صفحہ	۔		صفحہ
۱۷	سید شاہ بہاؤ الدین امریڑی ثم البغدادی	۱۳۶			
	دوسرا لمعہ - چشتیہ خاندان - اوراوس کے مقدس شیوخ	۱۳۶			
۱	حضرت شاہ کوچک ولی پنجابی	۱۳۶	۷	حضرت خواجہ شمس الدین شہید	۱۴۳
۲	باباجی خوش باش کیجی	۱۴۰	۸	حضرت محمدؐ سالار پرینڈی	۱۴۴
۳	حضرت سید سلیمان ہندوستانی	۱۴۱	۹	حضرت سید محمدؐ خطیب بیری الہمدانی	״
۴	حضرت شاہ پیر بالا ہندوستانی	״	۱۰	حضرت شاہ فتح بیری	۱۴۵
۵	گنبد بیضا دی شاہ راجو	۱۴۲	۱۱	حضرت شاہ قایم و شاہ دایم بیری	۱۴۶
۶	حضرت سید منجن ہندوستانی -	۱۴۳	۱۲	حضرت شاہ غلام حسین اورنگ آبادی	״
	تیسرا لمعہ - سہروردیہ خاندان - اوراوسکے مقدس شیوخ	۱۴۷			
۱	حضرت گوشہ نشین متوکل	۱۴۷	۶	غلام محمدؐ صاحب نائب واقع نگار قصبۂ بیر	۱۵۰
۲	حضرت شیخ علیشاہ سانگری قندھاری الدکنی	۱۴۸	۷	حضرت رفیق شاہ بیری	۱۵۱
۳	حضرت شاہ سمجھ کہیل ترکستانی	۱۴۹	۸	حضرت کالے شاہ ״	״
۴	حضرت شاہ منصور بارہی	״	۹	حضرت احمد شاہ ״	۱۵۲
۵	حضرت شاہ اسمٰعیل بیری	۱۵۰			
	چوتھا لمعہ - نقشبندیہ خاندان	۱۵۲			
۱	حضرت شاہ غلام احمدؐ بیری الملتانی	۱۵۲	۳	محمدؐ عبد القادر صاحب	۱۵۸
۲	قاضی احمدؐ محی الدین مولف تاریخ بیر	۱۵۷	۴	محمود صمدانی صاحب	״
	پانچوان لمعہ - رفاعیہ خاندان	۱۶۰			
۱	حضرت شاہ رکن الدین بیجاپوری	۱۶۰	۲	میرانخان غوری - بنائے گنبد	۱۶۰
	چھٹا لمعہ - مداریہ خاندان - اوراوس کے مقدس شیوخ	۱۶۱			

نمبر		صفحہ	نمبر		صفحہ
۱	حضرت شاہ توکل بیری	۱۶۱	۵	حضرت بابو شاہ بیری	۱۶۳
۲	حضرت سید یسین خاندیسی	״	۶	حضرت احمد شاہ بیری	״
۳	حضرت شاہ صادق بیری	۱۶۲	۷	حضرت شاہ جمال الدین بیری	۱۶۴
۴	صندوق آثار شریف	۱۶۳	۸	حضرت شاہ مطاہر بیری	״
	ساتوان لمعہ - شطاریہ خاندان				۱۶۵
۱	حضرت شاہ پیران گجراتی	۱۶۵	۲	شاہ جان اللہ بیری	״
	آٹھوان لمعہ - حضرات مجاذیب - اور اون کی جذبی حالت				״
۱	حضرت بوبکر شامی	۱۶۵	۶	شاہ مہتاب بیری	۱۷۰
۲	حضرت حاجی الہداد مکی	۱۶۷	۷	حضرت برہان الدین سیاح	״
۳	حضرت شاہ بلند افغانی	״	۸	حضرت شاہ اسمعیل بیری	۱۷۱
۴	حضرت شاہ بجن سرست بہبانی	۱۶۸	۹	حضرت لعل شاہ پرینڈی	۱۷۲
۵	حضرت شیخ عبد القادر بیدری	۱۶۹			
	نوان لمعہ - بزرگان دین جنکے طریق اور سنہ وفات کی کیفیت معلوم نہیں ہوئی				۱۷۳
۱	حضرت سید چاند و سید کمال بیری	۱۷۳	۴	خطیرۂ مہدویان	۱۷۵
۲	حضرت شاہ سلطان زرد پوش	۱۷۴	۵	حضرت سید سراج الدین شہید	״
۳	حضرت شیخ علی و شیخ ولی بیری	۱۷۵	۶	حضرت شاہ نسیم قنوجی	۱۷۶
	چھٹا مقالہ - بیر - اور یہان کے قدیم مساجد - بانی مساجد - معاش کی تعداد - سنہ تعمیر - و متبرک عمارات و آثار واقع روضہ شاہ کوچک				״
۲	مسجد کہنہ	۱۷۷	۳	منبر و فرش سنگین مسجد جامع	۱۷۸
۱	مسجد جامع	״	۴	مسجد دیوان بارہ	״

نمبر		صفحہ
۵	مسجد چوک	۱۷۹
۶	مسجد جوئہ بازار	//
۷	مسجد گڑھ دیو پورہ	۱۸۰
۸	مسجد نوری	۱۸۱
۹	مسجد کالے شاہی	//
۱۰	مسجد بابو شاہی	//
۱۱	مسجد کالی	//
۱۲	مسجد سرگروہی	۱۸۲
۱۳	مسجد متولی	//
۱۴	مسجد نسیم شاہی	//
۱۵	مسجد خندق	//
۱۶	مسجد بندیل پورہ	۱۸۳
۱۷	عیدگاہ	//
۱۸	مسجد بنگالی	۱۸۴
۱۹	قاضی رکن الدین بنگالی	//
۲۰	قاضی محمد فضل اللہ قاضی پرگنہ بیر	۱۸۵
۲۱	مسجد کمانی دروازہ	۱۸۶
۲۲	قاضی محمد افضل الدین خان قاضی پرگنہ بیر	//
۲۳	مسجد روضہ شاہ پیر بالا	۱۸۷
۲۴	مسجد کاریز	//
۲۵	مسجد روضہ شاہ کوچک	۱۸۸
۲۶	قبہ شریف مع چوکھنڈی واقع روضہ شاہ کوچک	۱۸۹
۲۷	چبوترۂ اولی روضہ منورہ	//
۲۸	چبوترۂ ثانی روضہ منورہ	۱۹۰
۲۹	دالان سنگین روضہ منورہ	۱۹۱
۳۰	گنبد شریف۔ حجرۂ مبارک۔ روضہ منورہ	//
۳۱	تالاب روضہ منورہ	//
۳۲	صفہ لچھی رام روضہ منورہ	۱۹۲
۳۳	باؤلی روضہ منورہ	//
۳۴	خاتمہ کتاب ہذا	۱۹۴

کتب خانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علے خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین - اما بعد عبدہ مسکین ابو البرکات محمد قطب اللہ المعروف بہ (قاضی احمد محی الدین) بن حضرت مولینا مرشدنا مولوی غلام محمد عرف قاضی محمد رکن الدین احمد قاضی ضلع بیڑ - ناظرین پر تمکین کے عالیخدمت مین التماس کرتا ہے کہ دنیا مین وہ کون سی قوم ہوگی جو اپنے وطن مالوف کے حالات کو سچے تمنا کی روسے لکھنے کو گوارہ نہ کرتی ہو - ہر ایک چیز کی تاریخ نویسی کچھ آسان شے نہین ہے کہ آج سیکڑون برس کے بعد اون حالات کے بکھرے ہوے آبدار موتیون کو ایک جا پرو کر دکھائین - یہ کام انہین قدما مورخین کا تھا جنھون نے بڑے بڑے تلاش اور مشکل کے ساتھ ہر ایک حالات کو پیاری وضاحت اور تاریخانہ طرز ادا سے لکھا جسکو ہم بڑے اعزاز کی نظر سے دیکھتے ہین - اور اوسکا انتخاب کر کے زبان اردو مین ترجمہ کرتے ہین -

بے شبہ ہمارے نامور مورخین نے جن جن حالات کو تاریخی نتایج کے ساتھ مستنبط

کیا ہے وہی نتایج موجودہ اور آیندہ نسلون کے لئے دوامی یادگار سمجھے جاتے ہین چنانچہ (بیڑ) اوسکی قدامت اور تاریخی واقعات گو شہرت عام کے روشنی مین چمکتے نظر آرہے ہین لیکن ہم نے اوس خوبصورت اور مشہور تصویر کو نوایجاد اور مہذب تقلید کی رو سے سجایا ہے اور نہایت احتیاط اور صحیح روایتون کے محفوظ ذخیرون سے مرصع بنایا ہے تا ایجاد پسند طبیعتون کے لئے مرغوب ہو۔

ہم اس تالیف کی وجہ خاص اس سے زیادہ بیان نہین کرسکتے کہ ہر طرف سے نئے نئے تالیفات سیر کی صدائین آرہی ہین جن کے پرجوش ولولون نے ہمکو بھی اس بات پر مائل کرایا کہ ہم اپنے مالوف وطن کی تاریخ توطیئًا مداد مشک بو سے صفحات کافوری پر سجا کر دکھائین۔ اگرچہ ہماری (اردو زبان) کی کم مایہ گی کچھ محل تعجب نہین جبکہ ہماری پرورش (دکن) کے آب وہوا مین ہوئی ہے۔ باوجود اس ہیچمدانی کے ہماری دیرینہ تمنا نے اس تالیف پر مجبور کیا۔ اور ہم اس بات کا اعتراف بھی کرتے ہین کہ موجودہ زمانہ مین تاریخ نویسی کا رتبہ جسقدر بڑھا ہوا ہے اور اوسکے استعمال مین جن کتب سیر قدیمہ کی بے انتہا ضرورت ہے آج ایسی کوئی بسیط تاریخ اس شہر کی لکھی ہوئی نظر سے نہین گذری جس سے ہم اصلی مضامین کے متون پر حاشیہ چڑہائین اور اوسکو اعلی رتبہ پر پہونچائین۔

گو سلاطین اسلاف جن کے واقعہ نویسون نے اون کے کارنامون سے دفتر کے دفتر بھردئے ہین لیکن جس کی ہمکو تلاش ہے وہ بہت کمیاب ہے۔ اور جسقدر مضمون ومطالب کی تصویر نظر آئی وہ ایسی بہین صورت نہ تھی کہ ہم اپنی خواہش کے موافق اوسکو دیکھین یا ناظرین کو خوبصورت بناکر دکھائین۔ اور بقاء یادگار کے وسیع میدان مین جرأت کے ساتھ قدم اٹھائین تاہم بمصداق (ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ) جہانتک ممکن تھا ذخیرہائے قدیم۔ کتبۂ عمارات۔ رسالۂ ریاض الابرار۔ تاریخ فرشتہ۔ مآثر الامرا۔ سیر المتاخرین مجموعہ مرزا مہدی خانی۔ ابوالفضل سے ہر مطالب جداگانہ انتخاب کرکے یہ مجموعہ تیار

کیا گیا اور اسکا نام (تاریخ بیر) رکھا گیا۔ اور غالباً ہمارا اسوقت یہ کہنا نازیبا نہ ہوگا کہ یہ تاریخ بیر اوسکے گذشتہ سجے ہوے شیرازے کا پہلا مجموعہ ہے۔ اس کامل مجموعہ کے (۶) مقالات قرار دئے گئے ہین۔ جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مقالہ (الف) بیر۔ اور اوسکی ابتدائی حالت۔ روز افزون ترقی۔ اور اوسکا مختلف سلطنتی خاندانون مین انتقال۔

" (ب) بیر۔ اور یہان کے حکام۔ اون کے اجمالی حالات۔

" (ج) بیر۔ اور اوس کے عمارات و آثار قدیمہ۔ وشاداب باغات۔

" (د) بیر۔ اور یہان کے دائمی یادگار مقام۔ اور چند مہلک حادثات۔

" (ھ) بیر۔ اور یہان کے مقدس اولیا۔ اون کے حالات سنیہ و مقامات وانفاس قدسیہ۔

" (و) بیر۔ اور یہان کے قدیم مساجد۔ بانی مساجد کا نام۔ معاش کی تعداد۔ سنہ تعمیر۔ وتبرک آثار واقع روضۂ حضرت شاہ کوچک قدس سرہ العزیز

حضرات ناظرین کی خدمت مین گذارش ہے کہ اس تاریخ مین بمقتضاے بشری ربط عبارت یا تذکیر و تانیث مین سہو یا غلطی ہوئی ہو تو نظر اصلاح سے توجہ فرمائین۔ اور اس ناچیز کو طعن و تشنیع کا ہدف نہ بنائین۔ العذر عند کرام الناس مقبول۔

پہلا مقالہ

بیر۔ اور اوس کی ابتدائی حالت۔ روز افزون ترقی اور اوسکا مختلف سلطنتی خاندانون مین انتقال

(بیر) ایک بہت پرانا اور قدیم شہر ہے۔ یہ شہر دریاے گودہاوری سے (۲۴) میل کے

فاصلہ پر جانب جنوب (کولباری) کے متصل (رود بینسرا)[۵۱] کے کنارے آباد ہے۔ اسکی قدیم آبادی زمانۂ سلف مین متفرق ٹیلون اور گھاٹیون کے ناہموار مقامات پر تھی۔ کوروان۔ اور پانڈوان کے زمانہ مین اس شہر کو (درگاوتی)[۵۲] کہتے تھے۔ رایان دکن نے یہان کے سرزمین کو تبرک سمجھا تھا۔ اور اون کے طرف سے بڑے بڑے براہمہ یہان آتے تھے۔ قدیم معابد اور مندرون کی پرستش ہوا کرتی تھی۔ اکثر براہمہ اور مرہٹون نے یہان کا توطن اختیار کیا۔ اونکی سکونت و قیام سے اوس شہر کی آبادی منتخب آباد شہرون کے مقابلہ مین پہونچ گئی تھی۔ اس روز افزون ترقیون کے بعد اس شہر کا درگاوتی نام بھی بدلگیا۔ بجاے درگاوتی کے اس شہر کو ایک زمانہ مین (بلنی)[۵۳] کہتے تھے۔ اور یہ نام راجہ بکرماجیت کے زمانہ تک زبان زد خلایق رہا۔

راجہ بکرماجیت کے نسبت ہندون کے زبانی جسقدر روایات اور قصے اور کہانیان اور شاعرانہ اور مذہبی تحریرات دیکھی اور سنی گیئن اونمین بہت سے اختلافات ہین ہم اوسی مختلف الروایات سے اس مضمون کو ادا کرتے ہین کہ چنپاوتی اوس راجہ کی بہن تھی۔ وہ بھی اپنے صدق اعتقاد سے اس شہر مین آئی تھی۔ اور بہت سے اوسکے مذہبی دریوزہ گر اوسکے ہمراہ تھے۔ یہان اوس نے اپنے قوی اور مذہبی جماعت کی دلاوری سے تسلط حاصل کی۔ اور خودمختار رانی بن بیٹھی۔ طبیعت اوسکی حلیم اور عقل اوسکی سلیم تھی اس نے اپنی فطرت سے مشورہ لیکر یہ حکم جاری کردیا تھا کہ اس شہر کو (چنپاوتی نگر) کہا کرین یہ اوسکی حوصلہ مندی تھی کہ اوس نے اس شہر کے قدیم نام کو اپنے نام سے ایسا بدلدی کہ اوس نام کو قطعی زوال نہ آیا۔ گو سلطان محمد تغلق پادشاہ دہلی نے چنپاوتی نگر کا نام قلعہ بیر سے بدلدیا ہے تاہم اس شہر کے باشندے اسکو شہر چنپانگر کہتے ہین۔

سلطان محمد تغلق نے ۷۴۳ھ مین اس شہر کا نام (قلعہ بیر) رکھا۔ یہ نام نہ صرف عام زبانون پر محیط ہوا بلکہ اس نے دفاتر و تواریخات پر عموماً بڑے زور کے ساتھ قبضہ کیا۔

۵۱ ب ی ان س را ۵۲ درگ اوت ی ۵۳ ب ل ن ی۔

سلطان کے زمانہ سے چنپاوتی نگر کا لفظ عام زبانون سے انحطاط پاتا گیا۔ قلعہ بیر کا وجہ تسمیہ یہان بیان کرنے کے لئے مناسب موقع نہین اسلئے ہم نے اوسکو قلعہ بیر کے تذکرہ مین ضمناً بیان کر دیا ہے۔ مگر ہم کو اسوقت یہ کہنا منظور ہے کہ بیر تقریباً (۶۰۰) سو برس کے پہلے (ساڑے پانچہزار) سال رایان دکن کے مختلف خاندانون مین منتقل ہوتا رہا۔ اور اون رایان دکن کے خاص توجہ کی بدولت اون کے مذہبی باشندگان شہر کو علم موسیقی مین مہارت حاصل ہوئی۔ یہان کے اکثر براہمہ راگنی کے نزاکتون اور اوس کے اصول سے خوب واقف ہین بڑے بڑے ارباب طرب اون کے ہاتھ چومتے ہین۔ کسی زمانہ مین یہان کے مغنیان اور رقاص بہت مشہور تھے اور اونکا جسقدر سرود و طرب کا سرمایہ تھا وہ انہین براہمہ کے بدولت حاصل ہوا تھا۔

دیوگڑہ جسکو اسوقت دولت آباد یا اسلام گڑہ کہتے ہین اور مہاراشٹر بھی اوسی دیوگڑہ اور اوس کے اطراف سے مراد ہے۔ یہانکا راجہ رام دیو ولایت بیر کا خود مختار مالک تھا اسکے درباری گویئے بیر کے قدیم معابدون مین آکر اعتقاداً گایا کرتے اور یہان کے مرہٹون کو تعلیم دیا کرتے تھے۔

ولایت بیر کی مٹی انہین خرافات کی خمیر سے اور نیز ظلمت کفر کے سایہ مین خراب ہو رہی تھی لیکن آنے والا اسلامی نور کا چراغ دور سے اپنی پیاری روشنی دکھا رہا تھا۔ قضا و قدر اوس نورانی روشنائی مین اسلام کی عظمت اور تعظیم کی ذی شوکت کرسی ناف شہر مین جما رہے تھے کہ اس اثنا مین سلطان علاؤ الدین خلجی بڑے کروفر سے آپہونچا اور یہان کے قدیم قابضان ولایت مرہٹ کو شکست دیکر اوس اسلامی کرسی پر جلوہ آرا ہوا۔ اسی سلطان کے زمانہ مین یہانکے قدیم معابد تباہ کر دئے گئے ظلمت کفر کا سایہ اس شہر کی سرزمین سے فرسنگہا دور نکل گیا بہرحال اس شہر کی سرزمین ۱۹۴ھ مین اسلام کے نورانی پرتو سے منور ہوئی۔ اور ۱۱۷۰ھ مین ہندوان مرہٹ کی حکومت کا نقش اس شہر کے در و دیوار سے بالکل مٹ گیا اور اوس زمانہ سے آجتک

پھر کبھی اوس قوم کو یہان کی آزاد حکومت نصیب نہین ہوئی اس شہر پر تقریبًا (۶۰۰) سو برس سے اسلام کا مستقل قبضہ ہے اگرچہ اس مدت مین اسلامی کئی سلاطین گذر گئے تاہم اسلام کا خوشنما رنگ روز افزون ترقیون کے ساتھ چمکتا رہا۔

اس شہر پر خلجیون کے بعد تغلقی حکومت قایم ہوئی اور ہنوز اس خاندان کا خاتمہ نہین ہوا تھا کہ خاندان بہمنیہ کا تسلط ہوا۔ اس خاندان کے زمانہ مین اس شہر کی بے انتہا ترقی ہوئی تواریخات کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندؤن کے زمانہ مین چنپاؤتی نے اس شہر کو اپنا پائے تخت قرار دی تھی اور مسلمانون کے زمانہ مین ہمایون شاہ ظالم بہمنی کے بھائی شاہزادہ حسن خان بہمنی نے اس شہر کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا تھا۔ سنہ ۹۰۴ھ مین بہمنیہ خاندان کو زوال آیا اور یہی وجہ تھی کہ (ملک احمد بحری) نے تیغ و کفن کے ساتھ ہتیار سنبھالا اور اوس خاندان پر ایسا غالب آیا کہ چشم زدن مین قلعہ بیر پر قبضہ کر لیا۔ سنہ مذکور سے سلطان جلال الدین اکبر پادشاہ کے اوائل سلطنت تک نظام شاہیون کا خاندان بلا خوف و خطر فرمان روائی کرتا رہا آخر اس سلطان نے فوجی محاصرون سے (قلعہ بیر) کو لے لیا تاہم نظام شاہیون نے قلعہ بیر کو سلطانی قبضہ سے مسترد کر لیا اور ایک ایسی مستقل اور دیرپا حکومت قایم کر لی جو ہندوستان کے سلطنت مین اوسکی عام شہرت ہو گئی تھی۔

جب یہان کے جنگجو قوم مرہٹ کی بہادری کا آوازہ جہانگیر کے کان تک پہونچا اوس نے اپنی قابلیت اور عمدہ تدبرون سے نظام شاہی حکومت کا نقش مٹا کر اوسپر اپنی پرزور حکومت کا رنگ چڑھا دیا۔ جہانگیر کے بعد اوسکے بیٹے شاہجہان نے چڑھائی کی اور گیا ہوا قبضہ سنہ ۱۰۴۵ھ[1] مین حاصل کیا۔ قصبہ بیڑ سلاطین تیموریہ کے قبضہ سے محمد شاہ پادشاہ دہلی کے زمانہ مین خاندان آصفیہ مین منتقل ہو گیا اور آجتک اسی خاندان مین قصبہ بیر کے حکومت کی زمام عہدہ داران آصفیہ کے ہاتھ ہے اور اوسکا صدر صوبہ مجستہ بنیاد اورنگ آباد ہے

[1] شاہجہان بن جہانگیر ۱۰۴۵ھ مین دولت آباد مین ایک مہینے تک رہا اور اپنے عمل دخل کے بعد دہلی چلا گیا۔

ملک دکن (۴) صوبون پر تقسیم کیا گیا ہے جسمین (۱۶) ضلعے اور ایک عملداری ہے منجملہ اون ضلعون کے بیر بھی ایک ضلع ہے اور اس ضلع کے حسب ذیل چھ تعلقات ہین۔

تعلقہ (الف) قصبہ بیر۔ جسکو قصبۂ بیر۔ پرگنہ بیر۔ حویلی بیر۔ سرکار بیر۔ تعلقہ بیر بھی کہتے ہین عہدہ داران ضلع ہذا کا مستقر یہی مقام ہے۔ اور نیز عہدہ داران ضلع کے کچہریان اسی مستقر مین واقع ہین۔ خاص اس قصبہ کی آبادی دو حصون پر منقسم ہے۔ پہلا حصہ جانب غرب جس کے اطراف مدور سنگی حصار ہے جسمین روسائے قصبہ کے مکانات وعمارات نہایت خوبی کے ساتھ بنے ہوئے ہین ہنود اور اہل اسلام کے علاوہ تمام حکام وعہدہ داران ضلع اسی حصہ مین رہا کرتے ہین۔ دوسرا حصہ جانب شرق غیر محصور اور زیادہ وسیع ہے اس حصہ مین تجارتی وصناعی کارخانجات ہین ان دونون حصون کے بیچ مین سے رود بنیسرا اپنے چکتے ہوئے لہرون سے بہتی ہے جس سے قدرتی منظر مین ایک عجیب دلفریبی ہوتی ہے۔

محمد ابراہیم مولف ریاض الابرار

محمد فخر الدین قاضی زادہ پرگنہ بیر کے فرزند اور رسالہ ریاض الابرار کے مولف محمد ابراہیم نے اپنے رسالہ مذکور مین اس قصبۂ بیر کی تعریف کو بہت ہی عمدگی سے بیان کئے ہین اونکا یہ رسالہ ۹۵۰ھ مین تالیف کیا گیا ہے جسمین قصبہ بیر کے اولیاء کرام وآثار قدیم کا اجمالاً ذکر ہے لیکن مین اس موقع پر اوس قصیدہ کے چند شعر جو انھون نے بیر کے تعریف مین مبالغتاً لکھے ہین۔ نقل کرتا ہون وہ یہ ہین۔

چہ شہرے آنکہ مصر از وے نشانست	ہر اۃ از کوچۂ او آستانست
بمعموری وآبادی چنان است	کہ در ہر گوشہ او صد اصفہان ست
نشستہ ہر طرف گوہر فروشے	برآوردہ ز دریا ہا خروشے
فتادہ ہر طرف صد لعل رخشان	بود در ہر مکان کان بدخشان
برآید از برائے امتحانے	متاع ہفت کشور از دوکانے

تعلقہ (ب) مومن آباد۔ جسکو انبہ جوگائی کہتے ہین۔ اس تعلقہ کا قدیم نام انبہ جوگائی ہے

لیکن اسلام کے عالیمقام پادشاہون کے طرف سے مومن آباد نام رکھا گیا ساڑے چھ سو برس کے پہلے یہان پر مسلمانون کا نام ونشان تک نہ تھا۔ جسقدر بنی آدم تھی وہ سب کے سب ہندو دہرم اور ایک سے ایک تعصب مذہب مین بڑہا ہوا تھا۔ اور جیت پال اونکا راجہ سمجہا جاتا تھا۔ اس راجہ نے اس مقام کو بلحاظ اوس کے وسعت آبادی واعتدال آب وہوا کے اپنا دار السلطنت قرار دیا تھا۔ یہان کی بھی سرزمین اسلام کے مقدس سایہ کی محتاج تھی بمصداق (اذا جاء الحق ذھق الباطل) خدا نے ظلمت کفر کو اٹھانیکے لئے دامغان سے (جو خراسان مین کہستان کے پاس واقع ہے) حضرت سید رائے قدس سرہ العزیز کو بھیجا۔ آپنے یہان اشاعت اسلام کی بہت سعی کی۔ اور اپنے مخالف مذہب سے مناظرہ کرکے اپنا مذہب انپر ظاہر فرمایا خدا نے جسکو ہدایت کی توفیق دی انھون نے آپ کے ہاتھ اور گھٹنے چوم کر کہا کہ آپ کا مذہب برحق ہے ہم غلطی سے اعتراض کرتے تھے۔ اور اس طرح وہ اپنے خلاف عقل مذہب سے پلٹ کر اسلام سے مشرف ہوتے تھے۔ اس مومن آباد مین اور بھی بڑے بڑے بزرگان دین کی مزارین ہین چنانچہ حضرت شیخ مسعود قدس سرہ کرمان کے رہنے والے اور باغلب قیاس یافعی طریق کے پیشوا تھے۔ ہم نے آپ کے ملفوظات کو آپ کے خدامون سے مانگا تھا لیکن کسی نے یہ نہ کہا کہ آپ کا ملفوظ ہمارے نزدیک ہے یا آپ فلان طریق کے پیشوا تھے۔ اب ہم آپ کے نسبت کوئی بات جو سنی سنائی ہو اوسکو اطمینان کے ساتھ نہین لکھ سکتے اسلئے کہ مجرد بیان کرنے والا رطب ویابس اقوال کا بارگیر سمجہا جاتا ہے۔ مگر اس مین شبہ نہین کہ حضرت شیخ مسعود کرامانی کے وجود پاک سے مومن آباد کی سرزمین کو تقدس حاصل ہوگیا ہے۔ وہانکے تمام صغار وکبار آپ کے معتقد ہین۔ اور نیز یہان کی سرزمین مین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نسبی پوتے مخدوم عباس واحمد عباس قدس سرہما لیٹے ہوے ہین۔ ان تمام بزرگوارون کی مزارین اس مومن آباد مین عموماً بوسہ گاہ خلایق ہین۔

سید رائے دامغانی

شیخ مسعود کرامانی

مجھے ایک بار مومن آباد دیکہنے کا اتفاق ہوا تھا مین نے یہان یہ قدیم عمارتون مین سب سے

زیادہ قابل قدر بت خانون اور معابدون کو دیکھا جو ایک سے ایک مستحکم نظر آئے نہایت شایستہ سنگ تراشون نے صنعت سنگتراشی مین اپنے وہ جوہر دکھائے ہین جو زمانہ موجودہ مین اونکی نظیر ملنا مشکل ہے۔ مین وہان کے ایک بت خانہ مین گیا تھا جسکی حالت بہت ہی خراب تھی اور نہ وہان کسی قسم کی پوجا پاٹ جاری تھی اسکے ایک جانب کتبہ لکھا ہوا ہے لیکن ایسا پایا جاتا ہے کہ اوسکی سنسکرت عبارت ہے۔ اس عبارت مین اوس زمانہ کا ایک وسیع مضمون گذشتہ واقعات کی تاریخی شہادت دیرہا ہے افسوس کہ مجھے اوس زبان سے وقفیت نہین تھی تاہم مین نے اتنا تو معلوم کرلیا کہ یہ معبد سکے (۱۱۶۲) مین تعمیر پایا ہے۔ اور غالبًا دوسرے معابد بھی اوسی زمانہ کے ہونگے مگر مجھکو زیادہ تر افسوس اس بات کا ہوا کہ یہانکی جامع مسجد مثل ایک ٹمٹماتے چراغ سے نظر آئے اور اس ابتر حالت مین تھی کہ اوسکا بیان کرنا اعزاز اسلام کے لحاظ سے زیبا نہین۔ یہ وہی مسجد ہے جو کسی زمانہ مین ہندون کی خاص عبادتگاہ تھی اور جسکے نسبت مذہبی تعلقات کے لحاظ سے ہنود دیر یا مندر کا خطاب کرتے تھے اس مسجد کے قرب وجوار مین اور ایک پرانہ دیول دکھائی دیرہا تھا لیکن کچھ نشیب یا سطح پستی مین بنا ہوا تھا اسلئے اوسکی واقعی شان میرے آنکھون مین نہین سماتی تھی جب مین اوسکے قریب گیا اوسمین سے دھوان نکلتا ہوا نظر آیا جس سے مجھکو سخت حیرت ہوئی کہ اس بوسیدہ پرانے مندر مین دخانی قوت کہان سے پیدا ہوگئی ہے اس حیرت نے مجھکو اور بھی اوس کے نزدیک لیگئی اس دیول کے اسقدر قریب پہونچا کہ آدمیون کی آواز اندر سے آنے لگی جب مین اوس کے بہت ہی نزدیک آیا تو معلوم ہوا کہ اس دیول کے اندر مومن آباد کے حضرات خطیب ایک زمانہ سے زندگی بسر کرتے چلے آرہے ہین۔ اگرچہ شاہجہان کے زمانہ مین مومن آباد کے قدیم عمارات تباہ ہوے مگر ابتک اس مومن آباد مین زمانہ سابق کے کئی بت خانے آجتک گذشتہ ہندؤن کے عظمت کی شہادت دیرہے ہین۔ ہر ایک بت خانہ ایک سے ایک مستحکم اور پائدار ہے۔

ہم انصاف کی روسے یہ کہہ سکتے ہین کہ مومن آباد بہت ہی قدیم اور پرانہ مقام ہے ضلع بیر کے تعلقات مین دوسرا کوئی ایسا تعلقہ نہین ہے کہ ہم اونکو اسپر کسی طور سے تفوق دیسکین - اس مومن آباد مین دولت آباد کے ایلورے کے شبیہ اور نذیر پہاڑی موجود ہے - یہ پہاڑ مومن آباد سی بائب کے

بوٹی ناتھ کی کہوری

طرف واقع ہے راستہ اوسکا بڑا قلب اور دشوار گذار ہے یہان پر بوٹی ناتھ کی کہوری مشہور ہے جسمین ایلورہ کی طرح پہاڑ کو کرودکر اقسام اقسام کی صنعتین دکہائی گئی ہین شہر دیوگڑ کو کوہ ایلورے سے جیسا ناز حاصل ہے اس مقام کو بھی قدما کے دستکاری وصناعی پر یکتائی کا دعوی ہے - مومن آباد کی آبادی اسوقت دو حصون پر منقسم کیگئی ہے پہلے آبادی مین وہی مقام جسکو مومن آباد کہتے ہین بسا ہوا ہے دوسری آبادی جدید ہے جسکو چہاؤنی کہتے ہین اس چہاؤنی مین باقاعدہ فوج رہتی ہے جو رسالہ کنٹنجنٹ سے مشہور ہے -

تعلقہ (ج) پاتروڑ - اس پاتروڑ کا قدیم نام پرلاپور ہے - یہان کے مرہٹے اور قدیم ہنود مسلمانون کے خون کے پیاسے تھے - اسلام کو قہر اور غضب کے نگاہون سے دیکھتے تھے - معمولی مسلمانون کی یہ طاقت نہ تھی کہ اونکے حدود ولایت مین جاسکے یہانکی قوم وگروہ

سِدّہ

کا افسر (سدہ) تھا اسکو مسلمانون سے بڑی نفرت اور قلبی کدورت تھی مگر وہ یہ نہین جانتا تھا کہ (لکل فرعون موسی) ہر ایک فرعون کے لئے خدا نے موسی پیدا کیا ہے جب سدہ کی نخوت تکبر کے زبان سے چٹر کر اوس کے شانہ دماغ مین آئی یہان اوس نخوت نے اوسکے روشن آنکھون پر ظلمت کے پردے ڈالدئے اوسکو سوائے اپنے مذہب کے کچھ نظر نہین آتا تھا - اسکی شہرت دور دراز شہرون تک پھونچگئی تھی - حضرت مخدوم انصاری اوسکی تنبیہ کے لئے سواد عرب سے قدم باہر نکالے اور اس دشمن اسلام کی تلاش کرتے ہوے

خواجہ مخدوم محمود شاہ صدیق انصاری

پاتروڑ کے سواد مین داخل ہوے لیکن حال فقیرانہ اور چہرۂ مبارک پر نقاب پڑا ہوا تھا ہاتھ مین عصا لئے ہوے سدہ کے معبد کے طرف بڑھتے جارہے تھے دور سے نگہ انداز ون نے غور کرنا شروع کیا آپ کی نورانی شکل کو دیکھکر ایک دوسرے کو

اشارے کرتے اور پیر سے پیر ملاتے ہوے فراہم ہوگئی اونمین سے کسی نے سدہ کو یہ خبر پہونچایا کہ ہمارے سواد ولایت مین اسلام کا چراغ نظر آرہا ہے سدہ اسیوقت جان و مال سے ہاتھ اٹھاکر قومی اور مذہبی فوج کو حکم دیا کہ ابھی اوس چراغ کو بجھادین فوج نے ہر طرف سے آپ کا محاصرہ کیا اور برہنے ہتیارون سے جوق جوق کا حملہ ہونے لگا آپ نے فوراً آیہ کریمہ کی حصن حصین قایم کی اور اون کے مہلک صدمات سے محفوظ رہے سدہ ذات سے آپکے نزدیک آپہونچا آپ نے اوسکو فرمایا کہ میرا آنا تیرے حق مین بہت غنیمت ہے اور تو اپنے کو میرے حلقۂ ارادت مین داخل کر ورنہ اگر تو میرے ایذا کے درپے ہوگا تو تیری سلطنت بالکل برباد ہوجائے گی اور (خسرۃ الدنیا والاخرہ) مین مبتلا ہوجائے گا آپ کا یہ پُراثر کلام اوس کے صدف گوش مین دریتیم کے طرح قایم ہوا اور اپنے دیدۂ بصیرت سے آپ پر نگاہ ڈالی اور آپ کے فضیلت پر آگاہ ہوکر آپ کی عزت کی اور مطیع الاسلام ہوکر آپ کو اپنے ہمراہ معبد خاص مین لیجاکر اوس معبد کو آپ کے سپرد کیا آپ نے کامل اطمینان کے ساتھ معابد مذکور سے بت نکالدئے اور خود اوس کے اندر کئی سال تلقین اسلام مین مشغول رہے آپ کے فیضان برکت سے آجتک اس پاترور مین کوئی معبد نظر نہین آیا آپ کے تقدس اور تحقق ولایت پر کون گفتگو کرسکتا ہے آپ کو حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سرہ العزیز سے خاندان چشت مین ارادت حاصل تھی نسب آپ کا اوس وخزرج کو منتہی ہوتا ہی اسلئے آپ انصاری کے لقب سے مشہور ہین۔ وطن آپ کا (حضرموت) ہے وفات آپکی (۲۴) ماہ ربیع الاول ۷۹۰ھ مین ہوئی نعش آپ کی معبد مذکور مین دفن کیگئی۔ مزار آپ کا زیارتگاہ عام ہے۔

تعلقہ (د) قصبۂ کیج۔ یہ قصبہ کیج دہارور سے مشہور ہے۔ اس قصبہ مین شریعت پناہ فضیلت دستگاہ حضرت قاضی الاولیا کا مزار پرانوار بوسہ گاہ عالم ہے۔ آپ کیج مکران کے رہنے والے تھے۔ ۷۲۵ھ مین دہلی سے دولت آباد کو تشریف لائے آپ کو حضرت نظام الدین

قاضی حمیدالدین

اولیا بدایونی الدہلوی سے ارادت حاصل تھی۔ آپ کے ملفوظات اور شریعت اور طریقت کا سرمایہ

حقایق الاولیا

حقایق الاولیا مین تفصیلاً درج ہے۔ افسوس کہ وہ رسالہ ہمکو بدست نہو سکا کہا جاتا ہے کہ وہ بالکل برباد ہوگیا ہے اور کسی نے آپ کے واقعات نہین نقل کئے نقل کیسے کر سکتے جبکہ انعامدارون مین بخالت اور کتمان شے کا عام مرض پہیلا ہوا ہے اور یہی اسباب ہین کہ واقعات کے تسلسل اور حسن اتساق مین تفرقے پیدا ہوگئے اور اون ناعاقبت اندیشون نے اپنے ہاتھ سے اپنے گذشتہ اسلاف کے فخر کا سرمایہ تباہ کردیا۔ ہمکو متوسط معتمد روایت سے معلوم ہوا ہے کہ قاضی الاولیا قصبۂ کیج مین ایک مدت تک زہ ندر ہے اور آپ اوسی گروہ کے قاضی تھے جو حضرت برہان الدین غریب کے ہمراہ دہلی سے دولت آباد آئے ہوے تھے۔ ۷۳۳ھ تک تو آپ کا زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے اسکے بعد معلوم نہین کس سنہ مین انتقال فرمائے ہرچند آپ نافذالحکم قاضی تھے لیکن سماع کو جایز رکھتے تھے اور خود بھی گانا سن لیتے تھے۔ اگرچہ بظاہر احکام شرعیہ ہر شخص کو نغمہ و سرود سے بالکل محترز رہنا چاہئے مگر ہماری یہ طاقت نہین

مجلس سماع

کہ ہم علما اور مشایخ سلف پر اس مسئلہ کے نسبت چوٹ کرین بڑے بڑے مذہبی علما اس چاٹ سے خالی نہ تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کس پایہ اور شان کے زاہد تھے کون اونکے تقدس کا انکار کرسکتا ہے وہ خود فن نغمہ مین بہت سے سرون کے موجد ہین۔ اسحاق موصلی ایک بڑے زبردست فقیہہ تھے وہ بھی اس فن مین اعلی مرتبت کے اوستاذ مانے گئے ہین۔ حیدرہ بن احمد بن ابراہیم العجمی ثم الرومی جنکی کنیت ابوالحسن برہان الدین لقب تھا شیراز مین ۷۳۰ھ کو پیدا ہوے باوجودیکہ آپ بڑے دیندار اور کثیر العبادت تھے تاہم علم موسیقی اور الحان کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی فن نغمہ کے علاوہ روم مین آپ کا فتوی عزت کی نگاہ سے دیکہا جاتا اور اوسپر عمل کرایا جاتا تھا۔ اسمین شک نہین کہ خوش آوازی خدا کے نعمتون مین سے ایک عمدہ نعمت ہے۔ یہ سب کچھ ہے مگر حضرت رسالت پناہ صلعم وصحابہ وتابعین وعلما ومشایخ کے وقت مین مجلس سماع کا رواج نہ تھا متاخرین مشایخون نے اوسکو وضع فرمایا ہے اور وہ اونکے

نزدیک مستحبات متصوفہ سے ہے مگر وجوب اوسکا بدعت ہے یہان پر ہم حلت وحرمت سماع سے بحث کرنا نہین چاہتے مشرب کے لحاظ سے سماع کے تین فوائد بتا سکتے ہین اول یہ کہ اصحاب ریاضت وارباب مجاہدہ نے رفع ملال نفس وقلب ورفع فتور اعمال وقصور احوال کے لئے اصوات طیبہ والحان متناسبہ واشعار بہیجہ مشوقہ کو شرعی قواعد کے ساتھ ترکیب ازدیا وصف روحانی قرار دئے ہین۔ دوسرا یہ کہ اکثر سالکون کو اثناء سیر وسلوک مین بوجہ ظہور واستیلاے صفات نفوس اکثر واقعات اور نیز طول فراق وتیزی اشتیاق مین نقصان پیدا ہوا کرتا ہے اوس کے اٹھانے اور مزید احوال مفتوح ہونے کے لئے سماع لذیذہ اور غزل وصف الحال کو تحریک دواعی شوق سمجھتے ہین۔ تیسرا یہ کہ جن سالکون کا حال ہنوز سیر سے طیرانی کی قوت وجذبی حدت پیدا نہ کی ہو تو وہ اس سماع کے ذریعہ سے غبار ہستی وتری حدوث کو نچوڑ کر نفس اور قلبی غوائیات سے تنفس بنکر فضاے قرب ذات مین طیرانی کرنے لگتے ہین اوسوقت اون کا سیر طیر کے ساتھ اور سلوک جذب کے ساتھ مبدل ہوجاتا ہے اور محب اپنے محبوب کے لئے آن واحد مین اسقدر راستہ طے کرتا ہے کہ اگر بغیر سماع کے طے کرنا چاہے تو سیر وسلوک مین سالہاگذر جائین۔ ان فوائد کے رو سے قاضی مہذب الدین کا باوجود منصب قضا کے سماع فرمانا ہرگز قابل اعتراض شرعی نہین ہوسکتا۔ ہمارے زمانہ کی مجلس سماع باعث ہلاکت ووبال ہے کیونکہ اوس مجلس مین کئی قسم کے لوگ جمع رہتے مگر دعوی یہ کیا جاتا ہے کہ ہم مجلس متصوفہ کے ہمنشین ہین مگر اونکی اصلی غایت خواہشات نفسانی وحظوظ طبیعت یا نان شوربے کی طمع یا رقص ولہو وطرب کا میلان یا منکرات ومکروہات کا مشاہدہ یا فرضی اظہار وجد وتلبیس حال یا صرف تسبیح وترویج کی گرم بازاری کے سوائے قاعدہ صدق واخلاص وطلب مزید حال سے انہین کچھ سروکار نہین۔ گانا سننے کے لئے پہلے ہمدرد یا رہون دوسرا سنانے والا بھی ہمدرد ہو اور وہ صدق وارادت کے اسرار سے گاتا ہو اور گانا بھی ایسا جو محض آخرت کے لئے ہو ہمارا خیال ہے کہ یہ دونون مطلوب گذشتہ زمانہ مین بھی بہت کم دستیاب

ہون گے (فکیف یتاتی بھذہ الزمان) اگر کسی کو ایسے مطلوب حاصل ہو جائین تو پس اونکے لئے وہ بہت کافی غنیمت ہے ورنہ ترک اوسکا سلامتی دین کے لئے نہایت اولی ہے۔

قلعہ دہارور

قصبۂ کیج سے (۴) کوس کے فاصلہ پر دہارور کے میدان مین ایک مستحکم قلعہ بنا ہوا ہے جو قلعہ فتح آباد سے مشہور ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ اس طرح بیان کرتے ہین کہ ۹۷۵ھ مین علی عادل شاہ بیجاپوری کے سپہ سالار (کشور خان لاری) کو اس میدان مین جہان قلعہ بنا ہوا ہے نظام شاہی فوج پر فتح و نصرت حاصل ہوئی تھی اوس نے فتحیابی کے بعد دوسرے پرگنات ضبط کرنیکے لئے یادگار فتح کے طور پر وہان قلعہ کی تعمیر شروع کر دیا اور تعمیر کے بعد کشور خان لاری نے اپنے فتحیابی کے لحاظ سے اوسکا نام قلعہ فتح آباد رکھا جو آجتک مشہور اور معروف ہے۔ لیکن اسوقت اس قلعہ کی حالت بہت ہی خراب نظر آئی۔ عادل شاہیون کے زمانہ مین یہ قلعہ تمام دکن کے ہر قلعہ کے گذشتہ عظمت کا ہمسر گنا جاتا تھا۔ حالت موجودہ پر بھی غور کرنے سے اوسکے بانی کشور خان لاری کے جنگی قرائن اور فوجی بہادرون کا پورا موازنہ ہو سکتا ہے۔

کشور خان لاری

عادل شاہی سلطنت مین اوسکی نظیر دوسرے فوجی افسرون مین ملنا مشکل تھا۔ اور نظام شاہی فوج کے افاسر اوس سے ہمیشہ کھٹکتے رہتے کھٹکنا اس بات کا تھا کہ اوس نے اون نظام شاہی افسرون کو ایکبار اپنے مقامی سرحد پر شکست دیچکا تھا۔ اور بہت سے مخالف فوجیونکی گردن کاٹکر اون خون آلود سرون کو خاک مین ملا دیا۔ مرتضی نظام شاہ بحری کئی دنون سے انتقام کا موقع ڈہونڈ رہا تھا ۹۷۶ھ مین قدرت حاصل کرکے قلعہ مذکور کے قریب پہونچکر محاصرہ کیا کشور خان لاری قلعہ کے اندر تھا اوس نے یہ سمجھ لیا کہ اب اس محاربہ سے جان بر ہونا دشوار ہے اودہر نظام شاہی فوج اور اوس کے افاسر انتقام کے جوش مین اپنی بہادری اور شجاعت کا اندازہ کر رہے تھے دونون جانب سے محاربہ شروع ہو گیا۔ اور دفعتاً قلعہ کی گولہ باری موقوف ہو گئی مرتضی نظام شاہ بحری نے حکم دیا کہ قلعہ کے اندر مداخلت کرین جب نظام شاہی فوج قلعہ مین داخل ہوئی قلعہ کے اندر عادل شاہی فوج کا ایک آدمی ظاہرا دیکھنے لئے نظر نہ آیا اور کشور خان زخمی ہو کر

مرا پڑا تھا۔ مرتضی نظام شاہ بحری نے قلعہ پر قبضہ کرکے اور کشور خان کے سر کو تن سے کاٹکر قلعہ مذکور کے کنگورے پر لٹکا دیا تھا۔ یہ بہت بڑے عبرت انگیز بات ہے کہ ایک زمانہ ایسا تھا کہ کشور خان نے اس میدان مین بڑے دلاوری کے ساتھ نظام شاہی فوجکو شکست دی اور بڑی خوشی اور مسرت کے ساتھ فتحیاب میدان مین قلعہ بنوایا دوسرا دن اوسکو وہان وہ نصیب ہوا کہ اپنے خون آلود سر سے کنگورہائے قلعہ کے عام منظر پر لٹکتا ہوا ارباب بصارت کو عبرت دلا رہا تھا۔

تعلقہ (۵) گیورائی۔ یہ مقام بھی بڑا دل چسپ اور پر فزا ہے۔ اس قصبہ مین بہت سے متبرک آثار اور مقدس اور پر انوار مزارین موجود ہین سب سے زیادہ مشہور حضرت شاہ نظام الدین کا روضہ ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت برہان الدین غریب کے مرید اور حضرت شاہ کوچک ولی قدس سرہ کے پیر بھائی تھے۔ اپنے مرشد کامل سے اجازت لیکر یہان پر قیام فرمائے۔ کہتے ہین کہ آپ کے رخصت کے وقت آپ کے مرشد نے آپ کے طرف خطاب کرکے فرمایا تھا (انتم مسار قلبی) یعنے تم لوگ میرے دل کے خوش کرنے والے ہو۔ اس جملہ سے ایسا پایا جاتا ہے کہ حضرت برہان الدین غریب کے بہت سے ارادتمند تھے اور دولت آباد کے ممالک محروسہ مین جا بجا منتقل ہوتے چلے تھے۔ اس لحاظ سے اگر دیوگڑہ کو اسلام گڑہ کہین تو بیجا نہین ہے اسلئے کہ دکن کے ہر حصہ مین اسلام اور مسلمانون کی اشاعت جسقدر ہوئی وہ سب اوسی مقام سے گویا دیوگڑا اسلام کا سرچشمہ تھا جہان سے ہر جگہ اوسکی نہرین پہلیتی گئین۔ ولایت مرہٹ کو بمقابلہ ولایت تلنگ و کنڑ شرف ہے تو اس بات کا کہ سواد مرہٹ کے ہر قصبات و قریات و دیہات و مواضع مین بزرگان دین کی مزارین کثرت سے ہین۔ اور ان بزرگان دین کا سواد ولایت مہاراشٹر مین جا بجا پھیلنا کون سی تعجب انگیز بات ہے تقریبًا (۱۱۰۰) اولیا دہلی سے دولت آباد آئے تھے (۷۰۰) ولی منتخب الدین زرزری بخش اور (۴۰۰) ولی برہان الدین غریب قدس سرہما کے

ہمراہ تھے۔ اور ان ہر ایک کے ارادتمندون کا سلسلہ قایم کیا جائے تو سواد ولایت مرہٹ مردم خیز سمجھے جائینگی اور قبتہ الاسلام ملتان کے بعد اسی ولایت کو شرف حاصل ہوگا۔

شاہ اچپل

قصبہ کیورائی مین شاہ اچپل ایک عجیب وغریب درویش گذرے ہین آپ کے نام سے غائبانہ تعجب ہوگا مگر اسرار طریقت وحقیقت مین کامل ولی تھے۔ فیض باطنی کے قوت اور نظر کیمیا اثر کی تاثیر سے ہر شخص کو اپنا معتقد بنا لیتے تھے۔ ہم نے اس قصبہ مین اور ایک بزرگ کی زیارت کی جنکا نام مقدس سید شاہ حیات اللہ ہے۔ آپ اپنے والد سید شاہ حیات اللہ شجاع الدین قادری کے مرید وخلیفہ ہین۔ شہر گلبرگہ سے یہان تشریف لائے تھے۔ بہت سے روساے قصبہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کیا تھا۔ طریق آپ کا قادریہ ہے نسب آپ کا حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتہی ہوتا ہے وفات آپ کی ۷ جمادی الآخر ۱۲۹۱ھ مین ہوئی۔ قصبۂ مذکور مین اور بھی ایک چھوٹا سا مقبرہ ہے جسکے اندر حسن خانصاحب مدفون ہین آپ بڑے عارف کامل تھے۔ اور ہمیشہ ذکر ارہ کیا کرتے تھے۔

تعلقہ (و) آشٹی۔ یہ مقام نہایت فرحت افزا ہے۔ مجھکو ایکبار یہان جانیکا اتفاق ہوا جب مین قصبہ کے قریب پہونچا تو آبادی سے ملی ہوئی چھوٹی سی (تلوار) ندی بہتی نظر آئی مجھکو یہ مقام ندی کے متصل ہونے کی وجہ سے بہت ہی خوشنما معلوم ہوا۔ آب وہوا بھی معتدل ہے خصوصاً گھوڑون کے لئے یہانکی آب وہوا تو قدرتی مصالہ سے کم نہین۔ اس تعلقہ مین ایک مقام ہے جسکو (مان) کہتے ہین اس جنگل مین گھوڑے بڑے قوی ہیکل خوبصورت چالاک۔ تیز خرام پیدا ہوتے ہین کاش اگر ابو عبیدہ[۱] و اصمعی[۲] آج دنیا مین زندہ رہتے تو وہ یہان کے گھوڑون کا وصف اور ہر عضو کی تعریف کرتے۔ سیواجی[۳] مرہٹے نے

---

[۱] ابو عبیدہ۔ اصمعی کا ہمعصر تھا [۲] اصمعی بصرہ کا رہنے والا تھا [۳] سیواجی مرہٹہ ساہوجی بھوسلہ کا بیٹا مہاراشٹر کا رہنے والا ستارہ کا راجہ تھا (کافر سے جہنم رفت) اوس کے قتل کی تاریخ ہے ۱۲
۱۰۹۹ھ

اس مناسب آب وہوا کے لحاظ سے عرب کے گھوڑون کی نسل لیکر اس جنگل مین پرورش کرایا تھا جو اب تک وہ زادو نسل قایم ہے۔ آشٹی کے تعمیرات کے سلسلہ مین ہم نے کوئی شاندار عمارتین نہین دیکھے لیکن غوریون کے قبور اور ندی کے اوس طرف ایک خانقاہ نظر آئی البتہ مین اس کے نسبت یہ کہ سکتا ہون کہ یہ عمارات بڑے مستحکم اور قدیم

غوری خان

ہین غوری خان قصبہ آشٹی کا دیسکھہ تھا۔ اسکی دولتمندانہ فیاضی۔ بیروک حوصلے بڑے سرگرمی کے ساتھ صرف ہوئے۔ اس نے قصبۂ آشٹی مین حضرت شاہ برہان قدس سرہ العزیز کا مرقد اور مسجد دولتمندانہ عظمت کے ساتھ تیار کروایا ہے۔ کہتے ہین کہ غوری بڑا رنگین مزاج دیسکھہ تھا۔ اس نے مسجد اور مرقد بنوانے کے بعد ایک کتبہ بھی نصب کروایا ہے جسپر حسب ذیل تاریخ ہے۔

ازبرائے شاہ برہان مرشد راہ یقین		مسجد و مرقد مرتب ساخت غوریخان مہین
ازپے تاریخ اتمامش چو مے جستم خبر		این نوید دل بیامد شد مکمل قصر دین

جب غوری خان کا انتقال ہوا اوسکا مرقد بھی بہت ہی مستحکم اور ذی شان بنوایا گیا ہے اسکے مرقد پر بھی ایک کتبہ لگا ہوا ہے۔ لیکن اوسکا اکثر حصہ اور حروف ٹوٹ گئے ہین۔ اوس کے وفات کی تاریخ بھی معلوم نہین ہوسکتی۔ اس کتبہ کے تلف ہونے سے اوس کے تاریخی حالات کا مضمون تباہ ہوگیا۔

ندی کے اوس طرف حضرت شاہ فتاح بخاری کا روضہ بوسہ گاہ خلایق ہے۔ اور آپکے روضہ منورہ مین عالیشان خانقاہ بنی ہوئی ہے۔ باغلب قیاس حضرت شاہ فتاح بخاری کا مشرب نقشبندیہ ہوگا۔ مجھکو اس آشٹی مین زیادہ ٹہرنے کا موقع نہ ملا ورنہ وہان کے جملہ یادگار مقام اور آثار قدیم کو تفصیلاً بیان کرتا سچ تو یہ ہے (کہ کار دنیا کسی تمام نہ کردہ چہ گیرید مختصر گیرید۔)

سلطنت بہمنیہ مین زوال آنیکے بعد دکن مین طوایف الملوکی قایم ہوگئی بیجاپور مین

یوسف عادل خان - گلبرگہ مین دستور دینار حبشی - دولت آباد مین نظام الملک دکنی - جنیر مین ملک حسن نظام الملک بحری - راجمہندری مین قوام الملک صغیر - ورنگل مین قوام الملک کبیر - گاویل مین فتح اللہ عماد الملک - ماہور مین خداوند خان حبشی سرلشکر تھے - اخیر مین چلکر احمد نگر نظام شاہیہ کی سلطنت اور بیجاپور عادل شاہیہ کی سلطنت اور برار مین عمادیہ شاہیہ کی سلطنت اور بیدر بریدشاہیہ کی سلطنت اور گولکنڈہ قطب شاہیہ کی سلطنت مانی گئی - ان پادشاہون مین ہمیشہ لڑائیان ہوتی رہین اوسکا نتیجہ وہی تھا جو اون بادشاہون کے خیالات مین تھا - وہ خیالات یہی تھے کہ دوسرے کی سلطنت پر قبضہ ہوجائے - اور اپنی سلطنت کا دائرہ وسیع ہوتا جائے - مگر ان تمام غلامی سلطنتون مین احمد نگر کی سلطنت بڑی زبردر تھی - قصبہ آشٹی احمد نگر کے قریب ہونے کی وجھ سے شاہی افواج کا گذرگاہ بنا ہوا تھا دلاور خان سپہ سالار بیجاپور ہی دفعتًا فوج لیکر قصبہ مذکور مین داخل ہوگیا حالانکہ یہ قصبہ نظام شاہی سلطنت کے حدود ولایت مین شامل تھا جمال خان کو اوسکی اطلاع ہوتے ہی اپنے نظام شاہی فوج کے ساتھ اوس کے مقابلہ پر آپہونچا جانبین مین صف آرائی ہوئی قریب تھا کہ ان دونون افسرون مین لڑائی ہوتی اور دل کھولکر جان بازیان دکھاتے لیکن اون دونون کا جوش یکایک فرو ہوگیا -

حسین نظام شاہ بحری کے زمانہ مین گولکنڈہ کا پادشاہ قطب شاہ آشٹی پر آیا تھا چندروز اوسکا یہان قیام رہا - مگر اوسکا یہان آنا بوجوہ لینکل مصلحتون سے خالی نہ تھا -

قاضی محمد فخرالدین

قصبۂ آشٹی کے موروثی قاضی محمد فخرالدین بن قاضی حبیب اللہ بن قاضی حبیب اللہ بن قاضی محب اللہ بن شیخ عبدالقادر دہلوی تھے - آپ کی صفائی ذہن - جودت طبع قوت فکر زائد الوصف تھی - آپ مولف ہذا کے والد مرحوم کے حقیقی نانا تھے - آپکی وفات (۲۷) صفر المظفر سنہ ۱۲۲۰ھ مین ہوئی آپ کے بزرگوار قاضی حبیب اللہ نے اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ مین آشٹی کی ندی تلوار کے جانب

غرب ایک مسجد بنوائے ہین جسپر اس طرح کتبہ ہے۔

در زمان شاہ عالمگیر کامل غازی	بود ناہر خان غوری مسکین نواز
در وطن کاہش زسعی و اہتمام قاضی	نام او باشد حبیب اللہ دایم نیک سا

اس کتبہ سے سنہ کا پتہ نہین چلتا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سنہ کے حروف یا اعداد ٹوٹ گئے ہین۔ اور ناہر خان غوری خان کے اولاد مین سے تھا۔

پاٹودہ پاٹودہ[1] تعلقہ صرف خاص کا علاقہ ہے لیکن ضلع بیر مین واقع ہے۔ اس تعلقہ مین موضع کارے گانون ایک موضع ہے۔ اس موضع کے ایول باڑی مین حضرت سید جان پیر قدس سرہ العزیز کا روضہ بوسہ گاہ عالم ہے۔ آپ اولیاء متقدمین سے عابد و زاہد و متقی مظہر

سید جان پیر خوارق و کرامات ہین۔ آپ بصرے کے رہنے والے رفاعیہ خاندان کے پیشوا تھے اگر کوئی مجروح آپ کے روضہ منورہ کے نزدیک رہکر مرحم پٹی کرے تو زخم کا اندمال بہت جلد ہوجاتا ہے خصوصاً زخم ختنہ کا اندمال ایک شبانہ روز مین بلکہ یہانتک کہ ابھی ختنہ ہوئی اور کچھ عرصہ کے بعد آثار صحت نمایان ہوجاتے ہین کل مرہٹواری اور اکثر کرناٹکی اور بمبئی دیونہ و ستارہ و ناسک و ترمک و کھوڑنڈی و گجرات و سورت و بڑودہ و احمد آباد و برہان پور و ایلچپور کے مسلمان اپنے لڑکون کو لاکر یہان ختنہ کراتے ہین بعض کا یہ اعتقاد ہے کہ آپ کی نعش ایول باڑی سے ایک کوس کے فاصلہ پر موضع لالونڈی تعلقہ جام کھیڑ ضلع احمد نگر مین واقع ہے۔ ایول باڑی مین صرف آپ کا چلہ بنا ہوا ہے۔ مرہٹون کو مسلمانون سے جسقدر مذہبی عداوت ہے وہ ظاہر ہے باوصف اسکے یہ لوگ آپ کے مزار کے حدود مین مسلمانون کا پکا پکایا کھاتے ہین اور حد سے باہر ہوتے ہی پھر مسلمانون کی روٹی کو ہاتھ نہین لگاتے اور اون سے بے انتہا پرہیز کرتے ہین۔

[1] اس تعلقہ مین نارایں گڑہ ایک مقام ہے یہانکی جاترا بہت مشہور ہے خلق اللہ کا نہایت ہجوم رہتا ہے دراصل یہان پر مرہٹون کا معبد ہے جسکی تعمیر مین تقریباً ۵۰ سال کا عرصہ گذرا ہوگا ۱۲۔

ضلع بیر۔ وسعت آبادی۔ مردم شماری۔ عین زراعت۔ محاصل

اس ضلع کا طول تعلقہ آشٹی کے مغربی حدود دریائے سینا سے تعلقہ آنبہ جوگائی کے انتہائے مشرقی حد تک شرقاً (۱۲۵) میل۔ اور عرض زیادہ سے زیادہ دریائے مانجرا سے گوداوری تک تخمیناً (۵۰) میل۔ رقبہ اس ضلع کا (۴۱۳۰) مربع میل۔ اور مردم شماری (۶۴۲۷۲۲) ہے اور عین زراعت معہ سرسبتہ (۱۶۳۴۰۶۸) ایکر محاصلی (۱۲۸۲۹۱۸) روپئے دس آنے چھ پائی ہے جغرافیہ دکن مطبوعہ ۱۳۱۴ھ مین سالانہ آمدنی کے نسبت (۱۳۴۰۱۳۱) روپئے سکہ حالی بتلایا ہے۔

ضلع بیر کی طبعی صورت

سلسلہ بالاگھاٹ مغربی حصہ مین دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اسکے سوائے اور تین بڑے بڑے سلسلے پہاڑون کے اضلاع مین دور تک چلے گئے ہین جنوب کے طرف چند وسیع میدان نظر پڑتے ہین پہاڑون کے وادیون مین سرسبز جھاڑی ناہموار زمین کو ڈھانکی ہوئی ہے۔ دریائے گوداوری شمال مین اور دریائے مانجرا جنوب مین مغرب سے مشرق کو بہتی ہین۔ اون کے سوائے سیناندی مغربی حد پر بہتی چلی گئی ہے۔ اور نیز بینسرا۔ کنٹکا۔ سرسی۔ وان۔ کرپرہ۔ سینپنہا ضلع کے اندر بہتے ہین۔

ضلع بیر۔ پیداوار۔ حرفہ۔ زبان و مذہب خصلت

پیداوار۔ اس ضلع کی سرزمین مین گیہون۔ چنا۔ جوار۔ باجرہ۔ روئی۔ نیل۔ نیشکر۔ ولایتی مونگ۔ السی۔ کلڈی کثرت سے پیدا ہوتے ہین۔

حرفہ۔ چھاگل۔ گینتی۔ دورنگی کپڑہ۔ زرین جوتے۔ عمدہ بنتے ہین۔ باقی زرگری۔ آہنگری۔ نجاری۔ معماری کا حرفہ معمولی طور پر ہے۔ البتہ ضلع کے مجلس مین قاضین اور شطرنجیان اچھے سُنے جاتے ہین۔

زبان و مذہب۔ یہانکی بولی قدیم مرہٹی ہے لیکن اردو بھی کثرت سے کہی جاتی ہے

اور سرکاری دفتر بھی مرہٹی اور اردو زبان مین ہے۔ مذہب کے لحاظ سے دیکھا جاے تو ہنود بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ ہین اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ یہ انھین کی موروثی ولایت ہے۔ یہان کے مسلمانون کی قدامت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کا وجود تقریباً (۶۰۰) برس کا ہے۔

خصلت۔ آدمی اس ضلع کے سیاہ فش محنتی مضبوط بلند پیشانی خلیق گندم رنگ ہوتے ہین۔

دوسرا مقالہ

بیر۔ اور یہان کے حکام اور اونکے اجمالی حالات

مجھکو اس بات کی تمنا رہگئی ہے کہ (بیر) کے گذشتہ نامور فرمانروایان ہنود و اسلام کا ایک سلسلہ لکھون جسکا یہ طرز ہو کہ بیر مین آجتک حکومت کے جتنے سلسلے قایم ہوے اونمین سے وہ نامور انتخاب کرلئے جائین جو اپنے ہمعصر طبقہ مین عظمت حکومت کے اعتبار سے اپنا ہمسر نہ رکھتے ہون اور اون کے ایسے حالات لکھے جائین کہ تاریخ کے ساتھ (لائف) کا مذاق بھی موجود ہو۔

لیکن افسوس کہ ہمارے نزدیک وہ کتابین نہین جو ہماری اس تمنا کو پوری کرنیکے لئے معین و مددگار ہوسکین۔ حالانکہ اون کتب کا ہمدست ہونا میری اس خواہش کے تکمیل کے لئے نہایت ضروری تہا۔ قسمت سے زیادہ کیا چیز میسر ہوسکتی ہے۔ اور ناپید کتابون کو ہم کہان سے پیدا کرسکتے تھے۔ اور نہ آیندہ ہماری مستعار حیات کا بھروسہ ہے اس دو روز کی زندگی مین اتنے بڑے وسیع خیال کا پورا کرنا ہمارے امکان سے باہر تہا۔ مجبوراً ہم نے اس تاریخ مین اون حکام کو انتخاب کیا ہے۔ جنکے حالات رایان دکن و سلاطین اسلام ہند و دکن کے تفصیلی واقعات مین (ضمناً) معلوم ہوے اور جسقدر عمارات قدیم واقع قصبۂ بیر کے کتبون سے پتہ چلا۔ جن حکام کے حالات

مین نے اس تاریخ مین بیان کیا ہے۔ ان حکام کے سوا اور بھی بہت سے حکام اس بیر کے مالک تھے جنکی سوانح عمری سجانیکے قابل تھی مگر پتہ نہ چلنے کے سبب اونکی ذی عزت کرسی اس تاریخ کے یادگار دربار سے بڑی حسرت اور افسوس کے ساتھ اٹھالے گئے۔ جن حکام کو ہم نے اجمالاً و انتخاباً اس تاریخ مین بیان کیا ہے وہ یہ ہین۔

دریودہن کی سلطنت۔ نسب۔ کوروانی پانڈوانی نزاع پانڈون کی جلاوطنی۔ دکن مین اونکا سر چھپاتے پھرنا

دریودہن۔ دہرتراشٹر بن چتر برج کا بیٹا۔ اور دہرتراشٹر کے بھائی پنڈ کا بھتیجا اور ہستناپور کے راجہ بہرت کے اولاد مین سے دکن کا بھی راجہ تھا۔ اسکی مان کندھاری قندھار کے راجہ کی بیٹی تھی۔ اس راجہ کا خاندان کوروان کے لقب سے اور اوس کے چچازاد بھائیون کا خاندان پانڈوان کے لقب سے مشہور ہے۔ بیاس حکیم نے ان دونون خاندان کے رزم و بزم اور نصایح و مواعظ و حکایات و روایات بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھکر اوسکا نام مہابہارت رکھا ہے اس کتاب کے مصنف کو ہنود بڑا مقدس بلکہ نفوس قدسیہ اور زندہ جاوید سمجھتے ہین۔ دریودہن نے اپنے چچازاد بھائیون کو قمار بازی مین ہار جانے کی وجہ سے (۱۲) سال جلاوطن رہنے کا حکم دیا اور یہ قید لگادیا تہا۔ کہ کوئی انسان تم کو دیکھنے نہ پائے۔ ورنہ پھر (۱۲) سال جلاوطن رہنا پڑیگا۔ اوس کے وہ چچازاد بھائی (۱۲) سال تک نخوست کبیتین کی وجہ سے دکن مین بسر کرتے رہے لیکن چونکہ دریودہن مملکت دکن پر قابض تہا اون بیچارونکو شرط مسبوق الذکر کی پابندی مشکل ہوگئی تھی ناگزیر تغیر لباس و وضع کرکے ولایت پائین دکن مین ایسے چھپے رہے کہ دریودہن اونکی تلاش سے عاجز آگیا۔ قصبۂ بیر کے شاستری کاسی ناتھ بیان کرتے تھے کہ اوس زمانہ مین قصبۂ بیر کو (درگاوتی) کہا کرتے

تھے اور یہ قصبہ اونکے زیر حکومت تھا العلم عند اللہ۔

راجہ بکرماجیت کی سلطنت۔ اور اوسکی بہن چنپاوتی کی ولایت بیر پر حکمرانی

راجہ بکرماجیت۔ قوم کا کھتری پورا۔ اور بڑا دادگستر سخی عادل اور اردشیر کا معاصر تھا اسکے سایۂ عاطفت مین ہر شہر و دیار کے لوگ پرورش پاتے تھے۔ اسکے حالات مین بہت سے اختلاف سنے گئے۔ اسکا باپ دادا (اوجین) کا فرمان روا تھا۔ اس راجہ نے اوڑیسہ بنگ بہار۔ گجرات۔ سومنات۔ دہلی اور تمام مملکت دکن کو بھی تسخیر کرلیا تھا۔ اس راجہ کے زمانہ مین ولایت بیر کو بلنی کہا کرتے تھے۔ اوسکی بہن چنپاوتی نے اپنے قومی اور مذہبی دریوزہ گر جماعت کی حمایت سے بیر پر تسلط حاصل کی اور اس شہر چنپاوتی کے قدیم نام بلنی کو اپنے نام چنپاوتی نگر سے بدلدی۔ طرح طرح کے جدید عمارات اور قسم قسم کے اکمنات و معابد بنوائی۔ اسکے زمانہ مین اس شہر کی آبادی و آراستگی و شائستگی مین دونی آبداری پیدا ہوگئی تھی۔ بعض یہ بھی کہتے ہین کہ چنپاوتی بنگالے کے راجہ گوپی چند کی بہن تھی۔ بعض اس کے نسبت اور کچھ تعبیر کرتے ہین ہمارے نزدیک گذشتہ ہندؤن کے قصص و حکایات لغو ہین اور اون کے تمام تحریرات جھوٹے کہانیون اور باطل خیالات سے مملو ہین انکی گذشتہ تاریخ صرف اٹکل بچو پر لکھنا پڑتا ہے۔ صحیح پتہ نہین معلوم ہوتا۔ چنپاوتی کا اصلی حال کہ وہ کون تھی اور کیسی تھی نہ تو اوسکی کوئی تاریخ لکھی ہوئی دیکھی گئی اور نہ کسی قسم کے آثار ولایت بیر مین پائے جاتے ہین۔ البتہ اسقدر اطمینان سے کہہ سکتے ہین کہ وہ ایک زمانہ مین موجود تھی اور اوس نے یہان غلبہ پایا اور اس ولایت کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا۔ اور اوسکے قدیم نام کو اپنے نام سے بدلدی جو آجتک اوسکی عام شہرت ہے۔

سالباہن کا خروج - بکرماجیت کا قتل
اور سالباہن کا دکن کی شاہی پر اکتفا کرنا

سالباہن - کسی برہمن کا بیٹا دکن کے زمیندار سے تھا - اسکے زمانہ کو آج تقریباً (۱۸۲۰) برس ہوتے ہین - اس نے بغاوت کرکے راجہ بکرماجیت کو نربدہ کے کنارے قتل کیا اوسوقت سالباہن کی عمر (۲۷) برس کی تھی - دکن کا ملک چھینکے بعد اوس نے مونگی پٹن مین گوداوری کے کنارے پر اپنا پایہ تخت بنایا تہا - درحقیقت یہ راجہ بڑا زبردست ہوا ہے - ولایت بیر بھی اسکے حدود ولایت مین شامل ہوگئی تھی - اسکے بعد اسیقدر پتہ چلتا ہے کہ جادو بنس راجپوت سلطنت کرتے تھے -

رام دیو کی سلطنت - نسب - اوسکا تمول -
دکن مین اسلام کا آغاز - ہندؤنکی سلطنت کا خاتمہ

رام دیو - قوم کا مرہٹہ اور حضرت نوح علیہ السلام کے تیسرے بیٹے حام کے اولاد مین سے ذات کا جادو بنسی تھا - ۱۲۹۸ء مین اوس کے خاندان مین سلطنت آئی اور انھون نے دیوگڑہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا تہا - تقریباً (۲۹۶) برس تک اس خاندان کے لوگ ایک دوسرے کی جانشینی کرتے رہے - رام دیو کے نزدیک اس مدت کا جمع کیا ہوا موروثی خزانہ موجود تھا - اس سے زیادہ اوسکا متمول ہونا اس سے ثابت ہے کہ اوسکے ایک ادنی پیشکش اور نذرانہ پر علاؤالدین خلجی کو وہ قوت حاصل ہوئی کہ تمام ہندوستان کا خودمختار بادشاہ بن گیا - رام دیو دکن کے تمام راجاؤن مین بڑا راجہ تھا - ۱۲۹۴ء مطابق ۶۹۴ھ مین علاؤالدین خلجی نے قلعہ دیوگڑہ کا محاصرہ کرکے نہایت سخت پرخطر جنگ کے بعد رام دیو کو شکست دیکر اپنا نام فاتح دکن کے مدمین سب سے اول لکھوایا ہے -

علاؤالدین کے پہلے دکن پر کسی مسلمان بادشاہ کا حملہ نہین ہوا تہا۔ اس قلعہ کا میدان کئی ہزار سال سے مسلمان سوارون کے گھوڑون کے سم کی آفت سے محفوظ تھا۔ اور نہ یہان کے لوگ کبھی مسلمان بہادرون کی صورت کو دیکہے تھے اور نہ اون کے ضرب شمشیر وتیر سینہ شگاف سے واقف تھے۔ تمام کفاران دکن کے حق مین علاؤالدین پہلا مسلمان ہے جس نے دکن کے کافرون کو اسلام کے دمدار شمشیر سے اسلامی جراحت کا ذائقہ چٹایا تھا۔

سنکلدیو سنکل دیو راجہ رام دیو کا بڑا بیٹا اور علاؤالدین کے حملہ کے وقت ولایت بیر کے پرانے مندر مین پوجا پاٹ کے لئے آیا ہوا تھا۔ علاؤالدین کی آمد سنکر آندہی کیطرح دیوگڑہ پہونچ گیا اور بہت سی فوج لیکر دیوگڑہ سے تین کوس پر اوسکا مقابلہ کیا رام دیو نے ہر چند اوسکو منع کیا اور مسلمانون کی بہادری جتائی مگر اوس نے نہ مانا اپنے لشکر کی کثرت اور راجہ ہاے خاندیس وگونڈرانہ ومالوہ کی امداد کے بہروسہ اور اپنی نشہ جوانی کی سرشار حالت مین بے اختیار اسلامی فوج پر جا گرا لیکن علاؤالدین نے اوسکو تہ وبالا کردیا رام دیو کے بہت سے رشتہ دار گرفتار ہوگئے تھے تاہم رام دیو نے پولیٹکل کارروائیون سے اوس کے ساتھ مصالحت کرلی۔ رام دیو ۷۱۰ھ کے پہلے مرگیا تھا اور سنکل دیو ۷۱۲ھ مین ملک کافور کے مقابلہ جنگ سے مارا گیا۔ اگر رام دیو کی وفات ۷۱۰ھ مین ہوئی ہے تو گویا اوس نے علاؤالدین کے عہد مین قلعہ دیوگڑہ فتح ہونے کے بعد (۱۶) برس سلطنت کیا مگر اوس مدت تک اوسکا فرمانروا رہنا خود مختار حیثیت کا نتھا بلکہ علاؤالدین کی تاج بخشی سے اور اوس کے مطیعانہ خراجگذاری کے ساتھ سلطنت کرتا رہا۔ رام دیو کے بعد اوسکا بیٹا سنکلدیو (۳) سال سے زاید اپنی موروثی سلطنت پر قابض رہا۔ بہرحال اس خاندان کی ابتدائی سلطنت قلعہ دیوگڑہ پر ۱۹۹۸ء مین قایم ہوئی ۱۳۱۲ء کو اونکا خاتمہ ہوگیا۔ قلعہ دیوگڑ پر تقریبًا جادو بنس راجپوت

یکے بعد دیگرے (۳۱۴) سال سلطنت کرتے رہے ولایت بیر بھی اس مدت مین ابتدا سے انتہا تک اسی خاندان کے راجاؤن کے قبضہ مین رہی آخر علاؤالدین کے غلام ملک کافور نے اطاعت گزار راجاؤن کے سوائے باقی سب ملک اپنے قبضہ مین کرلیا۔ اور قلعہ دیوگڑہ کو دکن کا دارالسلطنت بنایا اور ایسا رعب بٹھایا کہ پھر کسی کو یارائے سرکشی نرہی

قلعہ دہاراگڑہ یا دیوگڑہ یا دولت آباد

یہ قلعہ ایک مخروطی پہاڑ پر بنا ہوا ہے اور نہایت اچھی مضبوط دیوار اور برج اور کھائی کے سوا اوس پہاڑ کا ڈھال غضب کا ہے کہ جس پر چڑھنا نہایت دشواری سے ہوتا ہے۔ قلعہ در قلعہ ایسے تین قلعے ہین۔ راجہ بھوج پواری مالوہی کے زمانہ مین اس قلعہ کا نام (دہاراگڑہ) تھا۔ مہاراشٹر اسی شہر اور اوس کے اطراف سے مراد ہے قدیم زمانہ مین حدود اربعہ اوسکی یہ تھے۔ مشرقی حد ست پڑا پہاڑ تک۔ مغربی حد نند دود سے دامن تک اور دامن سے سمندر کے قریب گوا تک۔ جنوبی حد کرناٹک و تلنگانہ ہے جو گوا سے شروع ہوکر کولاپور اور بیدر مین گذر کر چاندہ مین ختم ہوتی ہے۔ شمالی حد کوہ ست پڑے سے نندود تک جو نربدا کے قریب ہے۔

مہاراشٹر کا وہ حصہ جو مغربی گھاٹ اور سمندر کے درمیان سدا شیوگڈہ سے تابتی ندی تک چلا گیا ہے کانکن کہتے ہین اس شہر کے قدیم باشندے شمالی روس اور مغلستان کے رہنے والے تھے۔ کہتے ہین کہ اس قلعہ کو بدھ مت مذہب کے لوگون نے بنوایا تھا۔ جسکو آج تقریباً (۱۹۶۱) برس ہوچکے ہین۔ اور نیز وہان کا کوہ ایلورہ انہین بدھ مت کے عجیب و غریب صنعت و قدرت انسانی کے ہنرمندی کا نمونہ ہے۔ ان مندرون کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہان کے گذشتہ رہنے بڑے صاحب لیاقت تھے۔ اس قلعہ کے اندر جو مینار ہے اوسکا بانی سلطان علاؤالدین خلجی تھا۔ اوس نے قلعہ دیوگڑہ فتح ہونے کے بعد یہ مینار بنوایا اور اوسپر اسلامی پھریرہ چڑھا دیا تھا۔ سلطان محمد تغلق بادشاہ دہلی نے ۱۳۳۷ء مین دیوگڑہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیکر اوسکا نام دولت آباد رکھا

اور پہاڑ کا ٹکڑا وسکو تعمیر کروایا تھا۔ راجہ رام دیو کے زمانہ مین اس قلعہ کی آراستگی نہایت اچھی تھی۔ اور ولایت بیر کو قلعہ دیوگڑہ سے بہت قرب بلکہ اوسکے زیر فرمانروائی رہنا کوئی تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ ولایت بیر قلعہ دیوگڑہ سے بہت قریب بلکہ اوسکا صحن سمجھا جائے تو بجا ہے۔ اس ولایت بیر نے بھی علاؤ الدین کے عہد تسلط سے اسلامی عزت حاصل کی اور اوس کے طرف سے اسلامی عمال بھی نائبون کا تقرر ہوا یہان کے قدیم کفارون نے اپنی دوروزہ حکومت مین جو مذہبی آئین قائم کئے تھے وہ سب ہوا گئے اور جا بجا اسلام کا منور چراغ روز افزون ترقیون کے ساتھ روشن ہوتا گیا۔

سلطان علاؤالدین خلجی کی سلطنت۔ فتوحات قلعہ دیوگڑہ راجہ رام دیو کا تمرد۔ سلطانی احسانات کا صلہ۔ ملک کافور کا قلعہ دیوگڑہ پر مقرر ہونا علاؤ الدین کی وفات ۷۱۵ھ

سلطان علاؤالدین خلجی[1] سلطان جلال الدین خلجی فیروز شاہ کا بھتیجا اور سکندر ثانی کے لقب اور چنگیز خان کے داماد قاآن خان کی نسل سے مشہور تھا۔ اسکی مستقل سلطنت ۶۹۶ھ مین قایم ہوئی۔ قلعہ دیوگڑہ کے پہلے حملہ کے وقت اپنے چچا کے ممتاز افسرون مین تھا اس نے راجہ رام دیو سے (۶۰۰) من طلا (۱) من مروارید (۲) من جواہر لعل و یاقوت والماس (زمرد (۱۰۰۰) من نقرہ (۴۰۰۰) من جامہ ابریشمی و دیگر اجناس حاصل کیا تھا جسوقت علاؤ الدین مذکور مین ہندوستان کے شاہی تخت پر جلوہ گر ہوا اوسکو اس بات کا اعتراف تھا کہ مجھکو ہندوستان کی شاہنشاہی رام دیو کے پیش کش گرانبہا فتوحات کی بدولت نصیب ہوئی اور میری بدقسمتی اقبال مندی سے بدلگئی۔ سلاطین ہندوستان مین کسی کے پاس اسقدر خزاین نہین تھے جو تنہا رام دیو اپنے خزاین معمور رکھتا تھا۔

[1] خلجی کو آج کل غلزئی کہتے ہین ۱۲

رام دیو باوجود اسکے کہ اوسکو علاؤ الدین نے پہلے حملہ پر شکست دیچکا تھا لیکن پولیٹکل تدبیرون سے قلعہ دیوگڑہ کو نچھوڑا اور بظاہر خراجگذاری کا وعدہ کرکے قلعہ پر بدستور قابض رہا اور تمردانہ طرز بدلکر تین سال کا خراج نہین بھیجا اور یہ نہین خیال کیا کہ علاؤ الدین کی افسری حالت آب شاہنشاہی سے بدل گئی ہے۔ علاؤ الدین مذکور کو اوس کے اس بدعہدی پر بڑا جوش اور غصہ آیا اور اپنے غلام ملک نائب کافور کو بڑے سازوسامان کے ساتھ رام دیو کے مقابلہ پر بھیجا۔ ملک کافور ولایت مرہٹ لڑتا بھڑتا اور متمردین کو اطاعت قبول کراتا اور ولایت مرہٹ کو اپنے امرا پر تقسیم کرتا اور جابجا تسلط پھیلاتا ہوا قلعہ دیوگڑہ کے حدود مین پہونچ گیا۔ رام دیو نے دل مین کہا کہ یہ غلام بھی سلطانی قہر کا ایک نمونہ ہے اس فیاض میزبان کا رنجیدہ کرنا خلاف انسانیت ہے اسلئے اوس نے اپنے بڑے بیٹے سنگلدیو کو اپنے مشہور اور نامی قلعہ دیوگڑہ مین چھوڑ کر دوسرے بیٹون اور قرابتدارون کے ساتھ ملک کافور سے جاملا اور دردناک لہجہ سے معذرت کرکے صلح کی درخواست پیش کی اور سلطان کے طرف اشارہ کرکے کہا کہ مجھکو اوس حضور کے ذرہ نوازی سے جو عزت ملی ہے کیا مین اوسکو (اس گستاخی پر کہ تین سال کا خراج نہین بھیجا تھا) تباہ کردونگا۔ اگر آپ میری آبرو رکھین تو اوس کے صلہ مین یہ نذر حاضر ہے۔ ملک کافور نے سلطان کی خدمت مین رام دیو کے طرف سے ایک عرضی لکھی جسمین اوسکے اطباع و اخلاص عقیدت کا دلفریب مضمون تھا۔ علاؤ الدین نے ملک کافور کے تحریر پر رام دیو کو دربار شاہی مین بلا لیا جب رام دیو علاؤ الدین کے روبرو آیا تو علاؤ الدین کو سلطانی بلند حوصلے نے یہ رائے دی کہ رام دیو کی سابقہ فتوح اسکے تسخیر سے کم قیمت نہین ہے اس لئے علاؤ الدین نے اوسکے احسانات کے کافی صلہ مین (چتر سفید) اور (رائے رایان) کا خطاب دیا۔ یہ پہلا خطاب ہے جو اسلام نے ولایت مرہٹ کے راجہ کو سرفراز فرمایا

ملک کافور

بلکہ دکن مین کسی راجہ کو رام دیو سے پہلے اسلام کے طرف سے کوئی خطاب نہین ملا۔ علاؤ الدین نے نہ صرف خطاب بلکہ رام دیو کو اوسکے مقبوضہ ولایت و ممالک کے سوائے اپنے طرف سے اور بھی بلاد دیگر دہلی سے دیوگڑہ کے جانب روانہ کیا۔ دہلی کے تمام اعیان و عمائد و افسران فوج بڑے جوش سے دور تک پہونچانے کے لئے اوسکے ہمراہ تھے۔ رام دیو اعزاز و اکرام کے ساتھ قلعہ دیوگڑہ کو پہونچا اور سلطنت کرتا رہا اوسکے بعد اوس کے بیٹے اپنے باپ کے مقبوضہ ولایت پر قابض رہے۔

۷۱۲ھ مین ملک کافور نے رام دیو کے بیٹے کو قتل کیا اور قلعہ دیوگڑہ پر قبضہ کرکے سلطان علاؤ الدین کے حکم سے ایک مدت تک قلعہ مذکور مین تمام دکن کی حکومت کرتا رہا۔ ولایت بیر مین اوسکے معزز شقدار اور کارکن انتظام کرتے تھے۔ سلطان علاؤ الدین خلجی (۶) شوال ۷۱۶ھ مین انتقال کیا اسکے مرتے ہی راجہ رام دیو کے

ہرپال دیو

داماد ہرپال دیو نے دکنی راجاؤن سے امداد لی اور ولایت مرہٹ پر حملہ کرکے خود قابض و متصرف بن گیا اور کامل ایک سال کئی ماہ حکمرانی کرتا رہا اس نے ولایت بیر کے اسلامی کارکنون اور شقدارون کو برطرف کرکے اپنے طرف دارونکو مامور کردیا تھا۔

۷۱۷ھ مین قطب الدین خلجی تخت نشین ہوا اور ۷۱۸ھ مین دیوگڑہ آیا۔ ہرپال دیو

قطب الدین خلجی

کو زندہ گرفتار کرکے اوسکا پوست نکلوا دیا۔ اور ولایت مرہٹ کا گیا ہوا قبضہ واپس لیا اور ملک عین الملک ملتانی کو قلعہ دیوگڑہ پر حاکم مقرر کیا۔ ولایت بیر پر قطب الدین کے زمانہ مین امرائے خلجیہ کا قبضہ تھا۔

سلطان محمد تغلق کی سلطنت۔ اوس کے دکن پر حملے۔ دولت آباد کی تعمیر۔ دہلی کی بربادی۔ قلعہ دیوگڑہ کا ہندوستانیون سے آباد ہونا

دکن کے ہر حصہ مین مسلمانون کی اشاعت ۔ تغلق کا دربار رزیلون کی رسائی ۔ تغلق کا انتقال ۔ ۱۲ محرم ۷۵۲ھ

سلطان محمد تغلق غیاث الدین تغلق کا بیٹا اور دہلی کا عظیم الشان بادشاہ تھا ۔ اس کے باپ کے عہد مین دکن کا ملک بغاوتون کا ذگل بن گیا تھا ۔ اس پُر آشوب زمانہ مین ولایت بیر پر امرائے دکنیون سے جس نے قدرت پایا قبضہ کر لیا ۔ لیکن محمد تغلق گو نوجوان اور شاہزادگی کی حیثیت رکھتا تھا مگر بڑا بہادر اور اقبالمند تھا ۔ اوس نے بڑی ثابت قدمی کے ساتھ کمر بستہ ہو کر دکن کے طرف رخ کیا اور بڑے بڑے مشہور قلعے فتح کر لئے ایسے چند اتفاقات اوسکے اس دکن مین مساعدت کرتے تو باغیان مرہٹ و تلنگ کا خاتمہ ہو چکا تھا

۷۲۵ھ مین اسکا باپ دنیا رفانی سے عالم جاودانی کے طرف چلا گیا ۔ اوسکے فاتحہ سوم کے دن محمد تغلق تخت شاہی پر بیٹھا ۔ لیکن ہفت اقلیم کے تسخیر کا ارادہ رکھتا تھا ۔ مورد تی اسلام مانع نہ ہوتا تو اوس کے نزدیک (انا ربکم الاعلی) کا دعوی کرنا مشکل نہ تھا ۔ قلعہ دیوگڑھ کو دکن مین سب سے زیادہ پسند کرتا اور دکن کے مہمون کے وقت اوسکو اپنا مستقر قرار دیتا تھا بہت سے ممالک فتح ہونے کے بعد اوس نے قلعہ دیوگڑھ کو اپنا پائے تخت اور ہندوستان کا دار السلطنت مقرر کیا ۔ اور دو سال کی مدت مین اپنی خاص توجہ سے دولت آباد کی تعمیر کروایا اوسکی پوری تعمیر ہونیکے بعد حکم دیا کہ دہلی سے تمام خلق اللہ دولت آباد کی طرف چلی جاے سلطانی حکم کے موافق دہلی کے تمام لوگ دولت آباد مین آبسے ۔ دہلی مین سوائے وحشی درندون کے ایک آدمی باقی نرہا پھر ایک مدت کے بعد سلطان نے یہ حکم دیا کہ جسکا دل چاہے دولت آباد مین رہے یا دہلی چلا جاے ۔ بہت سے لوگ سلطان کے ہمراہ دولت آباد سے دہلی کو چلے گئے ۔ اور بہت سے علماء اعلام و سادات عالیمقام و مشایخ کرام و حفاظ کلام و امراء عظام و وزراء سے

نیک نام وصواحب انام وخواص وعوام کو ولایت مرہٹ کی خوشگوار آب وہوا وشادا
زمین ونسیم جان پرور بہت اچھی معلوم ہوئی اور نہایت خوشی کے ساتھ ولایت مرہٹ
مین رہنے کو قبول کیا۔ دکن مین جن لوگون کا نسب اعزا کے نگاہون سے دیکھا جاے
وہ حضرات انہین مقدس بزرگوارون کی اولاد مین سے ہونگے ورنہ ان حضرات کے
خیر مقدم سے پہلے یہان پر صرف مراہٹہ کی زاد نسل قایم تھی۔ قلعہ دیوگڑھ ولایت دکن
مین ایک بہت بڑا جلیل القدر اور واجب العظمت مقام ہے جسکو بزرگان دین وشرفا
عرب کی قدم فرسائی نصیب ہوئی اور تمام دکن مین سب سے پہلے اسلامی دار السلطنت
کا اوسکو ممتاز لقب ملا ولایت بیر کو بھی اوسکی ماتحتی وہمسایگی کا فخر حاصل تہا۔ سلطان
محمد تغلق کے زمانہ مین باشندگان بیر کو روز افزون ترقیون مین ہر قسم کی فیضیابی حاصل ہوئی تھی
۷۴۲ھ مین سلطان محمد تغلق ورنگل سے بیمار ہوکر دور ودراز مسافت طے کرتے
ہوئے قصبۂ بیر کے جانب جنوب قدرتی پہاڑون تک پہونچا۔ یہان کے قدرتی نہرون کا
پانی اپنی چمکتی ہوئی لہرون کی حرکت سے عجیب دلفریب سمان دکہا رہا تھا۔ سلطان
اس مقام پر چندے قیام کے لئے ایک کنارے پہاڑ پر بیٹھ گیا اور اپنے اسٹاف کے
ڈاکٹرون سے کہا کیون یہ مقام صحت مرض کے لئے کیسا ہے۔ ڈاکٹرون نے عرض کی
کہ حقیقت مین بے نظیر ہے۔ سلطان نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ قیام کرین اس حکم کے
ساتھ ہی پہاڑون کے وسیع حلقون مین لشکر پھیل گیا اور جا بجا خیمہ وخرگاہ استاد
ہوگیا مگر سلطان کی طبیعت اپنے لاحقہ مرض ورنگل سے بے چین تھی حکما اوس کے جی
خوش کرنے کے لئے قصبۂ بیر کے آب وہوا کی مدح کر رہے تہے اور وہ اوسکو نہایت ذوق
سے سنا تھا۔ مگر پیش آنیوالی مصیبت یا تکلیف حکیمون کے دلاویز باتون سے کہین
پلٹ سکتی تھی ایکبار دانتون مین درد شروع ہوگیا اور اوسی درد سے اوسکا ایک دانت
گر پڑا اوسکو اوس نے اپنی فرودگاہ کے قریب دفن کرایا اور اوسپر عالیشان گنبد بنوایا

اسکے بعد اوسکی طبیعت قصبہ بیر سے برداشتہ ہوئی مونگی پٹن کو چلا گیا وہان چند روز رہکر معالجہ کیا۔ سلطان قصبہ بیر مین جتنے روز رہا اس مدت مین اوس نے یہانکے عام لوگون کے ساتھ نہایت لطف و محبت سے پیش آیا اور دادخواہون کے حال پر ازبس توجہ کی۔ اوسکے جانے کے بعد قصبہ بیر کی تمام رعایا برایا نے اوس کے احسانمندی کے جوش مین دیرتک شکریہ کے الفاظ ادا کئے تھے۔

سلطان محمد تغلق اگرچہ بڑا قابل اور شرع کا نہایت پابند تھا لیکن اوسکے تعجب انگیز حرکات سے اوس کے مشیران سلطنت ہمیشہ ناراض رہتے تھے۔ دہلی کا تباہ کرنا۔ دولت آباد کا بسانا۔ یہان سے وہان تک سرائین بنانا۔ قلعہ دیوگڑہ کے سنگلاخ پہاڑ کو تراش کر عمیق خندق کھودوانا بعض مورخون نے اوسکے اس طریق عمل کو حرکات بیہودہ پر خیال کیا ہے مگر متعصب مورخون کی بے اصل شکایت کا فیصلہ ہی کیا۔ دراصل اوسکا پایہ کمال بہت اونچا تھا اور سخاوت مین اپنی نظیر نہین رکھتا تھا۔ اوسکے خوبیون کے مقابلہ مین دوسرے سلاطین ہند کے ساتھ موازنہ کیا جاے تو دو چار ہی ایسے ستودہ صفات گذرے ہونگے ان سب خوبیون کے ساتھ اگر اوسپر عیب کا داغ تھا تو صرف اسقدر کہ اوسکا دربار ارزل و اسافل و لیام و سفلہ ترین آدمیون سے سجا رہتا تھا۔

افسوس ہے کہ اس سرگرم بادشاہ کے دربار مین رزیلون کی بے حد رسائی ہوئی جن سے سلطنت مین نقصان آیا اور تمدن و معاشرت کا نقشہ بگڑ گیا۔ اوسکی شخصی سلطنت کے تمام ارکان مطرب حجام جولاہے باغبان تھے۔ اور یہ لوگ اپنے عارضی اوصاف سے اوس کے دربار مین فرضی قابلیت کا طرہ بنکر نمایان ہوے اور تمام اطراف و دیار ہند مین اونکی شہرت کا سکہ جگیا تہا۔ بھلا کہین سلطنت کے معاملات حجام اور باغبانون کے نااہل تقرب سے چل سکتے ہین۔ باغبانون کو تو صرف ترکاری یا میوہ فروشی مین دستگاہ ہوا کرتی ہے اون سے سلطنت پر فوائد کا کیا اثر پڑہ سکتا تھا۔ اگرچہ ہم اس

ایک تاریخی واقعات سے سلطان کے ناگزیر معاملہ پر اعتراض نہین کر سکتے تاہم اتنا ضرور کہہ سکتے ہین کہ نااہل لوگون کے تقرب سے شرفا کو صدمہ ضرور پہونچتا ہے۔ دنیا مین باغبانون کا فرقہ دو اُما حماقت شعار اور سفاکی کے حقیر لقب سے بدنام رہا اور اونکی نااہلیت کے نسبت مختلف حکایتین لکھی گئین چنانچہ اس موقع پر باغبان کی ایک حکایت بیان کیجاتی ہے جسکے حماقت شعار عمل سے اوس کے پیر شوخ عورت نے ننگ و ناموس کا پاس اٹھا دیا تھا۔ اس حکایت کو (ہدیہ مبتدی)[۱] کے مصنف نے بڑی دل چسپی کے ساتھ اپنے تصنیف مذکور کے اخیر مین بیان کیا ہے جسکا ملخص مضمون یہ ہے کہ ایک فیاض باغبانی شوہر سے روٹھ کر قضارت کے آغوش مین جا گہستی اور اپنے شوہر پر زبردستی سے عنینیت کی تہمت لگائی اور اپنے مہربان قاضی کی اعانت سے اپنے کو محل سرائے قضارت مین داخل کی اور اوسکے صلبی لڑکے کو مادر جلو ہنوائی یہ اوسکے سفاکی سے کیا کم تہا۔ طرفہ یہ ہوا کہ قضارت کے آغوش مین اور ایک لڑکا جنی اور جب اوس نے دودہ پیا تو اوسی کے چہاتیون کا پیا اگرچہ اسکا نام بالکل بجہا ہوا تھا مگر مستقط الراس قضارت گھر ہونے کی وجہ پستی سے نکلکر شہرت پایا کم رتبہ کا شخص اپنی کم مایہ کی کو کسی طرح دبا نہین سکتا اور وہ فی نفسہ اپنی اس نسبت سے نفرت کرتا ہے مگر تشہیر عام پر کسکا زور ہے سلطان محمد تغلق کے اوس باغبان نے تقریب سلطانی کے باعث اور اس باغبان نے ہدیہ مبتدی کی دل چسپ حکایت سے شہرت کا ایک درجہ حاصل کیا ہے یہ عام اصول ہے کہ انسان کی شہرت بدون وجہ خاص کے ہرگز مشتہر نہین ہوسکتی جیسا کہ جیجو ایک بہت بڑا مشہور شخص تہا اوسکی عام شہرت ہونیکی یہی وجہ تھی کہ وہ ملک غیاث الدین بلبن کا بہتیجا اور جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا حریف مقابل تہا

[۱] ہدیہ مبتدی دراصل ایک عمدہ پند و نصیحت کا رسالہ ہے جسکو مولوی محمد قطب الدین صاحب بن محمد نصیر الدین صاحب مرحوم محتسب قصبہ بیر نے ۱۳۰۸ھ مین تصنیف فرمایا ہے ۱۲۔

اگرچہ فتح و نصرت آسمانی ہے چھجو خلجی کے مقابلہ مین ہزیمت اٹھا چکا تھا اور یہی سبب اوسکے شہرت کا ہوا اگرچہ ہمکو یہ ضرور نہین ہے کہ اس تاریخ مین اجمالی تحریرون کے ساتھ اوقات خراب کرین اور پراگندہ اجزا کا ایک مجموعہ بنائین (تلك شقشقة هدرت ثم قرت نظم)

چہ میگفتم و در چہ پرداختم		کجا بودم و از کجا تا خستم	
بیانم دگر بارہ با کار خویش		بگویم سرانجام اخبار خویش	

ہمارا اصل مقصود یہ ہے کہ سلطان محمدؒ تغلق کا دربار رزیلون کے صحبتون کے بغیر ایک دن بسر نہین کرسکتا تہا اوسکی سوسایٹی اس رنگ مین ڈوبی ہوئی تھی اور یہی اسباب تھے کہ اوسکی زندگی کے پرخط مقاصد رکے ہوئے تھے اور سلطنت مین بڑے بڑے فساد برپا ہوے ۔غیاث الدین بلبن نے ۲۲ سال سلطنت کی لیکن اس مدت مین اوسنے کبھی رزیلون سے بات تک نہ کی اوسکا دربار ہمیشہ اصیل بنجیب شرفا سے آراستہ رہا اگر بلبن اور تغلق مین فرق تہا تو اتنا کہ بلبن شرفا کا قدردان اور تغلق رزیلون کا مہربان تہا ۔بلبن اس نظم کے مضمون سے خوب واقف تہا ۔

سزا کسان را بر افراشتن		وز ایشان امید بہی داشتن	
سر رشتۂ خویش گم کردن ست		بجیب اندرون مار پروردن ست	

سلطان محمدؒ تغلق انہین رزیلون کی وجہ سے ہمیشہ سلطنت کے متضاد امراض مین مبتلا رہا اور ۲۱ محرم ۷۵۲ھ مین دریاے سندہ کے کنارے اوسکے حیات کا روزنامچہ کل نفس ذائقة الموت سے لکہا گیا ۔

علاؤالدین حسن کانگوی بہمنی کی تخت نشینی ۷۴۸ھ ہجری
علاؤالدین کا دکن کو چار حصون پر تقسیم کرنا ۔کانگوی کی وفات ۷۵۹ھ

علاؤالدین کا اصل نام حسن تھا۔ بعض خوشامدگو شعرا اور مورخون نے اوسکو بہرام گور کے نسل سے قرار دیا ہے ورنہ وہ ایک معمولی شخص تھا۔ اور شاہزادہ محمد تغلق کے نجم کانگوی بہمن کی نوکری کرتا تھا اسی وجہ سے کانگوی بہمن اوسکا جز نام ہوگیا۔ اب ہم اوسکے اصل واقعہ کو دوہرانا نہین چاہتے مگر اسقدر ضرور کہہ سکتے ہین کہ وہ اپنی زندگی بڑی تکلیف و فلاکت سے بسر کرتا۔ ایک دن اس نے اپنے آقا کانگوی بہمن نجم سے یہ درخواست کی کہ مجھکو کوئی ایسی خدمت عطا ہو کہ مین اوسکو اچھی طرح انجام دیسکون نجم نے دہلی کی خراب اور بنجر افتادہ زمین سے چند بیگہ زمین اوسکے حوالہ کردیا۔ علاؤالدین پہلے ہی سے عسرت مین مبتلا تھا اوسکی مضطر طبیعت نے اسی قلیل رانی کو پسند کی لیکن اوسکی تقدیر کا ستارہ اوایل عمر سے چمک رہا تھا اتفاق سے اوسکو اوسکی مزروعہ زمین مین دفینہ مل گیا لیکن اوس نے دیانتاً ایک اشرفی کو ہاتھ نہین لگایا اور جسقدر دفینہ ہاتھ آیا تہا بجنسہ اوسکو اپنے آقا منجم کے سامنے پیش کردیا بہرحال وہ اس امانت و دیانت کے صلہ مین دنیوی ترقیون کے زینے ایسے چڑہتا گیا کہ امرائے سدہ کے سلسلہ مین جا ملا۔ اور حضرت شیخ نظام الدین اولیا بدایونی الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تائید باطنی سے ۷۹۵ھ مین گلبرگہ کے سریر خلافت پر جلوہ گر ہوا اور اپنی عمر کے آخری زمانہ مین اپنے جمیع ممالک محروسہ کو چار حصون پر تقسیم کرکے غرہ ربیع الاول ۷۵۹ھ مین انتقال کیا۔

علاؤالدین کے زمانہ مین دکن کا ملک جو چار حصون پر تقسیم کیا گیا تہا اوسکی تفصیل یہ ہے (۱) حسن آباد گلبرگہ تا حدود ابل و رائچور و مدگل ملک سیف الدین غوری کے نام (۲) دولت آباد جنیر و جیول و قصبہ بیر و مونگی پٹن خان محمد کے نام (۳) برار و ماہور صفدر خان سیستانی کے نام (۴) بیدر و قندہار و اندور و کولاس ملک سیف الدین کے بیٹے اعظم ہمایون کے نام تفویض کردیا گیا تھا۔

خان محمدؒ بن علیشاہؒ خان محمدؒ۔ علی شاہ کا بیٹا اور سلطان علاؤ الدین حسن کانگوی بہمنی کا بھتیجا تھا اس نے ولایت بیر مین شاہانہ طرز ادا سے حکومت کیا۔ لیکن جنگی مہمات مین مشورہ لینا اور اپنے مقبوضہ ملک مین دورہ کرنا اور ملکی حالات سے واقفیت پیدا کرکے مناسب انتظام جاری کرنا اوسکی فطرتی عادت تھی اور رعایا کی دادرسی مین ذات سے متوجہ ہوتا حق وناحق مین بہت غور اور امتیاز کرتا تھا۔

۷۶۰ھ مین بیجانگر کے راجہ کشن رائے کے ساتھ اس نے ایک بڑے مخالفانہ جوش کے ساتھ لڑائی کیا اس لڑائی مین خان محمدؒ کے ہمراہ (۱۰) ہزار سوار اور (۳۰) ہزار پیادے تھے۔ اور کشن رائے کے طرف سے بھوج مل راے (۴۰) ہزار سوار اور (۵) لاکھ پیادون کی افسری کے ساتھ معرکہ آرا تھا۔ یہ لڑائی معمولی لڑائی نہین تھی اس جنگ مین نور وظلمت دونون آپس مین تلاطم امواج کی طرح پر جوش وخروش تھے خان محمدؒ نے اپنی دلاوری کے وہ جوہر دکھائے جو اسلام کو بمقابلہ کفار دن کے دکھانا چاہئے تھا

فیل شیر شکار خان محمدؒ کے فیل خانہ مین (شیر شکار) نامی ایک ہاتھی تھا۔ اتفاق سے وہ بھی جنگ مذکورۂ بالا مین اسلامی حمایت کے لئے سینہ سپر بنا ہوا کھڑا تھا آخر اس لڑائی کے فتحمندی مین اوس نے (مقدمتہ الفتح) کا پیارا لقب حاصل کیا۔ بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ بھوج مل رائے کی فوج مین انتشار کے آثار پائے نہین جاتے تھے اس ہاتھی نے ایکبار اپنے فیلبان کی اطاعت کے خریطہ کو خرطوم سے دور پھینکر مخالف فوج پر ٹوٹ پڑا لیکن بھوج مل رائے کے ہاتھیون نے اوسپر نرغہ کرکے اوسکو بیکار بنادئے تھے۔ جب خان محمدؒ کو اس بات کی خبر ہوئی وہ سراسیمہ ہوکر پانسو آدمیون کے ساتھ اوسکے نزدیک آپہونچا ہاتھی نے خان محمدؒ کو دیکھتے ہی ایکبار لشکر اسلام کے آگے بڑھا اور صفوف اعدا کو پامال اور تہ وبالا کرتا ہوا تمام لشکر کفار کو بھگا دیا۔ اس لڑائی مین اس ہاتھی نے دنیا کے عجائب وغرائب ونادر یادگار کے میدان مین اپنے نام کی دوامی کرسی لگادی ہے۔

افسوس اون مسلمانون پر جن کے دلون مین اسلام کی محبت نہین وہ لوگ اس ہاتھی سے بھی ابتر ہین جنھون نے اسلام کی مدد ردی نہین کی ایسے ضعیف الایمان مسلمانون سے کہ (جنکے روبرو اسلامی مساجد یا خانقا ہین) جو تباہ ہوے جا رہے ہین اس ہاتھی کو فضیلت دینا نازیبا نہین ہے ۔ خان محمدؒ کا فیل خانہ قصبہ بیر کے جنوبی حصہ مین فصیل

فیل خانہ قصبہ بیر

کے اندر بنا ہوا تھا تقادم زمانہ کی وجھ سے اوسکی اصلی حالت بالکل متغیر ہوگئی مگر نام اوسکا ابتک اس قصبہ بیر کے ہر صغار وکبار کے زبان پر باقی رہ گیا ہے ۔

خان محمدؒ جس تاریخ سے زبدہ وخلاصۂ ولایت مرہٹ یعنے دولت آباد خیبر ۔ جیول ۔ قصبۂ بیر و مونگی پٹن پر مامور ہوا ایک دن بھی حاسدون کے چشم زخم اور دکن کے بغاوتون سے نجات نہ پایا ۔ ہنوز خان محمدؒ سفر بیجانگر سے واپس نہین آیا تھا کہ ادہر سلطان علاؤالدین حسن کانگوی بہمنی کے لطفی بیٹے بہرام خان ماژندرانی کو کونبہ دیو مرہٹے نے بہگایا اور اوسکو ایسی قدرت دلایا کہ وہ خان محمدؒ کے ممالک مقبوضہ پر قابض ومتصرف ہوگیا ۔ جب خان محمدؒ بیجانگر سے واپس آیا ولایت مرہٹ کا تمام لشکر اوس کے ہمراہ تھا ماژندرانی نے بڑی جوان مردی سے اوسپر شب خون مارا لیکن خان محمدؒ ماژندرانی کی طرح وحشی اور ناطاقبت اندیش و ناتجربہ کار و فاتر العقل ومختل الحواس نہ تھا کہ اوسکے اس حماقت شعار حملہ سے ہلاک ہوتا خان محمدؒ نے ماژندرانی کا ایسا بے ڈھب تعقب کیا کہ اوسکو پیچھا چڑھانا مشکل ہوگیا تھا آخر حضرت شیخ زین الحق زین الدین شیرازی قدس سرہ ثم الدولت آبادی کے اشارہ پر گجرات کو بھاگ گیا ۔

سلطان محمدؒ شاہ بہمنی

سلطان محمدؒ شاہ بن سلطان علاؤالدین حسن کانگوی بہمنی خان محمدؒ کی بہت عزت کرتا تھا اور عزت کرنا بھی سزاوار تھا کیونکہ بیجانگر کی لڑائی مین خان محمدؒ نے اوس کے طرف سے بے انتہا جان نثاریان کین تھین ۔ اور حربات آتشبازی کے اصول پر بہت جلد واقف ہوگیا تھا ۔ دکن مین آتشبازی اسی سلطان کے عہد مین شایع

ہوئی ہے اسکے پہلے توپ خانہ اور اوسکے کارخانے دکن مین شایع تھے نہ اوسکا رواج تہا اسی بادشاہ کے زمانہ مین بڑے بڑے توپین بنوائے گئے دکن مین توپون کے بنوانیکے لحاظ سے اسکا نام مروج التواپ کی فہرست مین سب سے اول ہے۔ سلطان محمود شاہ بہمنی کے زمانہ مین خان محمدؒ کے اقبال کو زوال آیا اوس نے خان محمدؒ کو قلعہ ساغر مین قید کردیا وہ اسی قید خانہ مین مصیبت اٹہاتا ہوا اپنے مرض الموت سے انتقال کیا۔ خان محمد کو سلطان محمود شاہ نے بانی فساد تصور کرکے قید رکہا تھا۔

سلطان احمدؒ شاہ بہمنی کی سلطنت۔ بیدر کے قدیم نام کو احمد آباد سے موسوم کرنا۔ احمدؒ شاہ کا مشایخین سے خلوص۔ احمد شاہ کا انتقال ۲۸ رجب ۸۳۸ھ

سلطان احمد شاہ بہمنی۔ قوانین لشکر کشی۔ اور آداب فرمان روائی سے اچھی واقف تہا ۸۲۵ھ مین تخت نشین ہوا۔ (۷) سال تک گلبرگہ مین سلطنت کرتا رہا ۸۳۲ھ مین اوس مقام پر جہان بیدر کی قدیم حصار تھی اپنی دارالامارۃ بنوانا شروع کیا۔ یہ دارالامارۃ ۸۳۳ھ مین اتمام کو پہونچگئی اسی سال اوس نے بیدر کو احمد آباد بیدر سے موسوم کیا

بیدر

ہم نے ایک بار اس شہر کو دیکہا ہے یہانکی زمین چہنی ہوئی سرخ شنجرف کیطرح نظر آئی۔ تقریباً (۱۰) کوس اسکے اطراف مین سرخ زمین دکہائی دیتی ہے۔ آب و ہوا کی لطافت و خوبی مین اوسکا کوئی نظیر نہین ہے خواجہ محمود گاوان نے اس سرزمین سے زعفران حاصل کیا تہا۔ یہ شہر بیدر کئی ہزار سال کے پیشتر رایان دکن کا پایۂ تخت تہا ممالک مرہٹ و تلنگ و کرناٹک اسی پایۂ تخت کے تحت مین تھے۔ سلاطین بہمنیہ مین سلطان احمد شاہ ولی بہمنی وہ پادشاہ ہے جسکے عہد مین بیدر بہمنیہ کا دارالخلافت قرار پایا سلطان احمد شاہ ۲۸ رجب ۸۳۸ھ مین انتقال کیا۔

سلطان احمد شاہ سادات۔ علما و مشایخ کی بہت تعظیم کرتا تھا۔ اوائل مین حضرت شیخ محمدؒ سراج جنیدی قدس سرہ کا معتقد تھا۔ بعد حضرت سید محمدؒ گیسو دراز قدس سرہ سے ارادت حاصل کیا۔ اور جب حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کے مقامات و کرامات کا آوازہ سلطان احمد شاہ تک پہونچا اوس نے آپ کے فرزند کو اعتقاد اخلاص کے ساتھ بلانا چاہا لیکن آپ کے فرزند شاہ خلیل اللہ گویا آپ کے باغ زندگانی کے ایک ہی ثمر تھے اسلئے آپ نے بجاے اون کے اپنے پوتے میر نور اللہ کو بھیجدئے تھے۔ یہان میر نور اللہ کا وہ اعزاز ہوا جو کسی مشایخ کو پھر ویسی تعظیم نصیب نہین ہوئی۔

شاہ نعمت اللہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی اپنی اوائل عمر مین شیعہ مذہب تھے لیکن حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی اشارہ سے سنیہ مذہب اختیار کر کے اسعد الیافعی الیمنی کے بیٹے حضرت امام عبداللہ یافعی قطب مکہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائے آپ کے خرق عادات۔ ملکات نفسانی و کمالات انسانی و کشف و کرامات مشہور و معروف ہین۔ اور آپ کے تصنیفات تقریبًا (۵۰۰) کتب و رسالے تھے۔ لقب آپکا نورالدین تھا اور سنیہ و شیعہ دونون فریق آپ کو مانتے ہین۔ قریہ ماہان مین رجب کے ۲۵ تاریخ سنہ ۸۳۴ھ کو انتقال فرمائے آپ کے انتقال کے بعد حضرت شاہ خلیل اللہ

شاہ خلیل اللہ جو اون کی باغ زندگانی کے خلاصۂ ثمر و چراغ خاندان تھے اپنے دوسرے فرزندان شاہ حبیب اللہ غازی و شاہ محب اللہ کے ساتھ دکن مین رونق افروز ہوے یہان آپنے اپنے فرزند شاہ حبیب اللہ کا ازدواج شرعی خاص سلطان احمد شاہ بہمنی کی لڑکی کے ساتھ اور شاہ محب اللہ کا ازدواج سلطان احمد شاہ کی پوتی اور سلطان علاءالدین بہمنی کی بیٹی سے بڑے کروفر کے ساتھ کیا۔ اور دکن سے بہت کچھ فتوح حاصل کر کے اپنے وطن کو چلے گئے بعض کا یہ قول ہے کہ دکن ہی مین انتقال کئے۔ حضرت شاہ حبیب اللہ غازی حضرت شاہ خلیل اللہ کے بیٹے اور شاہ نورالدین

شاہ حبیب اللہ غازی حاکم بیدر و اربیر

نعمت اللہ ولی کے پوتے اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے داماد اور طریق یافعیہ کے مقتدائے طوایف عالم اور مشایخ اعظم اور پرگنہ بیر کے جلیل القدر جاگیردار تھے۔ مذہب آپ کا شافعی نسب آپ کا حضرت امام موسی کاظم رحمۃ اللہ علیہ کو منتہی ہوتا ہے۔ بڑے تزک و احتشام سے آپ کے ذاتی اعزاز اور دامادی کی باوقعت کرسی سلطان احمد شاہ ولی بہمنی کے ذیشان دربار مین خسرمذکور کے سیدھے جانب لگائی گئی اور آپ کے لئے دربار شاہی سے عطائے جاگیر کے واسطے پرگنات انتخاب کئے گئے لیکن اس منتخب فہرست مین بلحاظ معظم پرگنات وخوب ترین فصل ہاے ولایت مرہٹ پرگنہ بیر کا نام سب سے اول لکھا ہوا تھا اسی نام پر دستخط خاص مزین ہوئی اور یہ فرمان لکھا گیا کہ پرگنہ بیر قبتاً وانتفاعاً علی وجہ التملیک شاہ حبیب اللہ کو عطا کیا گیا ہے۔ اور چونکہ آپ فن سپہ گری ودلیری وشجاعت وتہور وبہادری مین یکتا۔ اور تیغ وقلم کے مالک اور جہاد کو اپنا ازلی حق سمجھتے اور ہمیشہ ایسے موقعون کی تاک مین رہتے۔ اور کئی معرکون مین کافرون کے بڑے بڑے فوجیون کو شکست دیکر اسلام کی پرنور روشنائی کامیابی کے ساتھ پھیلاتے جاتے تھے۔ اسی لئے سلطان احمد شاہ بہمنی نے شاہ حبیب اللہ کو (غازی) کا نہایت مقدس لقب سرفراز فرمایا تھا۔

ہم کو اس بات کا شوق ہے کہ ہمارے وطن کے گذشتہ نامور شاہ حبیب اللہ جاگیردار کے ایمانی حرارت کا پورا داستان اپنے اس کارنامہ مین دلچسپی کے ساتھ بیان کرین مگر اسقدر فرصت کہان۔ اب ہم اون کے واقعہ شہادت کو مختصر بیان کرکے شاہ صاحب سے رخصت ہوتے ہین۔

شاہ حبیب اللہ کی زندگی کی ودیعت ہمایون شاہ ظالم بہمنی کی بیداد اور ستم خیز سلطنت مین مستعار رکھی ہوئی تھی۔ جب سلطان علاؤالدین شاہ ثانی بہمنی کے آنکھین بند ہوئین اوس کے دو بیٹے ہمایون شاہ ظالم اور شاہزادہ حسن خان کی باہم خلافت کے جھگڑے

قایم ہوگئے لیکن شاہ حبیب اللہ شاہزادے کے طرف دار تھے - اور انکی طرفداری ہمایون کے ناکامی کا اصلی باعث تہا - انہین نمایان کارروائیون کے صلہ مین شاہ حبیب اللہ (ولایت بیر) کے وزیر اعظم ہوگئے تھے - ہمایون شاہ اپنے بہائی اور اوسکے وزیر کی علانیہ مخالف کارروائیون پر یہ خیال کرتا تھا کہ ایک جنگل مین دو شیر نہین رہ سکتے مرتبہ اول مین شاہزادہ حسن خان نے اپنے وزیر پر تدبیر کی قوت سے ہمایون شاہ ظالم کے دیباچۂ جنگ کو سیاہ کر دیا تھا - لیکن ہمایون شاہ کو اپنے زور بازو پر اعتماد تھا دوبارہ فوج کو ترتیب دیکر اپنے مخالف گروہ پر اس غضب اور بیباکی کے ساتھ حملہ کروایا کہ شاہزادہ کی فوج نے شکست کہائی تاہم شاہزادہ ثابت قدم رہا - اور جب اوسکے ساتھیون نے رفاقت چھوڑ دی تب وہ بہت پریشان ہوا اور اوسکے وزیر اعظم شاہ حبیب اللہ غازی نے جب ظالم کا ظاہری غلبہ دیکہا تو مصلحتًا دارالسلطنت بیر کو چھوڑکر بیجاپور کے طرف نکل گئے - تب بھی ظالم کی فوج نے آپ کا تعاقب نہ چھوڑا - آپ اوس خوف کی حالت مین بھی تیر و ترکش کو سنبہالکر مخالفون کے سینہ سپر ہوے اور تیر اندازون کے طرف مڑکر تنے تنہا معرکہ مین ہاشمی حمارت و شجاعت کے وہ جوہر دکہاے جیساکہ ایک ہاشمی فرزند کو سزاوار تھا یہ دیکہہ کر گروہ کا گروہ دفعتًا آپ پر ٹوٹ پڑا لیکن زندہ گرفتار نہین ہوے اور اوسی ہنگامہ مین شہید ہوگئے - سید طاہر استرآبادی نے آپ کے شہادت کی رباعی اس طرح لکھی ہے - رباعی مہ شعبان شہادت یافت در ہند ؛ حبیب اللہ غازی طاب مثواہ ؛ روان طاہرش تاریخ می جست ؛ برآمد روح پاک نعمت اللہ ؛

۶۴

شاہ محب اللہ

شاہ محب اللہ - شاہ حبیب اللہ غازی کے بہائی اور اپنے موروثی طریق یا فقیہ کے مصلے پر قایم تھے - انکی فقرا (دوازدہ ترکی تاج) سر پر رکہا کرتے ہین - اور سالکان طریقت کو تعلیم و ارشاد کیا کرتے تھے - شاہ حبیب اللہ باوجود اسکے کہ مستحق سجادگی و جانشین مسند خلافت تھے - لیکن بجاے اپنے انہون نے شاہ محب اللہ کو قایم مقام کر دیا تھا اور قصبۂ بیر کے اوس مقام کو جو قصبۂ کے باہر ہمارے پختی عمارت بنی ہوئی ہے آپ کیلئے (خانقاہ) مقرر کر دے

اور وہان کے قدیم پوجاریون کو نہایت ذلت کے ساتھ نکالدیا۔ اور انہین کے عہد مین یہ عمارت خانقاہ کے معزز لقب سے پکاری گئی جو آجتک زبان زد خلق اللہ ہے۔

سلطان علاؤالدین بہمنی ثانی کی تخت نشینی ۸۳۸ھ۔ مدت سلطنت دکنیون کا فساد۔ حسن خان دکنی کا مظلوم جماعت کی ہمدردی کرنا علاؤالدین کے بعد ہمایون شاہ اور شاہزادہ حسن خان کی باہمی پرخاش۔ خلافت بیدر کے جھگڑے۔ شاہزادہ کا ولایت بیر کو دارالسلطنت قرار دینا۔ ہمایون شاہ کے غضبناک حملے۔ شاہزادے کی ہلاکت۔ ہمایون شاہ کی موت۔

علاؤالدین شاہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کے انتقال کے بعد (بیدر) کے تخت شاہی پر جلوہ آرا ہوا۔ اور (۲۳) سال (۳) مہینے (۲۰) روز تک سلطنت کرکے ۸۶۲ھ مین مرگیا۔ اس بادشاہ کے عہد مین محض افترا و تہمت کی بنیاد پر سادات کو وہ مصیبت پہونچی ہے جو کسی بادشاہ کے زمانہ مین واقعہ کربلا کے بعد ایسا ظلم و ستم نہین کیا گیا ہوگا۔ اس فساد مین دکنیون کی دغابازی تھی۔ جس سے (۱۲) سو سید یعنی فرزندان پیغمبر صلعم اور ہزار مغل اور (۲) ہزار بچے مارے گئے۔ عورتون اور لڑکیون کی بڑی بے عزتی کی گئی۔ اس بادشاہ کے عہد مین

حسن خان دکنی

قصبہ بیر کا جاگیردار حسن خان جو امرائے دکنیون مین بڑا تجربہ کار افسر اور اپنے بادشاہ کا جان نثار خیر خواہ تھا۔ جب داؤد خان نے قصبہ بیر کے اطراف اون مظلوم جماعت کے بقیۃ النفوس پر سر راہ کو تنگ کیا اسوقت حسن خان جاگیردار بیر نے اپنے قدیم محسن قاسم بیگ صف شکن کے ساتھ پوری ہمدردی کی۔ صف شکن اوس مظلوم جماعت مین سے تھا جو ایک دور دراز سے دکنیون کا حملہ بچاتا ہوا سواد بیر تک پہونچگیا تھا۔ حسن خان نے نہ صرف

قاسم بیگ کی ہمدردی کی بلکہ مظلوم جماعت کے طرف سے میدان جنگ مین اپنے فوج کے ساتھ داؤد خان کا مقابلہ کیا اور ظالمون نے انجام کار پر سپر ڈالدی۔ جو سادات قصبۂ بیر مین شہید ہوے اون کے چند قبور ابتک قصبہ مذکور کے اندر کا ریز کے قریب شاہ صادق کے روضہ مین موجود ہین قریبًا وہ قبور ہفت سادات یا ہفتاد سادات کے مشہد سے شہرت رکھتے ہین دکن مین آجتک کسی وقت سادات کشی نہین ہوئی سادات کشی کی تاریخ علاؤ الدین کے عہد سے شروع ہوتی ہے۔

اور جب علاؤ الدین دنیاے فانی سے عالم جاودانی کے طرف چلا گیا اوسکے بڑے بیٹے ہمایون شاہ المشہور بظالم اور چھوٹے بیٹے شاہزادہ حسن خان مین خلافت کے نسبت امراے بہنیہ کے نازک اشارون پر دکن پر خاش کا دنگل بنگیا تھا۔ علاؤ الدین کے آنکھین بند ہوتے ہی یوسف خان و ملوخان نے شاہزادہ حسن خان کو ہمایون شاہ

شاہزادہ حسن خان

کی موجودگی مین تخت دار الخلافت پر بٹہا دے ہمایون شاہ ذات سے دربار شاہی کے طرف بہائی کے مقابلہ کو نکلا راستے مین افسران فوج سے اعانت ملگئی سیدہا تخت کے قریب جا پہونچا اور شاہزادہ کو گرفتار کرلیا اور اوس کے اکثر رفقا قید کردئے گئے۔ سیف خان تو ہاتھی کے پیر سے بندہا گیا اور اوسی صدمہ سے اوسکی جان تڑپ کر نکل گئی۔ شاہزادہ کے رفقا جو قید تھے وہ معمولی امراے نہین تھے بلکہ اوسمین خود ہمایون شاہ کے پھوپھا شاہ حبیب اللہ غازی اور نیز اوسکا بہائی حسن خان بہمنی قید کر لیا گیا تھا۔ اگرچہ دو بہائیون کے معاملہ مین کون دخل دیسکتا تھا مگر شاہ صاحب کی مقدس پیشوائی عام مقبولیت کے رتبہ پر پہلے ہی سے پہونچی ہوئی تھی انکا قید رہنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ یوسف خان ترک کچل نے بڑی ثبات قدمی سے اپنے آقا شاہزادہ حسن خان و شاہ حبیب اللہ کو قید خانہ سے رہا کر دیا۔ اب شاہزادے کے طرفدارون نے حسن خان کو یہ باور کرایا کہ اب بیدر کی تسخیر بہت آسان ہے۔ اگرچہ تسخیر بیدر کے لئے

فوجی قوت پیدا کی گئی۔ لیکن اپنی تدبیر مین پورا کامیاب ہونا بہت دشوار پایا گیا۔ عاقبت اندیش مشیرون نے یہ رائے ظاہر کی کہ (ولایت بیر) سلسنے ہے حضور وہین کا قصد کرین ہم وہان چلکر اپنی قوت کافی طور سے بڑہا سکتے ہین شاہزادۂ حسن خان نے اس رائے کو تسلیم کرکے ولایت بیر کے طرف روانہ ہوا اور اوسکو اپنا دارالسلطنت مقرر کیا۔ اس دارالسلطنت کی وزارت شاہ حبیب اللہ غازی کو عطا ہوئی۔ اور یوسف ترک کچل کو امیرالامرای کا منصب سرفراز ہوا۔ اور جب اس سلطنت کا آوازہ ہمایون شاہ تک پہونچا دفعتاً قوت غضبی وصفت سبعی اوسکی مزاج پر مستولی ہوگئی۔ (۸) ہزار سوار اور بے شمار پیادے تسخیر ولایت بیر کے لئے روانہ کیا۔ ادہر شاہزادۂ حسن خان کی باقاعدہ فوج بھی آراستہ ہوگئی اور ان دونون فوج مین قصبۂ بیر کے باہر (خانقاہ) کے میدان مین ایک عظیم الشان لڑائی ہوئی ہزارون ہی کے تخمین سے فوجی ملازم تہ تیغ ہوے لیکن ہمایون شاہ کی فوج نے معرکۂ جنگ سے منہ پھیر لیا اور ساتھ ہی قدرتی فتح ونصرت نے آگے بڑہکر شاہزادۂ حسن خان کا استقبال کیا اور فوج مین ہر طرف نصرت کے پھریرے بلند کئے گئے۔

قصبۂ بیر کے فوجی افسرون مین جابجا اپنے اپنے تہور اور دلاوری کے تذکرے ہورہے تھے اور اس فتحیابی کے نشاط کا خمار ہنوز نہین اترا تھا کہ پھر اوسی میدان جنگ مین دفعتاً طبل جنگ کی مہیب آوازون نے اون افسرکو چونکا دیا دیکھا تو پھر ہمایون شاہ کی جنگی فوج خزاین شاہی کے ساتھ سر پر موجود تھی۔ اور بڑے بڑے امرا و سلحدار مست ہاتھیون کو لیکر نہایت ترتیب سے آگے بڑہتے جاتے تھے شاہزادہ حسن خان کو اپنے دارالخلافت بیر مین اپنی نوآموز فوج پر اسقدر ناز تھا۔ کہ اوسنے مخالف تجربہ کار لشکر کی کچھ پروا نہ کی اور ان نوآموزون کو حکم دیا کہ اونکا مقابلہ کرین۔ دونون فوجین صف آرا ہوئین اگرچہ میدان جنگ مین نوآموز فوجیون نے سرگرمی دکہائی آخر کو ہمایون کی فوج نے شکست دی۔ ولایت بیر مین کبھی ایسی سخت لڑائی نہین ہوئی تھی۔ اس لڑائی کے بعد شاہزادے

کے عالیشان مکانات برباد کردئے گئے محلہ کے محلہ تباہ ہوگئے شاہزادے کا تمام شاہی خزانہ تلف کردیا گیا۔ شاہزادہ شکست کھایا ہوا ہمایون کو منھ دکھانا نہین چاہتا تھا اور زندگی سے مایوس ہوکر اٹھا اور کپکپاتا ہوا بجانگر کے طرف چلاگیا۔ مگر ظالم کے پرطمع افسرون نے نہایت سفاکی و بے رحمی سے شاہزادے کو زندہ گرفتار کرکے ظالم کے سامنے پیش کئے۔ اوس نے حکم دیا کہ وہ شاہزادہ مرد مخوار شیر کے روبرو کھڑا کردیا جائے جب شیر کو اوس نے دیکھا نہایت اضطراب کے ساتھ کہتا تھا ہے درندہ میرے نازک جامہ ہستی کی مفت دھجیان اوڑادے گا۔ ہمایون تو میرا برادر و قوت بازو ہے تجھکو اپنے شکست سابقہ کے انتظام مین ایسا ظلم زیبا نہین۔ مگر اوس کمبخت سنگدل پر اوس کے دردناک فریاد کا کچھ اثر نہ ہوا آخر شیر کے سامنے ڈالوایا گیا شیر نے ایک ساعت مین اوسکو چیر پھاڑ کھاپی کر نیست و نابود کردیا۔ شاہزادے کے رفقا بھی زندہ پکڑے ہوے آئے تھے اون کو ہر ایک مختلف قسم کی اذیتین دین کسی کو قید کسی کو پھانسی کسی کو قتل کسی کو گرم پانی اور تیل مین جوش دلایا۔ خود اس تماشے کو مسرت کی نگاہون سے دیکھ رہا تھا۔ اور جوش خوشی مین اپنے شاہی قصر کے اندر شکر کے سجدے اور مسرت کے دوگانے ادا کرتا تھا۔

ہمایون شاہ ظالم

ہمایون شاہ اپنے بھائی کے بعد سیاہ و سپید کا قطعی مالک اور عنان حکومت کو ہاتھ مین لیا ہوا بڑے جلال و عظمت کے ساتھ فرمان روائی کرتا رہا۔ لیکن جبائر سلف سے آجتک کوئی ایسا ظالم بادشاہ نہین گذرا جیسا کہ یہ سفاک و ماہر کثرت جور و جفا مین ضحاک بدکیش یا حجاج خطا اندیش کا قایم مقام سمجھا گیا۔ اس سے زاید اور کیا ظلم کرسکتا تھا کہ عرس کے بنکارتین جبراً زائل کردین۔ (۲۸) ذیقعدہ ۸۶۵ھ مین اوسکے حیات کا فرمان اجل طبعی کی سیاہی سے کالا ہوگیا۔

ہمایون شاہ ایک رات مین شراب پیا ہوا بدمست پڑا تھا حبشیہ کنیز نے اوس کے سر پر ایک لاٹھی ایسی ماری کہ اوس کے صدمہ سے فوراً ہلاک ہوگیا۔

نظام شاہ بہمنی کی سلطنت ۔ سلطان محمود خلجی مالوہی کا بیدر پر حملہ محمود شاہ گجراتی کا نظام شاہ کو مدد دینا ۔ خلجی مالوہی کی ہزیمت

نظام شاہ بہمنی ۔ ہمایون شاہ ظالم کا بیٹا تھا ۔ (۸) سال کی عمر مین دکن کے تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا ۔ اسکی والدہ مہمات سلطنت مین بڑے سرگرمی سے کام کرتی تھی ۔ خواجہ جہان ترک و ملک التجار محمود گاوان اوس کے مشیر سلطنت تھے ۔

سلطان محمود خلجی مالوہی

اس بادشاہ کے زمانہ مین سلطان محمود خلجی مالوہی نے (بیدر) پر محاصرہ کیا اور ۱۷ روز برابر حملے کرتا رہا اس مدت مین بیدر کا قلعہ فتح کرکے تخت شاہی پر جلوہ آرا ہوا ۔ اور اکثر ممالک برار و بیرو دولت آباد کا مالک بن بیٹھا ۔ یہان کی رعایا کے دلون مین یہ بات جم گئی تھی کہ دولت بہمنیہ سلطنت خلجیہ کی پرزور حکومت مین شامل ہوگئی ہے یہی وجہ تھی کہ اس ممالک کی تمام رعایا خلجی کے اطباع کا دم بھرنے لگی نظام شاہ کی والدہ نہایت قابلہ اور تعلیم یافتہ تھی اس نے محمود گاوان کو (۶) ہزار سوار کا سپہ سالار بنا کر بیر کے راستے سے شاہ گجرات کے پاس بطلب امداد روانہ کی ۔ شاہ گجرات نے ۱۰ ہزار سوار محمود گاوان کے ہمراہ دیکر اوسکو خلجی کے دفعیہ کے لئے بھیجا ۔ محمود گاوان ۴۰ ہزار سوار دکنی و گجراتی کے ساتھ دارالخلافت بیدر کے طرف روانہ ہوا بیدر مین سلطان محمود خلجی کے ہوش گم ہوگئے دفعتاً گاوان کی آمد سنکر قلعہ بیدر سے باہر نکل آیا اور مندو کے طرف چلا گیا لیکن گاوان نے اوسکا راستہ روک لیا تھا قندہار و بیر کے اطراف محمود گاوان کے ۳۰ ہزار سوار انسداد راہ کی غرض سے پھیلے پڑے تھے ۔ خلجی راستون کے مسدود ہوجانے کے بعد سیدہا گونڈواڑے کے طرف بھاگ گیا یہ واقعہ ۸۶۶ھ مین ہوا اس کے دوسرے سال ذیقعدہ کی ۱۳ تاریخ ۸۶۷ھ مین نظام شاہ بہمنی کا انتقال ہوا ۔

ملک احمد نظام الملک بحری بحری کا نسب۔ اسکے باپکی خوش تقدیری قلعہ بیر کا خاندان بہمنیہ سے خاندان نظام شاہیہ مین منتقل ہونا نظام شاہی سلطنت کی ابتدا ۸۹۵ھ۔ احمد نگر کی بنیاد ۹۰۰ھ۔ احمد نظام الملک بحری کا انتقال ۹۱۴ھ

ملک احمد نظام الملک بحری۔ اسکا اصل نام ملک احمد تھا۔ اسکے باپ کو ملک نائب کہتے تھے۔ اسکا باپ بیجانگر کے برہمنون کی اولاد سے تھا اسکے باپ کو (تیما بہت) اور دادا کو اوسکے (بہرلو) پکارتے تھے۔ تیما بہت سلطان احمد شاہ بہمنی کے زمانہ مین ولایت بیجانگر مین مسلمانون کے ہاتھ اسیر ہوگیا تھا۔ نام اوسکا بجاے تیما کے ملک حسن رکھا گیا۔ بہمنیہ غلامون کے زمرہ مین داخل ہونیکے بعد سلطنت بہمنیہ مین بڑی عزت حاصل کی اور خواجہ جہان گاوان کے مارے جانیکے بعد اوسکا قایم مقام ہوکر وکیل السلطنت بنگیا۔

سلطان احمد شاہ بہمنی کے بیٹے سلطان محمد شاہ بہمنی کے زمانہ مین ملک نائب نے نظام الملک بحری کے خطاب سے سرفرازی حاصل کیا۔ سلطان محمد شاہ بہمنی اپنے بچپن مین اسکو۔ بجاے بہرلو کے بحری کہتا تھا اسلئے عموماً (بحری) کے لقب سے مشہور ہوا۔

محمد شاہ بہمنی یکم صفر ۸۷۵ھ کو عین عالم شباب مین دنیا سے اٹھگیا۔ اوس کے بعد اوسکا بیٹا سلطان محمود بہمنی تخت نشین ہوا لیکن برائے نام بادشاہت کرتا تھا محمد شاہ بہمنی کی موت درحقیقت سلطنت بہمنیہ کی موت تھی۔ ملک احمد نظام الملک بحری کا باپ (ملک نائب) محمود شاہ بہمنی کی عہد حکومت مین (انا لاغیری) کا دم بھرتا تھا۔ اسکے پرزور ہاتھون نے سلطنت بہمنیہ کو بڑا صدمہ پہونچایا۔ ممالک کے قدیم بنیاد مین تزلزل پیدا ہوگیا۔ ولایت بیرجو زمانہ تغلق اور ابتداء سلطنت بہمنیہ سے دولت آباد کے علاقہ مین تھی اوسکو بڑے

زور و شور سے جنیر کے علاقہ مین شامل کر دیا۔ اوسکا اس تغیر و تبدل سے منشا یہ تھا کہ ولایت بیر کو اپنے بیٹے ملک احمد کے قبضہ اختیار مین دون تا ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد قایم ہو اور دولت نظام شاہیہ کے مہیب لقب سے پکاری جاے۔ اوس نے اس تدبیر مین اپنے طرف سے نمایان کوششین عمل مین لایا اور مختلف اوقاتون مین محمود شاہ کے دربار سے فرمان حاصل کیا۔ اور اوسکے اندر یہ مضمون لکھوالیا کہ ولایت بیر ملک احمد کے تصرف مین دیدیا جائے۔ چونکہ ولایت بیر کے مضبوط قلعہ مین محمود شاہ کے طرف سے مرہٹے رہا کرتے تھے۔ ان مرہٹون نے اوس فرمان کی تعمیل نہین کی اور یہ عذر کیا کہ محمود شاہ صغر سن ہے مرہٹون کے اس خیر اندیشی نے ملک نائب کی جستجو کو خاک مین ملادی۔ آخر امرائے بہمنیہ پر ملک نائب کے بدنیتی کھل گئی اگرچہ وہ اپنی ناکامی پر تعجب اور افسوس کرتا رہا مگر اس اثنا مین اوسکے بیٹے ملک احمد نے علانیہ علم خلافت بلند کیا اور باپ سے زیادہ صاحب داعیہ بن گیا اور میدان جنگ مین اپنے حوصلہ مندی کے جوہر دکھاے اور اپنی شجاعت و مردانگی سے کئی قلعہ جات جبراً و قہراً فتح کر لئے۔ قصبۂ بیر و سیلو گانون وٹین تک پہونچا اگرچہ قلعہ بیر بڑا مضبوط تھا مگر اس نے اسکو بڑے مصائب سے فتح کر لیا۔ اس قلعہ بیر مین ولایت مرہٹ اور کوکن کا جمع کیا ہوا (۵) سال کا محاصل جو فراہم تھا وہ سب اوس کے ہاتھ لگ گیا جس سے اوسکو بڑا فائدہ ہوا۔ اوس نے اس قلعہ کی مجتمعہ محاصل کی بدولت بڑے بڑے امرا اور بہت سے سپاہی نوکر رکھکر بہت سے قلعہ جات فتح کئے۔ تمام کوکن کا علاقہ اوس کے قبضہ مین آگیا تھا۔

ملک احمد کو قلعہ بیر کے خزاین سے بیشمار دولت ہاتھ آئی اور یہی سبب تھا کہ وہ نہایت کامیابی کے ساتھ اور دوسرے فتوحات حاصل کرتا ہوا ونداراجپوری کے طرف بڑھا وہان اوسکو ملک نائب کے قتل کی خبر پہونچی تو (جنیر) کو لوٹکر چلا گیا اور باپ کی تعدیت سے فارغ ہوکر نظام الملک کا خطاب اپنے نام کے ساتھ چسپان کیا۔

قصبۂ نیکاپور کے میدان مین سلطان محمود شاہ بہمنی کے فوجی افسر اور دکولاس کے جاگیردار جہانگیر خان کو (۲) رجب ۸۹۵ھ مین قتل کرکے اپنی مستقل سلطنت قایم کی درحقیقت سلطنت نظام شاہی کی ابتدا اسی فتح سے شروع ہوتی ہے۔ بعدہ احمد نظام الملک بحری نے سنہ ۹۰۰ھ مین احمدنگر کی بنیاد ڈالی تین سال کے عرصہ مین اوسکا وہ دارالخلافت ایسا آباد ہوا کہ بغداد و مصر کی ہمسری کرتا تھا۔ احمد نظام الملک (۱۹) سال سلطنت کرکے سنہ ۹۱۴ھ مین مرگیا

برہان نظام شاہ کی سلطنت جلوس سنہ ۹۱۴ھ۔ ملک گیری کے تاریخی واقعات مذہب تشیع کا رواج۔ برہان کی وفات سنہ ۹۶۱ھ۔ شاہ طاہر شیعی کا مختصر ذکر

برہان نظام شاہ۔ ملک احمد نظام شاہ بحری کا بیٹا تھا۔ (۷) برس کی عمر مین سنہ ۹۱۴ھ کو جلوس کیا۔ برہان پور کے مقام پر شاہ گجرات۔ سلطان بہادر نے اسکو شاہی کا خطاب دیا۔ رومی خان (جسکی قبر قصبۂ بیر کے باہر روضہ شاہ کوچک رح کے متصل ہے) برہان کا وزیر تھا برہان کی تمام عمر جنگ و جدال مین گذری۔ قصبۂ بیر کے کوہستان مین بھی رہا کرتا تھا۔ اسکے زمانہ مین ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری نے پرگنہ بیر کو بہت تباہ کیا۔ ایسا معمور اور پررونق شہر ایک ویرانے سے بدتر ہوگیا۔ بڑے بڑے عالیشان قصر و محل کے صرف کھنڈر باقی رہگئے اہل شہر پر جو سختیان گذرین اونکا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ ہزارون بچے یتیم بن گئے ہر گلی کوچہ مین دردناک آوازین بلند تھین۔

برہان نظام شاہ کے تاریخی واقعات کتاب فرشتہ مین صراحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہین لیکن ہم یہان اون واقعات کو توطیئہ اور انتخاب کے ساتھ لکھتے ہین۔ برہان نظام شاہ نے پاتھری کا قلعہ سنہ ۹۲۶ھ مین فتح کیا۔ اور سنہ ۹۳۳ھ مین اوسکو مسمار اور ڈھا دیا۔ جو ابتک اوسی ابتر اور خراب حالت مین پڑا ہوا ہے سنہ ۹۳۸ھ مین اسمعیل عادل شاہ بیجاپوری کے ساتھ خوب دل کھول کے میدان رزم کو گرم کرتا رہا لیکن شکست اٹھایا مگر نتیجہ اپنے موافق

حاصل کیا - اس لڑائی کے بعد پھر فریقین مین لڑائی نہین ہوئی - ۹۴۴ھ مین علی رؤس الاشہاد مذہب تشیع کا رواج دلایا - ۹۴۵ھ سے ۹۴۸ھ تک ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری اور برہان نظام شاہ مین کئی بار لڑائیان ہوئین لیکن برہان شاہ ابراہیم عادل شاہ پر ہر مرتبہ غالب آتا رہا - ۹۵۰ھ مین طہماسپ شاہ ایران نے اپنے ایلچی کو اس کے پاس بھیجا تھا - ۹۵۱ھ مین ابراہیم عادل شاہ نے برہان کو شکست دیا - ۹۵۳ھ و ۹۵۴ھ مین ابراہیم اور برہان لڑتے لڑتے سخت دق ہو گئے تھے اس سنین کے بعد کسی نے لڑائی کا ارادہ نہین کیا برہان کے مقابلہ مین ابراہیم نے جو دقتین اٹھائین - بڑے بڑے معرکون مین نہین اٹھائین تھین اوسکی بہت سی فوج ضائع ہوئی اور بہت سے افسر مارے گئے ابراہیم کو کبھی ایسی سخت لڑائی کا سامنا نہین ہوا تھا - ۹۶۱ھ مین برہان نظام شاہ نے بیجاپور کے قلعہ کا محاصرہ کیا قریب تھا کہ وہ اوس قلعہ کو فتح کر لیتا مگر حیات مستعار نے یاری نہ دی بیمار ہو کر سنہ مذکور مین مر گیا - سچ تو یہ ہے کہ نصرت، بخت و اتفاق کی بات ہے -

شاہ طاہر حسینی یہ شخص سلاطین اسمعیلیہ مصر و افریقیہ کی اولاد مین سے بڑا زبردست عالم اور جید اللسان تھا دکن مین شیعہ مذہب کا بانی یہی سمجھا جاتا ہے - کیونکہ اگر برہان کو یہ شیعہ نکرتا تو دکن مین بیجاپور اور گولکنڈہ کی سلطنتین سنی رہ جاتے برہان اور شاہ طاہر نے ملکان سلطنتون کو بھی شیعہ بنا دئے تھے - اسکی دکن مین آنیکی یہ وجہ تھی کہ ایران کا بادشاہ اسمٰعیل صفوی نے بوجہ اوسکے مرجع خلایق ہونیکے قتل کا حکم دیدیا تھا شاہ طاہر اس حکم سے مطلع ہوتے ہی بال بچون کو لیکر کاشان سے بھاگ گیا - ۹۲۶ھ سے جان بچاتا ہوا قلعہ پرنڈہ مین پہونچا برہان نظام شاہ نے یہان سے اوسکو طلب کر کے ۹۲۶ھ مین اپنی مجلس مین شامل کر لیا - تقریباً شاہ طاہر نے (۱۶) برس تک اپنا مذہب کسی پر ظاہر ہونے نہین دیا - تقیہ کا بھی یہی معنی ہے اور جب اشاعت مذہب کی فکر کی تو ایسی کہ بڑے بڑے سلاطین احمدنگر و بیجاپور و گولکنڈہ شیعہ مذہب بنگئے - برہان کے زمانہ مین اوسکے ممالک محروسہ کے

وہ وظایف جو سنیون کے نام جاری تھے موقوف کر دئے گئے اور اون وظایف کا تقرر شیعون کے نام نفاذ پایا شاہ طاہر کا انتقال ۹۵۷ھ مین ہوا۔ مرہٹواری کے اہل خدمات شرعیہ کے گھرانے مین استاد علم و تعذیہ و امام باڑون کا دستور اوسیکے وقت سے پایا جاتا ہے

مرتضی نظام شاہ بحری کی سلطنت جلوس ۹۷۲ھ۔ اسکے دیوانہ ہونیکی وجہ بیر کے جاگیردار صلابت خان کی خیر خواہی مرتضی کی وفات ۸ رجب ۹۹۶ھ

مرتضی نظام شاہ۔ حسین نظام شاہ کا بیٹا۔ اور برہان نظام بحری کا پوتا تھا۔ کنیت اس کی ابوالمظفر تھی رام راج کے غنایم سے دو تسبیح اسکے فتوح مین ہاتھ آئے تھے یہ دونون تسبیح مروارید و یاقوت و لعل و زمرد سے مرصع تھین۔ مرتضی کے دوست فتح شاہ لونی نے اوسکو مرتضی شاہ سے طلب کیا۔ مرتضی نے صلابت خان کے طرف مخاطب ہوکر کہا کہ توشہ خانہ شاہی سے نکالکر دیدئے جائین۔ صلابت خان گو اس بات کو جانتا تھا کہ مرتضی کے پاس کانون اور دریاؤن کے قیمتی اشیا ذرے کے برابر ہین لیکن اس گران بہا اور انمول تسبیح کا دیدینا اوس نے قرین مصلحت نہین سمجھا اور اس دور اندیشی کی راہ سے تعمیل حکم مین تامل کیا اور باادب معذرت کرکے صاف دینے سے انکار کر دیا۔ جب مرتضی کا اصرار اور مبالغہ زیادہ ہونے لگا تب صلابت خان نے دوسرے دو تسبیح اون تسبیح کے مشابہ فتحی شاہ کو دیدیا چند روز کے بعد فتحی شاہ نے اون مصنوعی تسبیحون سے واقف ہوکر مرتضی سے عرض کی کہ یہ دونون تسبیح غنایم رامراج سے نہین ہین مرتضی کو فوراً غصہ آگیا اور صلابت خان سے کہا کہ توشہ خان شاہی مین جسقدر جواہر رکھے ہے غلان قصر و ایوان شاہی مین ہمارے دیکھنے کے لئے رکھا جاے صلابت خان بڑا لایق اور ذی عقل اور مدبر آدمی تھا مرتضی کے مقصود سے واقف ہوگیا۔ رامراج کے دونون تسبیح چھپادئے۔ بقیہ تمام جواہر کو قصر شاہی مین سجاکر رکھدیا۔ مرتضی اور فتحی شاہ دونون ملکر اوس ایوان مین گئے

اور اون تسبیح کو نہ پائے۔ مرتضی نے غیص مین آکر تمام جواہر لاقیمت کو چادر مین سمیٹ کر آگ مین ڈالدیا۔ اگرچہ خیرخواہون نے اون جواہرات کو صدمہ آتش سے بعجلت ممکنہ بچا لیا تھا تاہم بہت سے مروارید خاکستر بنگئے اور اسی دن سے وہ دیوانہ مشہور ہوا مگر سلطنت کو (۲۴) سال تک بڑے کروفر سے انجام دیکر (۱۸) رجب سنہ ۹۹۶ ھ مین مرگیا۔

شاہ قلی الخاطب صلابت خان جاگیردار قصبۂ بیر

شاہ قلی۔ دراصل ایران کا رہنے والا اسکو شاہ طہماسپ نے ابوالمظفر مرتضی نظام شاہ بحری کے پاس بھیجا تھا۔ یہان سے اوس نے صلابتخان کا خطاب پایا۔ اور ایسی ترقی حاصل کی کہ احمدنگر کا وکیل السلطنت اور قصبۂ بیر کا جاگیردار ہوا۔ روز بروز سلطنت مین اوسکی مداخلت زیادہ قوی ہوتی گئی۔ دوسرے ہمعصر حریف مقابل سلطنتون کو صاف نظر آرہا تھا کہ احمدنگر اسی نامور اور مشہور شخص کے ہاتھ مین ہے۔ اس نے اصلاح ملک وحفاظت سلطنت وقیام خلافت دامن خلایق کے متعلق ایک نہایت مدبرانہ دستورالعمل جاری کردیا تھا۔ ولایت مرہٹ مین کسی شخص نے ایسا انتظام نہین کیا جیسا کہ اوس نے کیا تھا۔ سرقہ کے احکام نہایت سخت اور عیر التعمیل نافذ تھے۔ ایک کوڑی کے چرانے پر اگرچہ چور کا ہاتھ شرعاً نہین کاٹا جاتا ہے مگر وہ اس ادنی چوری کی سزا مین چور کو قتل کروادیتا تھا۔ اسی پر اوسکے انتظامی نظر و انسداد جرایم کا پورا اندازہ ہوسکتا ہے۔ مگر ہم کہتے ہین کہ ایسا انتظام زندگی بسر کرنیکے لئے مشکل تھا۔ لیکن کچھ شبہ نہین کہ اس امر مین صلابت خان جاگیردار قصبۂ بیر کی ذاتی رسوخ اور عظمت کو خصوصیت تھی۔ جس سے اوسکی ہیبت بدمعاشون کے دلون مین بہت زیادہ بڑھگئی۔ انتظام ممالک محروسہ کیلئے چند افسر کو مقرر کردیا تھا کہ وہ دورہ ممالک مین گشت کیا کرین اور خود ذات سے ملک کی آبادی۔ باغ وبستان کی تیاری۔ قصبات ودیہات کے بسانے۔ اور عمارات عالیہ کے بنانے مین مصروف رہا کرتا تھا۔ اور اوسکا یہ بھی خیال تھا کہ ایسے پائدار درخت نصب کرائے جائین جنکے مدت بقا تک ذکر خیر ہوا کرے چنانچہ

اوس نے (۵) لاکھ آم اور انبلی کے جہاڑ ملک نظام شاہیہ مین نصب کروایا۔ اوس کے منجملہ آثار سے احمدنگر کا فرح بخش باغ اور قصبۂ بیر کا خزانہ باغ اور نیز خزانہ باولی و پختہ نہر و کاریز ہشت پہلو معہ گلدستہ و درختان آنبہ اور سکے عہد کے مسرفانہ فیاضی اور حشمت و دولت کا سب سے بڑا ہوا نمونہ آج قصبۂ بیر مین قابل قدر یادگار باقی ہے۔ صلابت خان نے ان عمارات کو سنہ ۹۹۱ھ مین بنوایا تھا۔ قصبۂ بیر مین اوس نے اس کروفر سے زندگی بسر کی کہ پھر کسی قصبۂ بیر کے امیر یا جاگیردار کو وہ لطف نہ ملا اس کے زمانہ مین قصبۂ بیر کے شاندار ایوانات اور وسیع سلسلہ عمارات کو لوگ دیکھکر دہوکا کھاتے تھے کہ یہ کوئی مستقل سلطنت ہے جب صلابت خان قصبۂ بیر مین آتا اور چند روز قیام کرتا اوسوقت اوس کے آستانہ پر بڑے بڑے ذی اقتدار امرا حاضر رہتے تھے جن کے باعث قصبۂ بیر کی رونق دونی بڑہجاتی تھی۔ صلابت خان کے عہد وزارت مین سلطان جلال الدین اکبر کا ایلچی احمدنگر کو تین بار آیا تھا ہر مرتبہ مین صلابت خان نے اوس کے ساتھ بڑا سلوک کیا اور وہ یہان سے خوشنود و مقصنی المرام واپس چلاگیا۔ ملا ظہوری[1] اور اوس کے خسر ملا ملک قمی کو صلابت خان نے بلاکر بہت سے وظایف و انعامات دئے تھے۔ اگرچہ ملک قمی سلطان ابراہیم عادل شاہ بیجاپوری کے شعرا مین ملک الشعرا تھا مگر اوسنے صلابت خان کے وصف مین ایک بہت بڑا قصیدہ لکہا ہے افسوس کہ ہماری مختصر تاریخ مین اوسکے نقل کرنے کی گنجایش نہین۔ ابوالقاسم فرشتہ نے اس قصیدہ کو تاریخ مذکور کی جلد دوم ابوالمظفر مرتضی نظام شاہ بحری کے تذکرے مین پورا نقل کردیا ہے ناظرین اوسمین ملاحظہ کرسکتے ہین۔

سنہ ۹۰۸ھ مین صلابت خان نے شاہ درگ کا قلعہ فتح کرنیکے لئے فوج روانہ کیا تھا مگر افاسر فوج ناتجربہ کار تھے علی عادل شاہ کے بھتیجے ابراہیم عادل شاہ نے اونکو شکست دی

[1] ملا ظہوری سنہ ۱۰۲۵ھ مین انتقال کیا [2] ملا ملک قمی سنہ ۱۰۲۴ھ مین مرا ۱۲۔

صلابت خان اس ارادے مین ناکام رہا ۹۹۲ھ مین سید مرتضی براری نے صلابت خان کے قتل کرنے کے لئے بڑی شان وشوکت کی فوج آراستہ کیا اور احمد نگر کو پھونچکر صف آرائی کی صلابت خان ایک نامور بہادر تھا خود مقابلہ کو نکلا اور جوش غضب مین اپنے فوجیون سے کہا کہ دشمن کے لشکر پر ٹوٹ پڑین اس معرکہ مین سید مرتضی کی کوشش کچھ کام نہ آئی اور اوسکے فوج نے شکست کہائی۔ مرتضی کپ کپاتا بھاگ گیا۔ اوس کا تمام اسباب اموال وافیال صلابت خان کے ہاتھ آیا۔

چاند بی بی

چاند بی بی حسین نظام شاہ بحری کی بیٹی اور علی عادل شاہ بیجاپوری کی زوجہ اور مرتضی نظام شاہ بحری کی اعیانی بہن تھی۔ اس کے جہیز مین شولاپور کا قلعہ دیا گیا تھا جب وہ بیوہ ہوئی صلابت خان نے بیجاپور کے وکیل السلطنت دلاور خان سے کہا کہ وہ قلعہ اسوقت قابل استرداد ہے مسترد کرادیجئے صلابت خان کو جیسا مرتضی نظام کے بھبوتی کا خیال تھا ویسا ہی دلاور خان کو اپنے آقا کے ساتھ ہونا لازمی تھا ان دونون وکیل السلطنتون مین قلعہ شولاپور کے نسبت شعلہ افروزی ہوئی مگر ہنوز معرکہ آرائی کی نوبت نہ آئی تھی کہ ادہر جلال الدین اکبر کا لشکر مالوہ تک پھونچا صلابت خان اوسکے دفعیہ مین متوجہ ہوگیا لیکن اپنی ثابت قدمی کو متزلزل نہین ہونے دیا اور یہ کہنے لگا (کارنہ این گنبد گردان کنند ہرچہ کند ہمت مردان کنند) آخرکار میدان معرکہ ان دونون سے خالی رہا۔ کیونکہ خود اکبر کا لشکر سلاطین دکن کے غایت شوکت واستعداد کو سمجھکر واپس چلاگیا۔

درحقیقت صلابت خان اپنے پادشاہ کا بڑا فرمان بردار سچا خیرخواہ اور پورا جان نثار تھا۔ مرتضی نظام شاہ کی یہ مجال نہ تھی کہ اوسکو فتحی شاہ لونی کے اوس رنجیدگی پر جو اوسکو مرصع شمشیر نہین دیا تھا بطور خود قید کرسکے۔ مرتضی نظام نے اوسکے روبرو کہا کہ اگر میرا بس چلتا تو مین تجھکو قید کرادیتا۔ صلابت خان نے یہ الفاظ سنتے ہی آقا کے روبرو سر جھکاکر عرض کی کہ مین تیرا مخلص بندہ ہون یہ کہکر زنجیر منگوائی اور اپنے ہاتھ سے اپنے

پیرون مین پہنادیا اور قلعہ دنداراج پوری مین اپنے کو مقید کر لیا۔ بڑا خوش قسمت ہے وہ مالک جسکو ایسا مطیع ملازم نصیب ہو۔ اگر کوئی زمانہ اہل اطباع کے پیش کرنے پر ناز کر سکتا ہے تو مرتضی نظام شاہ کا عہد اس فخر مین سب سے مرجح ثابت ہوگا۔ صلابتخان کی عمر تقریبًا (۷۰) سال کی تھی۔ انتقال اوسکا ۹۹۸ھ مین ہوا۔ احمدنگر کے مشرقی پہاڑ پر گنبد مین مدفون ہے۔

سلطان جلال الدین اکبر کی سلطنت۔ ولادت ۹۴۹ھ جلوس ۹۶۳ھ مدت عمر۔ مدت سلطنت۔ دکن کی تسخیر۔ ولایت بیر پر اکبری تسلط۔ اکبر کی وفات (۱۲) جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ ہجری

اکبر (بن ہمایون بن بابر بن عمر شیخ مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن میران شاہ بن ابوالمنصور امیر تیمور گورگان صاحب قران) کی کنیت ابوالفتح۔ نام جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ (۵) رجب المرجب شب یکشنبہ ۹۴۹ھ مین پیدا ہوا۔ جمعہ کے بعد ربیع الثانی ۹۶۳ھ کو قصبۂ کلانور صوبہ لاہور مین جلوس کیا۔ عمر اوسکی (۶۴) برس (۱۱) مہینے (۷) روز کی تھی۔ (۵۱) سال (۲) مہینے (۱۰) روز سلطنت کیا۔ والدہ اوسکی حمیدہ بانو المخاطب مریم مکانی تھی۔ اس مریم مکانی کا نسب شیخ الاسلام ابونصر احمد جام المشہور بژندہ پیل بن ابوالحسن سے ہوتا ہوا جریر بن عبداللہ البجیلی کو منتہی ہوتا ہے اکبر شب چہارشنبہ (۱۲) جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ مین انتقال کیا اور عرش اشیانی کے خطاب سے مشہور ہوا۔

امیر تیمور

اگرچہ یہان یہ محل نہین ہے کہ تیمور کا تذکرہ بیان کیا جائے مگر صرف اس خیال سے کہ وہ اورنگ زیب عالمگیر کا جداعلی ہے اور ہم لوگ اس خاندان کے قدیم نمکخوار ہین

اور آجتک اس خاندان کے عطیہ وظایف انعامات و عہدہ ہاے قضا ہمارے نام بحال وجاری ہین - اور نہ صرف اس خیال سے بلکہ زیادہ تر اسوجہ سے کہ یہ سلطنت بڑی عظیم الشان تھی جسکی عظمت و ناموری کو اوسکے گذشتہ ہمعصر بادشاہون نے ہمیشہ رشک کی نگاہون سے دیکھا ہوگا اور تیموریہ خاندان کے نام آجتک ہر قصبات و قریات دکن کے اسلامی ممبرون پر پرانے خطبون مین فصاحت و بلاغت سے پڑھے جاتے ہین - اسلئے ہم تبرکاً تذکرہ کرتے ہین کہ تیمور ۷۳۶ھ مین پیدا ہوا ۷۷۱ھ کو جلوس فرمایا ۸۰۷ھ مین انتقال کیا - عمر اوسکی (۷۰) سال (۱۱) مہینے (۲۲) روز کی تھی - (۳۵) سال (۱۱) مہینے (۵) دن سلطنت کیا - اس قلیل مدت مین اوس نے ایران - توران - ترکستان - گرجستان - چین - ختن - فارس - کاشغر - بدخشان - خراسان - خوارزم - ماژندران - طبرستان - گیلان - آذربائجان عراق عرب - عراق عجم - کرمان - کج - مکران - روم - شام - مکہ معظمہ - مدینہ منورہ - ہندوستان مین اپنا خطبہ و سکہ جاری کردیا تھا - سمرقند اوسکا دارالخلافت تھا مرقد بھی اوسکا وہین ہے - نسب اوسکا (۸) واسطون سے ترکستان کے بادشاہ تومناخان کو پہونچتا ہے - جسکا سلسلہ نوح علیہ السلام کے پوتے ترک بن یافث تک منتہی ہوتا ہے - (گورگان) زبان ترکی مین داماد کو کہتے ہین - اور جسکو چغتا خان کے دامادی کے قرابت کا فخر حاصل ہوتا تھا - اوسکو گورگان کا لقب ملتا تھا - تیمور بھی اوسی نسل سے تھا اور اوسی خاندان کا داماد بنگیا تھا -

آمدیم بر سر مطلب - اکبر کی زندگی مین نظام شاہیون کے خاندان مین سلطنت احمدنگر کے لئے چند خوفناک کشت وخون ہوے - اور حیرت انگیز تبدیلیان واقع ہوئین - مگر آخرکار اسمعیل نظام الملک کا بھتیجا برہان نظام الملک بحری اپنے چچا سے دل آزردہ ہوکر دربار اکبری مین حاضر ہوا ۹۹۹ھ مین وہان سے کمک لیکر چچا پر فتح حاصل کیا - مگر دولت اور حکومت کے پاتے ہی اکبر سے انحراف کی سوجھی - جب وہ مرگیا اوسکی بہن چاندبی بی نے

ابراہیم نظام الملک کو جو برہان نظام الملک کا خرد سال لڑکا تھا حاکم بنایا۔ اور خود منظم ہوئی اوس زمانہ مین دکن کی سپہ سالاری ابو الفضل کو تھی اس نے فوجی قوت سے احمد نگر کو اپنے سلطان کے ممالک محروسہ مین داخل کر لیا۔ اور اوسکے ساتھ ولایت بیر بھی خالصتاً اکبری مین شامل ہوگی

۱۰۰۰ھ مین اہنگ خان ملازم بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ بحری نے علانیہ اپنے آقا کے ساتھ بغاوت شروع کر دی اور چاند سلطان جو بہادر شاہ کی خیر خواہ و خیر اندیش تھی اوس سے سخت عداوت کرنے لگا۔ اہنگ خان کا منشا یہ تھا کہ بہادر شاہ کو قید کر کے احمد نگر پر پورا قبضہ کر لون۔ اس خیال سے اوس نے بڑے سخت معرکے کئے۔ ان لڑائیون مین وہ زیادہ قوی ہوتا گیا۔ خانخانان جو اکبر کے طرف سے آیا ہوا تھا اتفاق سے وہ بھی واپس چلا گیا۔ اگرچہ موسم بارش کا تھا اور گنگا بپر چلی جا رہی تھی اور اکبر کی فوج گنگا کے اوس طرف پڑی ہوئی تھی۔ اس فوج کو عبور کر کے قصبہ بیر مین آنا اور اوسکو حریف مقابل کے پنجہ سے بچانا دشوار ہو گیا اہنگ خان نے چند نامور سردارون کو قصبہ بیر پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجدیا۔ اوسوقت سلطان جلال الدین اکبر کے طرف سے قصبہ بیر کا حاکم و جاگیردار شیر خواجہ تھا۔ اس نے

شیر خواجہ جاگیردار قصبۂ بیر

فوراً اپنی فوج آراستہ کی اور قصبہ بیر سے باہر نکل آیا۔ تقریباً (۶) کوس تک جاکر مخالف فوج کا استقبال کیا وہان سخت معرکہ ارائی ہوئی۔ اس خونریز لڑائی مین شیر خواجہ ایسا زخمی ہوا کہ میدان جنگ سے لوٹ کر قصبہ بیر کو چلا آیا۔ ادہر اوسکی فوج عین معرکہ جنگ مین تباہ ہوئے جا رہی تھی۔ مگر اون کے ذاتی شجاعت نے نظام شاہیہ فوج کا زور گھٹایا مگر افسر کے بغیر لیا کر سکتی تھی ناگزیر شکست کھاکر اپنے اپنے گھرون کے طرف چلے گئی۔ شیر خواجہ زخم کے تکلیف سے قلعہ بیر مین تڑپ رہا تھا۔ اوس بیتابی مین اکبر کو اس واقعہ کی عرضی لکھی کہ دکنیون کا بے انتہا غلبہ ہوا اور نہ اوسوقت شیخ ابو الفضل نے سلطانی فوج کو امداد کے لئے بھیجا اس

مہم پہ میرے متواتر تنہا کوششین کچھ کام نہ آئین اگر ابو الفضل عین معرکۂ جنگ مین سلطانی خونخوار فوج سے مدد دیتا تو نظام شاہی فوج کی سرکشی خاک مین ملجاتی - اکبر نے شیر خواجہ کے شکایت آمیز عرضی پر ابو الفضل کا دکن سے تبادلہ کر دیا مگر شیر خواجہ کا تسلط قصبۂ بیر پہ جس طرح تھا اوسی طرح قایم رہا - شیر خواجہ نے نہایت نیک نامی کے ساتھ حکومت کی - یہان کا جو خراج تھا وہ یہن کے امن و انتظام قایم رکھنے مین صرف کرتا تھا - اسکی جنگی فوج قصبۂ بیر کے وسیع میدانون مین قواعد آموزی کیا کرتی تھی - شنبہ کے دن ہر ایک سپاہی اپنے ساز و سامان کے ساتھ آراستہ ہونا اور قصبۂ بیر کے بڑے بڑے دشوار گذار گھاٹیون مین گذر کرنا تھا - تاکہ نباۃ کینگاہون سے نکل جائین - اس کے زمانہ مین امرائے نظام شاہیہ کا یہ مجال نہ تھا کہ اوسکے ساتھ ہمسری کا دعوی کر سکین اکبر نے جب اوسکو تجربہ و امتحان کی نگاہ سے دیکھا اور یہ قطعی رائے قایم کر لی کہ قصبۂ بیر کا جاگیر دار شیر خواجہ نظام شاہیہ کے قیامت انگیز محاربات مین ثابت قدم ہے - اکبر کے نزدیک اوسکی بہادری کا صحیح اندازہ ہو چکا تھا -

شیر خواجہ کے انتقال پر ملال کا واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ وہ ٹھٹہ کا صوبہ دار ہو کر چلا جا رہا تھا اثنائے راہ مین قاصد اجل نے پیام پہونچایا ہنوز ٹھٹہ کو نہین پہونچا تھا کہ ۱۰۰۳ھ مین بڑے حسرت کے ساتھ مر گیا صوبہ داری کی آرزو دل ہی مین رہگئی - شیر خواجہ قوم کا سادات اور مان کے طرف سے نقشبندی تھا -

اکبر کے زمانہ مین شاہ علی کا بیٹا اور برہان شاہ اول کا پوتا مرتضی نظام شاہ بحری برائے نام بادشاہ تھا اوسکو اوس کے ملازم ملک عنبر حبشی نے سخت تنگ اور مجبور

مرتضی نظام شاہ

کر دیا - مرتضی نے اوسکو بے رحمی و سرکشی سے بہت منع کیا لیکن اوس نے اپنے دو روزہ حکومت حاصل ہونے کے واسطے اپنے مالک پہ نہایت ظلم و زیادتیان کین جنکے بیان کرنے کو ایک دفتر چاہئے اگرچہ مرتضی کو اوسکا سخت تسکل کا سامنا

تھا تاہم اوسکے ایک خیر خواہ ملازم راجو دکنی نے ملک عنبر کو لڑائیون مین بارہا شکست دی اور کامیاب ہوتا رہا آخر ملک عنبر نے اکبر کے خانخانان سے مدد طلب کی اوس نے قصبۂ بیر کے جاگیردار مرزا حسین بیگ کو حکم دیا کہ تین ہزار سوار جرار کے ساتھ عنبر کے نزدیک چلا جائے۔ یہ جاگیردار بڑا شجیع اور قصبہ بیر کے پرزور آب وہوا مین پرورش پایا تھا۔ ذاتی شجاعت بھی مسلم تھی اس کے اعانت سے عنبر نے راجو کو شکست دی مگر جو مقصود تھا اوسمین تو کامیاب نہ ہوا لیکن تمام ملنگان پر قابض ہوگیا۔ اگرچہ اوسکو اوسوقت بہت خوشی ہوئی مگر پنجۂ اجل سے کب بچ سکتا تھا دو دن مین عنان حکومت ہاتھ سے جاتی رہی اور اوسکا نام کورنگی کے مدمین باقی رہ گیا۔ اسکا انتقال ۱۰۳۵ھ مین ہوا۔

احمد نگر ایک مدت سے سلاطین نظام شاہیہ کے سلطنت مین محسوب ہوتا تھا۔ مگر اکبر کے آخر زمانہ مین اس سلطنت پر مغلیہ فوجون کے پیہم حملے ہوے۔ یہی دلاور اور قوی پادشاہ تھے کہ انھون نے مغلیہ کے قیامت خیز صدمات کو سہا آخر کب تک وہ اس بار گران کو سنبھال سکتے تھے۔ اودہر سلطانی قوت نہایت جوش سے صرف ہوتی تھی اصان کے نزدیک انسداد کا کوئی سدراہ باقی نہ رہا۔ ناگزیر انکو قلعہ پرنڈہ مین پناہ گزین ہونا پڑا۔ احمد نگر تو بالکل ہاتھ سے جاتا رہا اوسکے قصبۂ بیر اور نیز دوسرے بڑے بڑے اضلاع بھی قبضہ سے نکل گئے۔ صرف پرنیڈہ کے مختصر حدود کو انھون نے اپنا دارالملک قرار دیلیا تھا۔ لیکن چونکہ نظام شاہیہ کی تاریخ زندگی۔ پہلے ہی سے ختم ہوگئی تھی اب ہم اون گذشتہ واقعات کا ذکر کرنا نہین چاہتے۔ مگر ابوالفضل کی مختصر داستان کا سنانا ضرور ہے۔ کیونکہ اوس نے دکن کی سپہ سالاری کی تھی اور

ابوالفضل

شاہ گڈہ مین برسون تک مقیم رہا۔ پھر بتدریج دکن کے فتوحات حاصل کرتا گیا یہانتک کہ ۱۰۰۹ھ مین احمد نگر کی پوری تسخیر کرلیگئی تھی۔ ابوالفضل شیخ مبارک

ناگوری کا بیٹا یمنی الاصل ہندی نژاد اور اکبر کا وزیر تھا۔ ۹۵۷ھ مین پیدا ہوا ۹۷۹ھ جلوس عرش آشیانی مین اکبر کی ملازمت اختیار کی۔ ۴۳ الٰہی مین سلطانی حکم سے شاہزادہ کے ہمراہ تسخیر احمدنگر کے لئے دکن مین آیا۔ اکبر نے اوسکو دکن کا سپہ سالار بنایا تھا۔ شاہ گڈہ مین مدتون رہا۔ پرگنہ بیر کے جاگیردار شیرخواجہ کے متواتر شکایتون پر دکن سے بدل دیا گیا۔ وفات اوسکی روز آدینہ غرہ یا چہارم ربیع الاول ۱۰۱۱ھ مین ہوئی۔ وجہ وفات مین اختلاف ہے رہزنون نے مارا یا جہانگیر نے مروادیا۔ اوس کے مذہب مین بھی اختلاف ہے شیعہ یا کافر یا برہمن یا شمس پرست یا دہریہ ہوگا۔

شاہ گڈہ قصبۂ بیر سے ۱۲ کوس کے فاصلہ پر جانب شمال گنگا کے شمالی کنارے واقع ہے۔ اسکو وفادار خان نے جو اکبر کے امرا مین سے تھا آباد کیا۔ اور نیز یہان اوس نے ایک عالیشان مسجد بھی بنوایا ہے جسپر حسب ذیل کتبہ لگا ہوا ہے۔

چو فتح دکن کرد سلطان مراد		باقبال آن شاہ کشورستان	
کہ تا از پئے ضبط تسخیر ملک		شود پائے تخت دکن این مکان	
چو تاریخ جستم از پیر عقل		بگفتا بنائے وفادار خان	۱۰۰۶

اس مسجد کے تعمیر کے دوسرے سال سلطان مراد اپنے آباد کئے ہوئے شہر شاہپور مین مرگیا۔ غالبًا وہ اس خواہش مین تھا کہ پادشاہان دکن کی قوت کا بالکل استیصال کرکے خاص شاہ گڈہ کو دکن کا دارالسلطنت بنائے۔ مگر اوس کے زندگی نے وفا نہین کی (۳۰) برس کی عمر مین (۱۵) ماہ شعبان ۱۰۰۷ھ کو زناکاری و شراب نوشی سے امراض غیر مکرر مین مبتلا ہوکر عدم کی راہ لی۔ زمانہ نے کسکے سب آرزوئین پوری ہونے دئے ہین۔ شاہ گڈہ کے دارالسلطنت دکن بنانیکے پر فخر خیالات اوس کے دل ہی مین رہگئے۔ اس شاہ گڈہ کے ایک دروازہ پر اور ایک کتبہ نظر آیا مگر خط کچھ ایسا کج ہے کہ الفاظ صریح پڑھے نہین جاتے تاہم مین نے اوسکی حسب ذیل نقل کرلی ہے

درعمل خالصہ شریفہ باہتمام بندۂ درگاہ سلطان سنگھ
کزوری از تاریخ ہفتم ذیقعدہ سنہ ۱۰۷۰ھ کزوی کل را رسید

عبارت مشکوک کیون نہ ہو مگر سنہ تاریخ برابر ہے - اس سنہ مین شاہجہان کی حکومت تھی شاید اون کے عہد مین اس شاہ گڈھ کے پختہ حصار کی تعمیر یا ترمیم ہوئی ہو اس پر فضا اور دلچسپ شہر کی قضاءت مولف ہذا کے موروثی خاندان کی ہے -

سلطان جہانگیر کی سلطنت - ولادت سنہ ۹۷۷ھ - جلوس سنہ ۱۰۱۴ھ مدت عمر - دکن گئی ہوئی قبضہ کا واپس لینا - جہانگیر کی وفات ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۷ھ

جہانگیر کی کنیت ابو المظفر - نام نورالدین - خطاب محمد سلیم جہانگیر تھا - چہارشنبہ کے دن ۱۷ ماہ ربیع الاول سنہ ۹۷۷ھ مین پیدا ہوا پنجشنبہ کے روز ۲۰ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ھ کو اکبرآباد مین جلوس کیا - یکشنبہ کے دن ۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۷ھ مین انتقال کیا - جنت مکانی کے لقب سے مشہور ہوا - عمر اوسکی ۵۹ برس ۱۱ مہینے ۱۱ دن کی تھی -

اسکے زمانہ مین قیصر روم سلطان سلیم کے نام سے مشہور تھا اور اسکو بھی اسی نام سے پکارا کرتے تھے اسلئے اوس نے رفع اشتباہ کیلئے اپنا نام جہانگیر رکھ لیا - اور اوس کے ایام شاہزادگی مین دانایان ہند کہا کرتے تھے کہ اکبر کے بعد نورالدین تخت وتاج کا مالک ہوگا اس لحاظ سے اوس نے اپنا نورالدین لقب مقرر کر لیا تھا -

نورجہان بیگم نورجہان بیگم فرقہ اناث مین اپنے وقت کے نساے عالم سے بڑی ممتاز پر مذاق - عالی دماغ - شاعرہ - فہیم - حاضرجواب تھی - اسکے باپ خواجہ غیاث بیگ ایرانی نے اوسکا نکاح علی قلی خان المشہور بشیر افگن خان کے ساتھ کر دیا تھا - جہانگیر نے اوس کے شوہر کو سنہ ۱۰۱۵ھ مین قتل کرواکے اپنے ساتھ اوس کا نکاح پڑھا لیا -

جہانگیر کے ساتھ نکاح ہونے سے پہلے اوسکا نام مہرالنسا تھا جب اوسکا نکاح جہانگیر کے ساتھ ہوا اوس نے اوسکے نام اصلی کو اشرف النسا نورجہان بیگم سے بدلدیا۔

جہانگیر کی سلطنت اسکے اختیار مین تھی۔ گویا وہ درحقیقت ممالک ہند کے سیاہ وسپید کی مالکہ تھی اوسکو اوسکے زمانہ مین ملکہ ہند کہتے تھے۔ اوس زمانہ کے ملا اور خطیب جالاک نہوتے تو خطبہ بھی اوسی کے نام کا پڑہا جاتا۔ سکوک سلطانی مین برابر اوسکا نام منقش کیا گیا تھا۔ جسکی بیٹی ملکہ ہند ہوا اوسکے پدر بزرگوار جلیل القدر خدمات سے کیسے محروم رہسکتے تھے اون کے لئے وزارت کا عہدہ اور اعتماد الدولہ کا اوردنے خطاب تھا۔ مگر افسوس کے وہ اسی پر اکتفا کر گئی۔ ابوالحسن تو ایسے تھے کہ ساری خدائی ایک طرف جورو کے بھائی ایک طرف ان کے لئے دنیوی مدارج مین کیا کمی ہوسکتی تھی جاگیرات ومناصب گھر کے تھے۔ لیکن حکم الٰہی کے سامنے کچھ زور نہین چلسکتا اونکے تمام جاہ وحشم کو پیغام موت نے مٹادیا نورجہان ۱۰۵۵ھ مین مرگئی۔ مگر مرنے سے پہلے اوس کے شوہر جہانگیر نے دکن کے وہ مفتوحہ ممالک جنپر نظام شاہون نے جبراً قبضہ کرلیا تہا اونکے قبضہ کو نہایت ذلت سے نکلوادیا اور حکم دیا کہ سرکشون کا گروہ پھر ایسے بے اعتدالیان نہ کرے۔ نظام شاہی سلاطین بزدل نتھے کہ اوس کے پرجلال اور غیر مانوس حملے سے گھبراتے اون کے متعدد فوجین لشکر مغلیہ کے مقابل ہوتی گئین اور اپنے پرزور حوصلے ظاہر کرتی گئین۔ یہ تمام واقعات شہادت دیرہے تھے کہ حضرت ملکہ جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے اونکی رائے بھی استرداد ممالک مفتوحہ دکن مین ضرور شریک تھی تب اسقدر قلعہ احمدنگر کے سترد لینے مین قیامت خیز ہل چل پڑگئی حضرت جہانگیر بدون نازک اشارون کے خودرائی سے کیا کام لیسکتے تھے اون کو تو سوائے اپنے ملکہ کے دنیا اور مافیہا کی کچھ خبر بھی نہ تھی جو کچھ کیا اوسی نورجہان نے کیا قلعہ احمدنگر وقلعہ بیدر اور دوسرے قلعہ جات نظام شاہیہ کے نسبت جسقدر جھگڑے

سب طے کردئے۔ ہر ایک قلعہ ہائے مفتوحہ مین بڑے بڑے عمال مقرر ہوے۔ اور اون عالون کو انتظام جدید کے لحاظ سے وسیع اختیارات ملے مفتوحہ قلعہ جات کے حفاظت کے واسطے اون معزز عالون کے نزدیک باقاعدہ فوج بھی رہا کرتی اور وہ اس سے سپہ سالار کہلاتے تھے۔ چنانچہ قلعہ بیر پر اوس زمانہ مین جہانگیر کے طرف سے جان سپار خان قابض تھے اور یہ ترکمان جان سپار خان جہانگیر کے جلیل القدر امرا مین سے دکن کا صوبہ دار اور بیر کے فوج کا سپہ سالار تھا۔ اسنے اپنی زور لیاقت اور حسن تدبیر کے ساتھ قصبۂ بیر پر دربار سلطانی سے ایسا اقتدار حاصل کیا کہ ملک عنبر حبشی کو اوس کے ساتھ ہمسری کرنے مین شرم آتی تھی تاہم ملک عنبر جان سپار خان سے شجاعت مین ہمسری کا دعوی کرسکتا تھا۔ ولایت بیر دو مستقل سلطنتون کے درمیانی سرحد مین واقع تھی اسلئے کبھی احمد نگر سے کبھی بیجاپور سے خرابیان ہوتین تھین مگر جان سپار خان اپنی قاہرہ فوج اور فتوحات سے اونکو آگاہ کردیا کہ آپ جیسے ضعیف سلطنت کے حق مین جنگ سے اطاعت زیادہ مفید ہے۔ سلطانی عال کے آپ لوگ حریف مقابل نہین ہوسکتے بہرحال جان سپار خان نے ولایت بیر مین ابتداے تقرر سے ۱۰۳۶ھ تک بہت سے فتوحات حاصل کین۔ اور اپنے بقاے یادگار مین قصبہ بیر کے اندر بہت بڑی نشین جامع مسجد بنوایا جو ابتک معمور و آباد ہے۔ اس کے بعد جان سپار خان ۱۰۳۷ھ مین انتقال کیا۔

جان سپار خان

شاہجہان کی سلطنت ولادت ۹۶ھ۔ جلوس ۱۰۳۷ھ
مدت عمر ۶۶ مدت سلطنت ۳۱ انزوا۔ وفات ۲۵ رجب ۱۰۷۶ھ

شاہ جہان۔ یہ بادشاہ سلطان نورالدین جہانگیر کا بیٹا تھا۔ نام اوسکا شہاب الدین محمد خورم اور لقب صاحب قران ثانی اور خطاب شاہجہان تھا۔ پنجشنبہ کی رات سلخ ربیع الاول

یا غرہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۱ھ کو لاہور مین پیدا ہوا۔ دوشنبہ کے دن ۸ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۷ھ کو اکبرآباد مین جلوس کیا عمر اوسکی ۶۷ برس ۳ مہینے ۲۶ روز کی تھی۔ (۳۰) سال ۸ مہینے ۲۲ روز سلطنت کی ۸ سال ۴ مہینے ۲۵ روز قلعہ اکبرآباد مین انزوا فرمایا۔ ۲۵ تاریخ ماہ رجب سنہ ۱۰۷۶ھ مین انتقال کیا اور فردوس آشیانی کے خطاب سے مشہور ہوا۔

شاہجہان کو دکن کی تسخیر کی ہوس بے انتہا تھی۔ اوسکے باپ جہانگیر اور دادا اکبر نے دکن پر حملے اور بہت سی قلاع دکن پر تسلط حاصل کیا تھا لیکن نظام شاہیون نے اونکا پورا عمل دخل قایم رہنے نہین دیا۔ جب شاہجہان تخت پر بیٹھا جلوس کے دوسرے سال سنہ ۱۰۳۸ھ مین شیخ معین الدین ایلچی کو بیجاپور کے طرف سے صف شکن خان کو قلعہ بیر کے فتح کے لئے بھیجدیا۔ شیخ معین الدین ایلچی بیجاپور کے مہمات مین اور صف شکن خان قلعہ بیر کی تسخیر مین مصروف تھا۔ صف شکن خان نے قلعہ بیر کو سنہ ۱۰۳۹ھ مین فتح کرلیا۔ سنہ ۱۰۳۹ھ کے پہلے ہی سے نظام شاہیون کی سلطنت مین زوال آرہا تھا۔ سلاطین بیجاپور کی خصومت اور اودہر شاہجہان کی آمد آمد اور پیہم حملے ان دونون مخالف سلاطین کے مقابلہ اور درمیانی سرحد مین نظام شاہی فوج کے معرکہ حرب سے مغلیہ فوجکے سامنے ہتیار ڈالدینا پڑا اور اون کو دونون آتش خانون کے بیچ مین ٹھیرنا مشکل ہوگیا تھا۔ قلعہ بیر پر صف شکن خان تو اطمینان سے قابض رہا اور قدیم عمارتون کو تباہ کرتا گیا اور اپنے بقاء یادگار مین قصبہ بیر کے وسط آبادی مین ایک مستحکم رواق بنوایا جو آجتک اوس کے گذشتہ زمانہ کا مستحکم یادگار باقی ہے۔

نظام شاہیون نے باوجود اس تردد و پریشانیون کے دو مخالف حریف کے جوابات سیف و قلم کے ساتھ ادا کرتے رہے مگر قوت تیموری کے سامنے کیا کرسکتے تھے۔ جب شاہجہان ذات سے دولت آباد پر آیا اوسنے سنہ ۱۰۴۵ھ مین نہ صرف ولایت مرہٹ کو علی التعاقب بلکہ قلعہ بیر پر بھی بالاستقلال قابض و متصرف ہوگیا۔ اور ایسے (۴۰) قلعہ دکن کو اوسنے بتدریج فتح کرلئے

سنہ ۱۰۴۲ھ مین محمد عادل شاہ بیجاپوری نے قلعہ پرینڈہ کو جو نظام شاہیون کا مقبوضہ تھا تباہ کردیا تو مین جو قدیم سے قلعہ پرینڈہ پر تھے منگوالئے۔ چنانچہ توپ ملک میدان جو ۷ دہات وروئین سے حسین نظام شاہ بحری نے احمدنگر مین بنوایا تھا اوسکو محمد عادل شاہ نے ۵ صفر سنہ ۱۰۴۲ھ مین قلعہ پرینڈہ سے منگواکر بیجاپور کے مکہ دروازہ وشاہپور دروازہ کے درمیان بلند برج پر رکھوادیا ہے۔ اس توپ کا طول وعرض ۹ ہاتھ کا ہے اور جوف ایسا ہے کہ ایک لحیم وشحیم اوس کے اندر اطمینان سے بیٹھکر دستار باندہ سکتا ہے اس توپ کے دیکھنے سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ نظام شاہیون کی شان وشوکت اور شجاعت وتہور کا کیا موازنہ تھا۔ بادشاہ دہلی وبیجاپور مین باہم مصالحت نہوتی تو اس نظام شاہی سلطنت کا زوال بہت مشکل سے ہوتا۔

صف شکن خان

صف شکن خان حاکم قلعہ بیر کو اس بات کی تمنا تھی کہ قلعہ پرینڈہ بھی مسخر کرلون مگر یہ تسخیر اس تنہا افسر کے بس مین نہ تھی۔ اور قلعہ پرینڈہ کا آتشخانہ اوسکے آنکھون سے گذر چکا تھا۔ صف شکن خان اور اصل شاہجہان کا مرید اور سید شریف خان رضوی کا بیٹا بڑا بہادر شخص تھا وفات اوسکی سنہ ۱۰۵۵ھ مین ہوئی۔

عالمگیر کی سلطنت ۔ ولادت سنہ ۱۰۲۸ھ ۔ جلوس سنہ ۱۰۶۸ھ
مدت عمر ۔ مدت سلطنت عالمگیر کی وفات ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ھ

عالمگیر ۔ شاہجہان کا تیسرا بیٹا تھا۔ کنیت اسکی ابوالمظفر نام اسکا محی الدین محمد لقب اورنگ زیب اور خطاب عالمگیر تھا۔ یکشنبہ کی رات ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۸ھ کو پرگنہ دوہ صوبہ گجرات مین پیدا ہوا۔ اس نے دو مرتبہ جلوس کیا تھا پہلا جلوس غرہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۶۸ھ مین کیا۔ دوسرا جلوس یکشنبہ کے دن ۲۴ رمضان سنہ ۱۰۶۹ھ مین فرمایا۔ لیکن پہلا جلوس معتبر ہے۔ عمر اسکی (۹۱) سال (۱۴) روز کی تھی۔ ۵۰ سال ۲۸ روز سلطنت کیا جسکے

آخر شب ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو احمد نگر مین انتقال فرمایا اور خلد مکان کے لقب سے مشہور ہوا۔ مزار پرانوار اسکا دولت آباد مین اندرون حصار روضہ زین الحق شیرازی کے زیارتگاہ خلایق ہے۔

اسلام کو آج تیرہ سو برس سے کچھ اوپر ہوے اس وسیع مدت مین ہندوستان کا ایک تخت نشین بھی ایسا نہین ہوا جو فضل و کمال کے اعتبار سے عالمگیر کے شان یکتائی کا حریف ہوسکتا۔ عالمگیر اس بات مین بے شبہہ نہایت تعریف کا مستحق ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا متشرع اور حنفی مذہب کے عقائد مین نہایت راسخ الاعتقاد تھا۔ اس کے فرمانروائی کے وقت ملکی قانون کے لحاظ سے شریعت کے مسلمہ اصول اوس کے ذاتی خواہشون کے سانچے مین ڈہلے ہوئے تھے (فتاوی عالمگیری) اوس کے شرعی عظمت کا مشہور قانون گنا جاتا ہے۔ اس کے شرعی پابندی کی خالص آواز سے تمام دنیا کے دشت و جبل گونج اٹھے۔ افسوس کہ ایک ایسے سچے مذہب کے طرفدار کے نسبت بعض مورخین (دہوکہ۔ فریب۔ سخت مزاج بے رحم۔ متعصب المذہب بے اعتباری) کا داغ لگاتے ہین۔ حالانکہ یہ حملے اون مورخین کے ایسے ہین جسکی زد اسلام پر پڑ رہی ہے منصف مزاج ناظرین جنکی نظر اخبار و سیر کے نزاکتون اور پیچیدون پر حاوی ہے وہ خود ایسے بیبس اتہام کا اندازہ کرسکتے ہین۔ ہمارا فرض منصب ہے کہ ہم اسوقت عالمگیر کے عدل و انصاف کی داستان سنائین مگر اتنی فرصت کہان اگرچہ عالمگیر کی تاریخ اس قسم کے ناگزیر معرکہ آرائیون سے مملو ہے لیکن جو کچھ ہوا اتفاقی واقعات کا نتیجہ تھا۔ ورنہ اوسکا دامن انصاف و عدل و شرع ہر ایک قسم کے داغ سے پاک ہے۔

شاہجہان اور اوس کے بڑے بیٹے داراشکوہ نے ملکی مصلحت کے لحاظ سے جسقدر تکالیف اٹہائین وہ اون کی تقدیری بات تھی۔ ادہر اورنگ زیب کی خوش

قسمتی کا ستارہ اوج کمال پر چمک رہا تہا۔ اوائل رمضان ۱۰۶۸ھ مین دارا شکوہ اوسکے مقابلہ مین شکست اٹہاکر بہاگ گیا۔ عالمگیر نے اپنے عالی ہمت اور جوانمردی اور پرزور ہاتھون سے اپنی خلافت کی ڈوبتی ہوئی کشتی بچالی۔ اورنگ آباد کی جس نے

اورنگ آباد

بنیاد ڈالی یہی اورنگ زیب ہے۔ اوسکو اپنے وسعت سلطنت اور استحکام دارالخلافت دونون لحاظ سے اب ایک مستقل پائے تخت کی ضرورت تھی اورنگ زیب نے دولت آباد کے نواحی مین (۹) میل کے فاصلہ پر احمد نگر کے وزیر السلطنت ملک عنبر حبشی کے عارضی مقام کھڑکی کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا اور اوسکے اطراف شہر پناہ بنواکر نام اوسکا خجستہ بنیاد اورنگ آباد رکھا۔ اسکی بنیاد اورنگ زیب کے شاہزادگی کے زمانہ کی ہے۔ تعمیر اوسکی ۱۰۴۸ھ مین ہوئی۔ یہ شہر ملک سرکار عالی مین بلحاظ آبادی دوسرے درجہ کا شہر ہے۔ اورنگ آباد کے مشہور عمارتون کا تذکرہ کرنے کیلئے ایک مستقل کتاب چاہئے۔ پرگنہ بیر شاہان مغلیہ کے عہد سے آجتک اسی شہر کے حدود ولایت مین شامل ہے۔ اسلئے ہم اسی پرگنہ بیر کے تاریخی حالات بیان کرنیکے لئے مستعد ہوتے ہین۔

ولایت بیر پر دربار عالمگیر سے بڑے بڑے جلیل القدر امرا مامور ہوے۔ ان دولتمند عمالون نے اپنے فیاضانہ بے روک حوصلون سے اسکے آبادی کی رونق بڑہائی۔ فضل مہمات ملکی و مالی مین وہ امرا کسی حد تک آزاد اور بیباک تھے۔ تاہم دادخواہ رعایا کے شکایتی عرائض پر اون عمالون کی وقتاً فوقتاً دربار سلطانی سے تبدیلیان ہوتی گئین۔ اون تمام عمالون کی تفصیل بصراحت نہین پائی گئی البتہ قصبۂ بیر کے قدیم عمارتون پر جو کتبے لگے ہوے ہین اونکے دیکہنے سے گذشتہ عمالان عالمگیری کا پتہ چلا۔ واقعی آثار قدیم اور اونکے کتبے دوامی یادگار کے مستقل ذرایع ہین۔

سردار خان ترین یہ شخص قصبۂ بیر کے فوج کا سپہ سالار تہا۔ اور قصبہ بیر کی حکومت اسکے اختیار مین تھی اس نے یہان کے سلسلہ تعمیرات مین جامع مسجد کا منبر اور فرش سنگین اور روضہ شاہ کوچک قدس سرہ العزیز کا سنگین دالان بنوایا ہے اوسکی یہ یادگار ابتک باقی ہین۔ سردار خان ترین کی وفات سنہ ۱۰۳۱ھ مین ہوئی۔

معمور خان یہ شخص بڑا ثلیقہ شعار اور مردم شناس آدمی تھا۔ اس نے بہت سے معزز مسلمانون کو جو کسب سے عاجز اور معونت کے محتاج تھے قصبۂ بیر کے بیت المال سے وظایف مقرر کر دیا۔ اور نیز اراضیات عطا کئے تھے۔ سنہ ۹۹۰ھ مین قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق معمور خان نے اپنے نام سے ایک پورہ آباد کیا تہا جسمین اکناف و اطراف کے بڑے بڑے ساہو اور تجار اور مہاجنی کارخانجات قایم ہوے۔ اوس

معمور پورہ زمانہ مین یہ پورہ عجیب و غریب آبادی کا منتخب نمونہ تھا۔ جسکی نظیر اوس زمانہ مین نہین ملسکتی تھی اسوقت اوسکے منجملہ علامات سے صرف ایک رواق ظاہر دیکھنے کے لئے باقی ہے اور اوسپر حسب ذیل کتبہ ہے۔ اور اوس کتبہ کے جہان الفاظ ٹوٹ گئے ہین وہان قوس کر دی گئی ہے۔

نظم

در زمان شہنشہے عادل	کہ بود در زمانہ بیہمتا
شاہ اورنگ زیب عالمگیر	صیت عدلش گرفتہ ارض و سما
خان دوران شجاع دین معمور	شد آن جود و کان حلم و وفا
زبدۂ خانان معموری	کہ از و یافت چشم در ضیا
کہ در بیر پورۂ ( )	کہ از آن کوتست دست قضا
گشت نامے این بنا طاہر	زانکہ اوست ( ) وفا
شدہ معمور پورہ آن مشہور	این بنا در زمان با دلبا

سال تاریخ این بنا جست	بتضرع ز خالق یکتا
از غیب این ( )	از سر لطف ہاتف زسما
شرف بگیرد فاش بگو	باشد این پورہ جنت دنیا
۹	۹ ۱

حاجی صدر شاہ یہ شخص - بیجاپور اور گجستہ بنیاد اورنگ آباد کے صوبہ دار اور قلیچ خان کے فرزند اور دربار عالمگیری کے عظیم الشان نواب عمدۃ الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے جانب سے قصبۂ بیر کا نائب تہا - ہم ناظرین کو اس امر کا یقین دلاتے ہین کہ حاجی الحرمین حاجی صدر شاہ اپنے معزز اور محترم منیب کے جانب سے وہ مرتبہ رکہتا تھا کہ اوسکے ہمعصر عمال اسکے ساتھ ایک ادنی رقابت کی حیثیت رکھتے تھے اوسمین درحقیقت ایک طرحکی قابلیت بھی تھی - اپنے مالک کی وفاداری مین بار اطاعت کی گردن کبھی نہین ہلاتا تہا - اپنی بے تکلف رائے سے جو چاہتا وہ کرتا تھا - اس نے قصبۂ بیر کے سلسلہ تعمیرات مین قلعہ - خندق - عیدگاہ - غازی پورہ کو اپنے آقا کے بقاے یادگار مین قابل قدر اور نہایت فیاضی کے ساتھ بنوایا ہے جو ابتک اوسکی شان وعظمت کی شہادت دیرہے ہین بہرحال اسکو قصبۂ بیر مین شخصی حکومت کا بڑا زور تھا - اور نیز یہان کی عام رعایا اوسکے وسیع حکومت مین نہایت آزادی سے بسر کرتے تھے -

محمد شاہ کی سلطنت - ولادت سنہ ۱۱۴۱ھ - جلوس سنہ ۱۱۳۱ھ
مدت عمر - مدت سلطنت - محمد شاہ کی وفات سنہ ۱۱۶۱ھ

محمد شاہ جہان شاہ کا بیٹا - اور ابوالنصر قطب الدین شاہ عالم بہادر خلف دوم عالمگیر کا پوتا تھا - کنیت اسکی ابوالفتح - نام اوسکا ناصر الدین محمد شاہ تھا - جمعہ کی شب ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۱ھ مین پیدا ہوا (۱۵) ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ھ مین جلوس فرمایا - ۴۸ سال

(۱) مہینہ ۵ روز کی عمر تھی۔ ۳۰ سال ۲۷ دن سلطنت کرکے ۲۷ ربیع الثانی شب پنجشنبہ سنہ ۱۱۶۱ھ مین انتقال کیا اور فردوس آرامگاہ کے خطاب سے مشہور ہوا۔

محمد شاہ کی ہوشیاری بیدار مغزی مین کسکو انکار ہے۔ اسکے ساتھ ہم یہ بھی اعتراف کرتے ہین کہ عدیم الجرات اور مغلوب الامرا تھا۔ اپنے جوان عیاشی کی وجہ سے فرخ سیر کے پراگندہ اوراق سلطنت کا شیرازہ باندہ نہ سکا اگر ہم اسکو (خاتم السلاطین) بابری کہین تو بجا ہے۔ سنہ ۱۱۳۷ھ مین دکن کا تمام ملک نربدہ سے انتہاے صوبہ بیجاپور اور حیدرآباد سے دریاے شور تک اسکے قبضہ سے جاتا رہا۔

سلاطین تیموریہ کے سلطنت کی خوشنما تصویر کے ساتھ اب ہم محمد شاہ سے بھی رخصت ہوتے ہین۔ اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ دکن مین ایک مہتم بالشان حکومت آستانۂ آصفیہ پر دست بستہ کھڑے ہوے ہین ہم کو لازم ہے کہ اب اسی آستانۂ خلافت کے عظمت دکھانیکا شرف حاصل کرین۔

آصف جاہ کی سلطنت و لاقات سنہ ۱۱۳۷ھ۔ جلوس سنہ ۱۱۳۷ھ
مدت عمر۔ مدت سلطنت۔ آصفجاہ کی وفات ۴ جمادی الاخر سنہ ۱۱۶۱ھ

آصف جاہ۔ آپ کا نام قمر الدین۔ خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ تھا آپ نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے بیٹے اور عابد خان المخاطب قلیچ خان کے پوتے۔ اور حضرت سلطان المشایخ شیخ شہاب الدین سہروردی رح کی اولاد مین سے دکن کے بادشاہ اور طریق عالیہ نقشبندیہ کے مقدس پیشوا تھے۔ آپ ۱۴ ربیع الآخر سنہ ۱۰۸۲ھ مین پیدا ہوے۔ عالمگیر کے زمانہ مین (چین قلیچ خان) کا خطاب حاصل کیے بہادر شاہ کے زمانہ مین خاندورانی کا خطاب اور اودہ کی صوبہ داری عطا ہوئی فرخ سیر نے اپنے پہلے سال جلوس مین آپ کو نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب

اور دکن کی صوبہ داری دیا تہا۔ رفیع الدرجات نے مالوہ کی صوبہ داری دی تھی۔ محمد شاہ کے عہد مین ۱۱۳۳ھ کو تمام دکن کی مستقل حکومت پر قایم ہوے۔ عمر آپ کی (۷۹) سال کی تھی۔ (۲۹) سال فرمانروائی کی۔ محمد شاہ پادشاہ دہلی کی وفات کے بعد (۲۷) روز کو احمد شاہ پادشاہ کے زمانہ مین (۴) جمادی الاخر ۱۱۶۱ھ کو برہان پور مین انتقال فرمائے اور (مغفرتماب) کے لقب سے مشہور ہوے۔ مزار آپ کا خلد آباد حضرت برہان الدین غریب قدس سرہ کے روضہ منورہ مین زیارتگاہ خاص وعام ہے۔

غازی الدینخان بہا | آصف جاہ کے پدر بزرگوار نواب غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ عالمگیر کے زمانہ مین اوس کے سپہ سالار تھے۔ اور جب بیجاپور فتح ہوا اورنگ زیب نے (فرزند ارجمند) کا خطاب دیا تہا اورنگ زیب کے اواخر سلطنت مین بیجاپور سے خجستہ بنیاد تک انہین کی صوبہ داری تھی۔ قصبہ بیر مین آپ کے نام سے بسایا ہوا پورہ (غازی الدین نگر) کے لقب سے مشہور معروف ہے۔ بہادر شاہ کے زمانہ مین گجرات کے صوبہ دار رہے انتقال اونکا احمد آباد گجرات مین ۱۱۲۲ھ کو ہوا دہلی کے باہر دفن ہوے۔ رحلت کے بعد غازی الدینخان بہادر (غفران پناہ) کے لقب سے پکارے گئے۔

قلیچ خان | آصف جاہ بہادر کے دادا عابد خان المخاطب قلیچ خان بہادر توران مین پیدا ہوے ۱۰۷۹ھ مین سمرقند سے دہلی کو آئے۔ اورنگ زیب کو مینا کاری پھولون کی سیر نذر دی دربار سلطانی سے قلیچ خان کا خطاب عطا ہوا۔ (۲۴) ربیع الاول ۱۰۹۸ھ مین قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ کے وقت توپ کے گولے سے مارے گئے اور متصل میدان قلعہ مذکور کے مدفون ہوئے۔

آصفجاہ بہادر کے نسبت ہم اطمینان کے ساتھ کہہ سکتے ہین کہ تمام پادشاہان دکن مین کوئی تخت نشین۔ دانائی عزم بردباری علم رائے تدبیر ہیبت شجاعت۔ عالی۔ حوصلگی فیاضی مین اون سے افضل نہین گذرا۔ آپ نے ۱۱۴۱ھ مین برہان پور کی شہر پناہ

بنوائے - احاطہ نظام آباد آپ ہی کا بسایا ہوا ہے - پل و مسجد کاروان سرا بھی - اور حصار شہر حیدرآباد اور نہر رسول اور نگ آباد کے درمیان سے نکالی ہوئی آپ ہی کی ہے

آصف جاہ بہادر کے زمانہ مین پرگنہ بیر کا جاگیردار (سلتا[1] بخی بنا لکر) تھا - اسکو ۱۱۴۲ھ

سلتا بخی بنا لکر

پرگنہ بیر کس سنہ مین عطا ہوا اوسکی ہمکو پوری تحقیق نہین - مگر اوسکی مہر کی کندہ کی ہوئی دکھائی دی جسمین محمد شاہی جلوس کا سنہ ۱۱ لکھا ہوا ہے - سلتا بخی بنا لکر دراصل اینکٹ پال کی اولاد مین سے بڑا خوش قسمت اور اقبالمند آدمی تھا اسکے نسبی سلسلہ سلسلہ دکن کے زمینداروں مین پایا جاتا ہے - ابتدا مین سیٹ ساہو کی نوکری کرتا تھا جب اوسکی ترقی کا وقت آیا تو دربار شاہی تک پہونچا اور اپنے نمایان کارگذاری کے صلہ مین خطاب و منصب حاصل کی - اسکو آصف جاہ بہادر کی رقابت بھی نصیب ہوئی - دربار آصفی مین بڑا مودبانہ حاضر ہوتا تھا - اور جب نواب آصفجاہ سفر کرتے اکثر اوقات خود بھی اون کے ہمراہ رکاب رہتا اور مہمات مین جان نثاری کے ساتھ پیش آتا تھا حضرت نواب آصفجاہ بہادر نے اوسکے اس اطاعت و خلوص کی وجہ سے اوسکو خطاب و منصب سرفراز فرمائے تھے -

سلتا بخی بنا لکر کے زمانہ مین پرگنہ بیر کا محاصل تقریبًا (۶) لاکھ (۸۹) ہزار (۱۰۷) روپے ساڑھے آٹھ آنے مقرر تھا - اور حدود اس جاگیر کے اس طرح محدود تھے جانب شرق سرکار فتح آباد دھارور - جانب غرب احمدنگر - جانب شمال رود گنگ - جانب جنوب محالات قلعہ پرینڈہ و کتل گھاٹ احمدنگر - اس محدودہ پرگنہ کے سوا علاقہ فتح آباد دھارور صوبہ اورنگ آباد پرگنہ خویلی پاتھری و صوبہ برار کے بعض محالات اسی سلتا بخی کے تحت مین تھے اس مجموعی

[1] (س ل ت ا ن) ہندون کے نام کو جو اس نے سے مشہور ہوا اوسکو ہرگز (ط) کے ساتھ نہین لکھا کرتے بجائے اوسکے (ت) لکھا کرنا چاہئے کیونکہ سلطان کا معنی شاہنشاہی کا ہے ہنود اس بزرگ نام کے مستحق نہین ہین اسلئے بجائے (ط) کے (ت) لکھا گیا ہے ۱۲ -

حیثیت کے لحاظ سے یہ شخص بہت بڑا جاگیر دار تھا - اور اپنے ہمعصر جاگیر دارونمین فخر کے تاج کا طرہ سمجھا جاتا تھا - اس نے ایک شمشیر محمد شاہ بادشاہ کے خدمت مین روانہ کی اوس سے بڑھکر کسی ہمعصر جاگیر دارون کے جانب سے نامور تحفہ دربار سلطانی مین نہین بھیجا گیا - قصبۂ بیر مین احمدنگر دروازہ سلطان باغ - پانچ کی سرا - بارہ دری - کھٹکا کے دو بلند منیار - مہادیو کی عمارت باولی دیول سرا دہلی دروازہ کا دیول اوسی کے عہد کے بنے ہوئے ہین - سلطان جی کی وفات سنہ ۱۱۶۰ھ مین ہوئے -

آصف جاہ بہادر کی اولاد ذکور

میر محمد پناہ - میر احمد خان ناصر جنگ - میر سید محمد صلابت جنگ - نظام علیخان بہادر - بسالت جنگ - مغل علی - صاحبزادگان نمبر (۵) و (۶) کا پتہ نہین چلا لیکن دوسرے فرزندون کی توضیح حسب ذیل ہے -

میر محمد پناہ یہ آصف جاہ بہادر کے بڑے فرزند ہین - اصل نام اونکا میر محمد پناہ اور خطاب امیر الامرا اعتماد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ تھا - ابتدا مین بادشاہ دہلی کے نزدیک رہے - اور جب اون کے بھائی ناصر جنگ شہید ہوے انہون نے بادشاہ سے دکن کے صوبہ داری کی سند حاصل کی ۳ رجب سنہ ۱۱۶۵ھ کو دہلی سے دکن کے طرف روانہ ہوے اور ہولکر اور مرہٹون کی فوج ہمراہ لیکر اورنگ آباد پہونچے یہان ۷ ذیحجہ سنہ ۱۱۶۵ھ مین اونکا انتقال ہوگیا گویا اون کے نظامت دکن کی داستان کل ۱۷ روز مین ختم ہو گئی - اون کے رفقا نے نعش اونکی شاہجہان آباد مین لیجاکر دفن کر دئے -

میر محمد پناہ کو ایک لڑکا میر شہاب الدین تھا - صفدر جنگ نے دربار شاہی

عماد الملک | سے اوسکو عماد الملک غازی الدین خان بہادر کا خطاب دلایا۔ یہ وہی عماد الملک ہے جس نے اپنے بادشاہ احمد شاہ کو مکحول اور عالمگیر ثانی کو قتل کیا تھا

ناصر جنگ کی سلطنت جلوس سنہ ۱۱۶۱ھ
مدت سلطنت ۔ تاریخ شہادت ۔ سنہ ۱۱۶۴ھ ۱۷ محرم

ناصر جنگ ۔ آصف جاہ بہادر کے دوسرے بیٹے تھے اپنے باپ کے فاتحہ سوم کے دوسرے دن ۹ جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۱ھ کو قریب موہن نالہ ساحل تپتی واقع قصبہ برہان پور مین اپنے باپ کی جگہ مسند نشین ہوے ۲ سال ۷ مہینے چند روز دکن کی سلطنت کرکے ۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ھ مین پھولچری قلعہ چنی کے قریب افاغنہ و نصاری کے حملۂ شب خون سے شہید ہوئے ۔ اور اپنے باپ کے نزدیک مدفون ہوے ۔

ناصر جنگ کے زمانہ مین قصبہ بیر کا جاگیردار سلتانجی بنالکر کابٹیار راجہ ہنونت راؤ بنالکر تھا اسکو نواب ناصر جنگ بہادر شہید نے اوس کے باپ کا خطاب اور جملہ حقوق پدری عطا فرمائے تھے ۔ مگر یہ عیش دوست اور آرام پرست اور عدیم الفرصت تھا ۔ اس نے اپنے نام سے اپنے باپ کے سلتان باغ کے قریب ہنونت باغ بہایت عمدہ آراستہ کیا ۔ مگر صلابت جنگ کے زمانہ مین مرگیا ۔

صلابت جنگ کی سلطنت ۔ جلوس سنہ ۱۱۶۴ھ
مدت سلطنت ۔ تاریخ وفات ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۱۷۷ھ

صلابت جنگ - آصف جاہ بہادر کے تیسرے فرزند تھے - فراسیسون نے آپ کو بمقام اورنگ آباد بعد قتل ہدایت محی الدین ۱۸ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ مین تخت نشین کیا - آپ نے ۱۱ سال ریاست کی - اس مدت مین مرہٹون کے ساتھ مقابلہ رہا - نظام علیخان بہادر نے آپ کو ۱۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ مین قید کر دئے تھے - قلعہ بیدر مین برابر ایک سال ۳ مہینے ۶ روز مقید رہے ۳۰ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ مین انتقال فرمائے اور بیدر مین مدفون ہوے - احمد شاہ بادشاہ دہلی نے آپ کو آصف الدولہ ظفر جنگ کا خطاب سرفراز فرمایا تھا - اورنگ زیب ثانی نے امیر الممالک کا خطاب دیا تھا -

صلابت جنگ کے زمانہ مین پرگنہ بیر کے جاگیردار سلتانجی نبالکر کا پوتا راجہ

راجہ دہیراج نبالکر

ہنونت راؤ کا بیٹا راجہ دہیراج اپنے باپ کے مرنے کی وجہ سے عطائے منصب وجاگیر کا متلاشی رہا آخر کار دربار شاہی تک پہونچا - وہان سے کامیاب ہوکر قصبۂ بیر مین بڑے کروفر سے آیا مگر اوسکی حکومت ایک معمولی جاگیردار کی طرح تھی - اگر اپنے دادا کے طریق عمل سے بیر کے جاگیرداری کو خاندانی ترکہ قرار دیتا تو الجھی ہوئی حالت ایک مفید انقلاب سے بدل جاتی اور حکومت کا زور پوری قوت کے ساتھ قایم رہتا - مگر اوس نے عمداً اپنے بادشاہ کے ساتھ موروثی رقابت کا طریق عمل برہم کر دیا اور یہی باعث اوس کے جاگیر کی خانہ براندازی کا ہوا اور اوس کی خاندانی عزت حقیر زندگی کے ساتھ بدلگئی اور ایک بہت بڑے موروثی عطیہ جاگیر کو بے موقع ہاتھ سے کھو دینا پڑا -

نظام علیخان کی سلطنت و ولایت ۱۱۷۷ھ
جلوس ۱۱۷۵ھ - تاریخ انتقال ۱۲۱۸ھ

نظام علیخان بہادر۔ آپ آصف جاہ بہادر کے چوتھے فرزند تھے۔ نام آپ کا میر نظام علیخان خطاب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ بہادر تھا۔ غرۂ شوال ۱۱۴۷ھ مین پیدا ہوے۔ ۱۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ مین اپنے بھائی صلابت جنگ کو مقید کرکے اورنگ آباد مین سلطنت دکن کے مستقل تخت نشین اور مالک مختار بن گئے ۱۷ ربیع الآخر ۱۲۱۸ھ مین انتقال فرمائے اور غفرانماب کے لقب سے مشہور ہوے۔ صحن مکہ مسجد واقع حیدرآباد مین مدفون کئے گئے۔

نظام علیخان بہادر کی تخت نشینی سے پہلے ولایت بیر راجہ دہیراج بنالکر کو تنخواہ جاگیر مل چکی تھی۔ قریبًا (۸) یا (۹) سال تک نواب نظام علیخان بہادر کے عہد سلطنت مین راجہ دہیراج پرگنہ بیر کا مطیعانہ جاگیردار رہا۔ اس مدت کے بعد اوس نے تمردی شروع کی۔ پرگنہ بیر کو اپنی موروثی آزاد ریاست سمجھلیا اور اطاعت شاہی مین غفلت اور سست پیمانے کرنے لگا اس لئے حضرت نظام علیخان بہادر نے ۱۱۸۴ھ مین اسکی تنبیہ اور گوشمالی کے لئے نرپت سنگھ کو تعین فرمائے اوس نے قصبۂ بیر کا محاصرہ کیا اور حکمت عملی سے دہیراج کا عمل دخل اٹھا دیا۔

راجہ نرپت سنگھ نرپت سنگھ گوراجہ گوپال سنگھ کا بیٹا۔ اور قلعہ[1] قندہار ضلع ناندیر کا جاگیردار تھا۔ ۱۱۷۸ھ مین اپنے باپ کا قایم مقام ہوا مگر ناندیر مین اکثر رہتا تھا۔ اس کے جاگیرات کا محاصل قریبًا (۲۴) ہزار (۹) سو روپئے چار آنے مقرر تھا گو راجہ نرپت سنگھ کو دہیراج کے دولت و قوت و فوجی کے مقابلہ مین کچھہ نسبت نہ تھی لیکن مقدر ایسا تھا کہ ۱۱۸۴ھ مین دولت بنالکری تباہ ہوجاے اسی سنہ مین قصبۂ بیر فہرست تنخواہ جاگیر سے نکل کر شاہی خالصات کے مدمین

[1] قندہار کا قلعہ ۱۰۷۵ھ مین تعمیر کیا گیا (پنج افزائے برحسن کشمیر) لفظ کشمیر مادۂ تاریخ ہے لیکن ہاوسپر (۵) کا ہندسہ بڑہا دیا جائے ۱۲

شامل ہوگیا۔ راجہ نربت سنگھ برابر ایک سال یہان کے انتظام کے لئے ٹھیرا رہا۔
سنہ ۱۱۸۵ھ مین نواب شرف الدولہ بہادر کو نواب نظام علیخان بہادر نے پرگنہ بیر
شرف الدولہ پر روانہ کئے اور یہ حکم دیا گیا کہ پرگنہ بیر تمہارے تنخواہ جاگیر ہے توپخانہ
وباروت وآلات حرب مہیا رکھین اور جرار جمعیت فراہم کرین نواب شرف الدولہ نے
نے اس حکم کی پوری تعمیل کی۔ مردمان عرب وعجم ہند وسندھ لاہور وملتان کابل
وخراسان ایران وتوران حبشی وزنگی رومی وشامی مصری وعراقی سپاہ جدید
کی بھرتی شروع کی اور نیز قلعہ بیر کو سامان حرب وعراقی واتواپ ضرب زن سے
خاطر خواہ آراستہ کیا جسمین بڑے بڑے افسران صلح پوش وحبشیان حلقہ بگوش
وتیزہ بازان جان باز وسواران نامدار وجوان مردان کارگار کی ایک خاص تعداد
نواب غفرانمآب کی ضرورت کے وقت مستعد کارزار رہا کرتی تھی اور پرگنہ بیر کا
کامل محاصل شرف الدولہ بہادر کے وظیفہ اور فوج کی تنخواہ مین صرف ہوا کرتا تھا۔

نواب شرف الدولہ بہادر۔ نواب میر نظام علیخان بہادر کے وزیر اعظم
میر موسی خان المخاطب رکن الدولہ احتشام جنگ دیوان دکن کے بھائی تھے۔
انہون نے اپنے ذاتی مصارف سے قصبۂ بیر مین چند مساجد بنوائے اور مناسب
انتظامات جاری کرکے۔ بہت سے لوگون کو بیت المال سے اراضیات اور وظائف
عطا کئے دور دراز شہرون کے باشندے اون کے عہد مین قصبۂ بیر مین آبسے
کوئی ایسا نہ ہوگا جو اون کے فیضان احسان سے کامیاب نہ ہوا ہو۔ درحقیقت
شرف الدولہ بڑے سخی شجیع عادل حق پرست معاملہ فہم سپاہ دوست تھے۔

شرف الدولہ کے فرزند دا ور الدولہ ویا ذر الدولہ بڑے قابل ولایق تھے
بڑے فرزند کا اصل نام میر غلام حسین بہادر اور خطاب دا ور جنگ دا ور الدولہ تھا
دوسرے فرزند کا نام غلام علی نقی خان بہادر اور خطاب یا ور جنگ یا ور الدولہ تھا۔

ایام عیدین مین ان صاحبزادون کی سواری عیدگاہ کے طرف جو قصبہ بیر مین واقع ہے بڑے تجمل سے نکلا کرتی تھی - خلایق کا اژدہام فوجی باجون کی گونجتی ہوئی آواز سوارون کی آہستہ خرامی اور زرنگار عماری کی شان و شوکت شاہانہ سواری کا نمونہ دکھاتی تھی -

علی محمد نقی خان نقی محمد خان بہادر علی یاور جنگ - نواب شرف الدولہ کے فوج کی بخشی اور مہمات مالی و ملکی کے دیوان یا مدار المہام تھے مگر بڑے عقیل فریس مانے جاتے تھے - انہون نے قصبۂ بیر کے رعایا کے حق مین عجیب و غریب فیاضیان دکھائین اور آئین حکومت - انتظام ملکی - رفاہ رعایا کے متعلق ایک نہایت مدبرانہ دستور العمل سنہ ۱۲۱۱ھ مین لکھا تھا - افسوس کہ عموماً اوسکی باضابطہ نقلین نہین کرائی گئین - ورنہ اون کے گذشتہ انتظامات کا پورا احوال معلوم ہوتا انکا مرقد حضرت شاہ کوچک قدس سرہ قدس سرہ کے روضہ رضیہ مین جانب پائین درگاہ دالان سنگین سے ملحق واقع ہے اور اون کے مزار پر خوشنما گنبد بنا ہوا تھا جو سنہ ۱۳۱۳ھ مین منہدم ہوگیا ہے -

سکندر جاہ کی سلطنت - ولادت سنہ ۱۱۸۷ھ

جلوس سنہ ۱۲۱۸ھ تاریخ وفات - ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ

سکندر جاہ بہادر - نواب میر نظام علیخان بہادر کے فرزند تھے - غرہ رجب سنہ ۱۱۸۳ھ مین پیدا ہوے ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۸ھ کو تخت نشین ہوے ۲۶ برس حکومت کی ۶۲ سال کی عمر تھی ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ مین انتقال فرمائے اور (مغفرت منزل) کے لقب سے مشہور ہوے صحن مکہ مسجد واقع حیدرآباد مین دفن کئے گئے

سکندر جاہ کے زمانہ مین راجہ سکھو رودر پرگنہ بیر کا عامل تھا - اسکی حکومت بڑی

راجہ سکھو دیو پر جلال تھی اسکے تعزیرات کا قانون بے انتہا سخت اور اوس کے بے ڈھب خواہشون مین ڈہلا ہوا تھا مجرم کو نادر سزا کی تکلیف اٹھانا پڑی تھی۔ ایک ناکردہ گناہ تیلن کو تیل مین تدہین کرکے جلا دیا تھا واقعہ یہ تھا کہ اوس نے کسی خریدار تیل کو اوس کے انجار شرابہ رکھے تھے کہ خدا کرے اس راجہ کا راج جل جائے راجہ کو اوسکی خبر ہوئی جابر خریدار کو جو کچھہ سزا دینا تھا تو دیا مگر اوس کی طبیعت کو تیلن کے اون الفاظون نے ایسا مشتعل کر دیا تھا کہ وہ تیلن سرتاپا جلا ڈالی گئی۔ اس سے زیادہ عجب اوس راجہ نے اور ایک حکم صادر کیا تھا جو کسی حاکم سے ویسی نوادر حرکت کبھی نہین ہوئی ہوگی وہ حکم یہ تھا کہ چکھی قابل پھانسی کے ہے اسکو پھانسی دیجائے اور وہ پھانسی پر کھینچوائے گئی۔ بات یہ تھی کہ داروغہ سرکاری نے آٹا پیسنے والون کے سرقہ کی راجہ سے شکایت کی راجہ نے انکو پکڑ بلایا اور سخت سزا دینی چاہی۔ جب وہ پکڑے ہوے اے خوف و دہشت سے چہرون پر اونکے تردد اور پریشانی نمایان ہونے لگی راجہ نے پوچھا کیون تم نے آٹا چرایا یہ آواز سنتے ہی اون کے دلون مین خلش پیدا ہوگئی گھبراہٹ کے مارے کہنے لگے چکھیون مین مٹھی بھر آٹا کم ہو جاتا ہے لیکن ہم غربا سزا کے مستحق نہین۔ اگر اسپر تو ہم کو سزا دیگا تو تجھکو حق ہے اگر بخشدے تو نوازش۔ راجہ نے بظاہر چشم پوشی کرکے یہ رائے قایم قایم کی کہ چکھیان بدمعاش ہین کہ ہر وقت مٹھی بھر آٹا چرا لیتی ہین ان غربا کا کوئی قصور نہین چکھیون کا قصور ہے۔ اور وہ چکھیان سزا کے مستحق ہین اس کے اس حکم نے تمام رعایا کے دل کو ہلا دیا تہا اور بدمعاشون کے بداندیش خیالات درہم برہم ہوگئے تھے۔ ۱۲۱۸ھ کے قحط مین یہی راجہ تھا کہ اوس نے اپنے رعایا کے ساتھ وہ معونت کی جو ایک سرپرست حاکم کو سزاوار تھی تاہم ہزارون ہی کے تخمین سے محتاجون کی عزیز جانین تلف ہوئین بے انتہا آبادگھر اجڑ گئے صدہا لعشین بے گور و کفن سڑ گئین

غازی پورے کی دلچسپ آبادی کھنڈر بن گئی - ہنوز یہ تباہی اور ویرانی رونق پذیر نہین ہوئی تھی کہ ادہر سے امیر علی ڈاکو اپنے بدمعاش گروہ کے ساتھ تلجا پور ویراگ بار سے پنڈہ کو لوٹتا اور تباہ کرتا ہوا قصبۂ بیر مین پہونچا متواتر دو روز لوٹ مار کرتا رہا - اور آگ لگانے کی فکر کی لیکن کہین سارق قطاع الطریق ڈاکو لوٹیرے مستقل مقابلہ کر سکتے ہین لڑنا اون کے آئین ڈاکہ زنی مین داخل نہین اونکا صرف اسقدر کام ہے کہ زرخیز میدانون اور آباد قصبات پر ہوشیاری اور جان بچا کر حملہ کرین اور غارت اور بیرحمی سے مطلب کو نکالین اس سے زیادہ وہ کیا کر سکتے تھے - تاہم اوسکا آنا قصبۂ بیر کی زیادہ تباہی کا باعث ہوا امیر علی دراصل مہاراجہ ہولکر کے ریاست کی کسی موضع کا رہنے والا اور یوسف خان کا بیٹا اور اسمعیل کا متبنی اور گذشتہ مشہور پنڈارون و ڈاکون اور سارقون کا سرخیل تھا -

امیر علی ڈاکو

راجہ سکھور ورد کے بعد سنہ ۱۲۲۴ھ یا سنہ ۱۲۲۵ھ مین قصبۂ بیر کی تعلقداری پر نواب میر امان اللہ عرف ٹیپو صاحب آئے تھے اور پھر اونکے بعد ایلچپور کے پٹھان صالح محمد خان قصبۂ بیر پر مامور ہوئے انہون نے اپنی ابتداء ملازمت سنہ ۱۲۳۹ھ تک قصبۂ بیر کی ترقی و آبادی مین اپنی عالی ہمت سے نہایت عمدہ اثر قائم کئے کھنڈرون کی درستی بازارون کی آبادی منہدمہ مکانات کا بنوا دینا رعایا کے تعاوی اور تردد مین کے آسایش مین بڑی ہمدردی کی - آخر سنہ ۱۲۳۹ھ مین راجہ گوبند بخش بہادر نے اون کو خدمت سے موقوف کر دیا تھا -

صالح محمد خان

ناصر الدولہ کی سلطنت - ولادت سنہ ۱۲۰۸ھ

جلوس سنہ ۱۲۴۴ھ - تاریخ وفات سنہ ۱۲۷۳ھ

ناصر الدولہ بہادر - نواب سکندر جاہ بہادر کے فرزند تھے - ۲۴ رمضان سنہ ۱۲۰۸ھ

بیدر مین پیدا ہوے ۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۴ھ کو اپنے باپ کے تخت شاہی پر جلوس فرمایا۔ عمر آپ کی (۶۶) برس چند ماہ کی تھی (۲۸) برس (۱۰) مہینے (۵) روز حکومت کئے۔ (۲۲) رمضان سنہ ۱۲۷۳ھ مین انتقال فرمائے اور غفران منزل کے لقب سے مشہور ہوے۔ صحن مکہ مسجد واقع حیدرآباد مین مدفون کئے گئے۔ اگرچہ آپکے تخت نشین ہونیکے (۵) سال پہلے ہی سے رائے چھوٹم لعل پرگنہ بیر کے حاکم مقرر ہو چکے تھے تاہم رائے چھوٹم لعل نے آپ کے زمانہ مین ۵ سال

رائے چھوٹم لعل

قصبۂ بیر کی حکومت کی۔ رائے چھوٹم لعل قوم کے کھتری اور راجہ بیربان کے بھائی اور راجہ چندولال بہادر کے رشتہ دار تھے۔ رائے صاحب نہ صرف قصبۂ بیر کے حاکم بلکہ بسمت ناندیر بردا پور گانڈاپور کی حکومت انہین کے اختیار مین تھے۔ اونکی ماموری سنہ ۱۲۳۲ فصلے مطابق سنہ ۱۲۳۹ھ مین ہوئی۔ تادم زیست ملازمت مین سرگرم رہے۔ سنہ ۱۲۴۲ فصلے مطابق سنہ ۱۲۴۹ھ کو مر گئے قصبۂ بیر مین اون کے یادگار سے عاشور خانہ عالیشان بنا ہوا موجود ہے۔ اوسکا نائب موہن لعل تھا مگر رائے صاحب کے معاملات مین اوسکی فراست زیادہ پسند مانی جاتی تھی۔

امیر نواز جنگ

رائے چھوٹم لعل کے بعد سنہ ۱۲۵۰ھ مین پرگنہ بیر کی حکومت امیر نواز جنگ کو عطا ہوئی اس پرگنہ کے سوا ناندیر۔ دہاراسیون۔ تیرڈھو کی قلعہ پرینڈہ قلعہ نلدرگ کی حکومت انہین سے متعلق تھی۔ امیر نواز جنگ مذکور کرار نواز خان عرف دولہ خان بہادر کے بیٹے قوم کے جانوزے اور کرنول کے رہنے والے بڑے عالیدماغ فیاض عادل راحم الغربا سخی حلیم المزاج تھے۔ انہون نے قصبۂ بیر کے سلسلہ تعمیرات مین بڑے بڑے عالیشان عمارات جو اہم کار اور بقائے یادگار کے لئے بنوائے تھے وہ ابتک موجود ہین۔ اور اون کے گذشتہ عظمت کی شہادت

دیر ہے ہین - امیر موصوف ۱۲۵۸ھ مین انتقال کئے اور قلعہ نلدرگ مین مدفون ہوے
اون کے بعد اون کے فرزند رفیق یاور الدولہ قایم مقام ہوے اور اپنے مفوضہ خدمات
رفیق یاور الدولہ بہا | کو انجام دیتے رہے ان کے معاملات گھوڑے خان کی رائے
سے طے ہوا کرتے تھے گھوڑے خان نے اپنے آقا کے یادگار مین حضرت سید
سلیمان قدس سرہ کے روضہ منورہ مین ایک مسجد اور باؤلی ۱۲۵۸ھ مین بہت
ہی خوشنما بنوائی ہے - جسپر حسب ذیل کتبہ ہے -

در حکم رانی نواب رفیق یاور الدولہ بہادر خلف الصدق نواب
امیر نواز الدولہ بہادر الملک بہادر مرحوم دام اقبالہ خان ذی شان
گھوڑے خان چاہ فیض رسان مرتب کردند مادۂ تاریخش اینست
فی سبیل اللہ چاہ خوش عجیب
۱۲ ۵۸ ھ

افضل الدولہ کی سلطنت - ولادت ۱۲۴۳ھ
جلوس ۱۲۷۳ھ - تاریخ وفات ۱۲۸۵ھ

افضل الدولہ بہادر - نواب ناصر الدولہ کے فرزند تھے - سلخ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ
مین پیدا ہوئے ۲۴ رمضان ۱۲۷۳ھ منگل کے دن تخت پر جلوس فرمایا - عمر
آپ کی ۴۲ سال کی تھی ۱۲ سال ۱ مہینا ۲۰ روز سلطنت کی ۱۳ ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ
مین انتقال فرمائے اور مغفرت مکان کے لقب سے مشہور ہوے صحن مکہ مسجد
واقع حیدر آباد مین دفن کئے گئے -

افضل الدولہ بہادر کی تخت نشینی سے ۵ سال پہلے اعتضاد جنگ بہادر پرگنہ
بیر کے حاکم تھے ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۷۹ھ مین اعتضاد جنگ بہادر کے کارپرداز

(بالاجی راؤ) سے جیونجی رتن جی نے پرگنہ بیر کی حکومت کا جایزہ لیا اور خود مستقل

جیون جی رتن جی

اول تعلقداری کا کام کرتے رہے۔ جیون جی قانونی باضابطہ زمانہ کا پہلا حاکم تھا جسنے مغلائی کا قدیم آیئن ضلع بندی کے جدید قواعد وضوابط سے بدلدیا اور امور مالی وملکی کے نسبت حسب ذیل اصلاح کی۔

(۱) لاؤنی کے متعلق جو کاغذات نادرست تھے انکو درست کردئے۔

(۲) پٹیل وپٹواری زراعت سرکاری کے متعلق خود رائی سے جو قول دیا کرتے تھے اوس کا انسداد کیا۔

(۳) زمینداروں کے دماغ مین یہ بات جمی ہوئی تھی کہ ہم ملک کے مالک ہین اس بیہودہ خیال سے اون کا دماغ صحیح کردیا۔

(۴) زمینداروں کا دستور تھا کہ سرکاری زراعت کی تحصیل لیکر اپنی دستخط سے رسیدات دیا کرتے تھے یہ عمل درآمد مطلق موقوف کردیا گیا۔

(۵) راتون کو ڈاکون کے خوف سے مطلق امن نہ تھا اوسکا معقول بندوبست کیا جیونجی صاحب اپنی رپورٹ مین لکھتے ہین کہ (قبل از رواج دستور ہذا اہالی این ضلع نزول شام را شامت طالع خود اندیشیدہ دروازہ ہائے مکانات چون دل ماتم زدگان بندنمودہ نقد جان بکف ہراس نہادہ منتظر وقت می بودند)

(۶) بیر۔ پاتور۔ گیورائی کے شریرالنفس زمینداروں نے (۱۷۵۰۰) بیگھے زمین دیہات خالصہ سے اخفا کئے تھے وہ برآمد کئے گئے۔ ان زمینداروں کو شرم نہ آئی کہ ہم اپنے مالک کے ساتھ ایسے مذموم اور قبیح حرکت سے کیون پیش آیئن سرکاری زمین کو پوشیدہ کرنے مین اون لوگون نے کچھ خوف نہین کیا اس سے یہ ظاہر ہے کہ اپنے پرزور زمانہ مین غریب رعایا کی کسقدر تباہی کی ہوگی خانہ براندازی اور دوہائیون مین لڑادینا اونکا قدیم شیوہ ہے۔

(۷) جو راستے تنگ وخراب تھے کسیقدر وسیع کردئے
(۸) اطفال کے لئے مدرسے اور طلبا کے واسطے مدرسین مقرر کئے
(۹) ٹپہ خانہ کے چوکیات بنوائے
(۱۰) سائر وکوتوالی کے ابواب موقوف کردئے
(۱۱) تہذیب دفتر کے لئے مواہیر اور محکمہ جات کے واسطے مکانات ترمیم کئے
(۱۲) ڈاکہ چوری خون جو بروز روشن ہوا کرتا تھا اوسکا معقول بندوبست کیا
(۱۳) ساہوکار جو اپنے قرضداروں کو جبراً وقہراً حراست مین دیکر بطور خود قرض کا مطالبہ کرتے تھے اوسکی ممانعت کرائے
(۱۴) عدالت فوجداری ودیوانی کے واجب الاذعان بجلیان ایسی چمکائی گئین جس کے ہیبت سے بڑے بڑے ثابت قدمون کے عزم متزلزل ہوگئے اور اہل خدمات شرعیہ کو بھی اسی زمانہ مین زوال آیا اور بجائے خود ایک گوشہ دوبینی کے ساتھ فرض مسند شریعہ پر تکیہ لگائے ہوے دم بخود بیٹھ گئے۔

سلطنت اعلی حضرت قوی شوکت خاقان زمان میر محبوب علیخان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ۔ اعلی حضرت کی ولادت سنہ ۱۲۸۳ھ۔ جلوس اول سنہ ۱۲۸۵ھ۔ دہلی کا سفر سنہ ۱۲۹۳ھ۔ کلکتہ کا سفر سنہ ۱۳۰۱ھ جلوس دوم سنہ ۱۳۰۱ھ

میر محبوب علیخان بہادر۔ نواب افضل الدولہ بہادر کے فرزند۔ اور سلطنت آصفیہ کے مالک اور دکن کے بادشاہ ہین۔ ۶ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۳ھ مین شنبہ کے دن پیدا ہوئے۔ افضل الدولہ بہادر کی زیارت کے روز ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ھ کو دوپہر کے

وقت مسند پر بیٹھے ۱۲۸۷ھ مین بڑے دھوم دھام سے بسمیہ خوانی ہوئی۔ بسمیہ خوانی کے وقت عمر آپ کی ۴ برس ۴ مہینے کی تھی۔ اور آخر ذیقعدہ ۱۲۹۳ھ مین حسب الارشاد گورنر جنرل بتقریب جشن دربار و خطاب قیصر ہند کوئن وکٹوریہ کے دہلی کو تشریف فرما ہوے ۱۶ صفر ۱۳۰۱ھ کو (لارڈ رپن) گورنر جنرل بہادر نے آپ کو کلکتہ بلاکر کہا تہا کہ آپ تخت نشینی کے قابل ہوگئے ہین۔ ربیع الآخر کے مہینے مین تخت نشین ہوکر پورا اقتدار ملکی حاصل کرلین۔ اوسوقت آپ نے لارڈ صاحب کو اپنے تخت نشینی کے رسم کی دعوت دی ۷ ربیع الاول روز شنبہ ۱۳۰۱ھ کو بڑے تکلف سے انیسوین سال تخت شاہی پر جلوہ آرا ہوے لارڈ صاحب نے اعلی حضرت کے کمر مین تلوار باندہ کر مبارکباد دئے اور اختیارات ریاست کو آپ کے سپرد فرمایا لارڈ صاحب پہلے ولیسرا ہین جو اس ریاست مین کلکتہ سے آئے اور ہمارے بادشاہ کو مسند خلافت پر بٹہائے ہمارے اعلی حضرت کی تخت نشینی کا جلسہ ایسا پر تکلف ہوا جو اس سے پہلے شاہان دکن کو کبھی نصیب نہ ہوا ہوگا ہمارے اعلی حضرت کے ظل عاطفت و سایہ حمایت مین ایک کروڑ ستر لاکھ مخلوق نہایت عیش و آرام سے بسر کر رہی ہے۔ خدا اس سایہ کو ابدالآباد قائم رکھے۔ آمین ثم آمین

اعلی حضرت کے زمانہ مین ضلع بیر کے عمال بیر کے امورات مالی و ملکی کو کامیابی کے ساتھ انجام دئے اور دیرہے ہین اون ہر ایک عمال کی تصریح بیان کرنیکے لئے بڑی فرصت چاہی اور بالفرض اون کے حالات بیان کرنے کے لئے کوشش بھی کیجاوے تو یہی نتیجہ برآمد ہوگا کہ اون عمال نے اعلی حضرت کے زمانہ طفلی سے آجتک سرکاری دستور العمل سے طریق انتظام مین ہر قدم پر ہدایتین حاصل کین اور مالگزاری کو ترقی دی رعایا کے جان و مال کی حفاظت کی۔ اور ہماری اس تالیف کے زمانہ مین

مولوی محمد زکی الدین صاحب	ضلع بیر کے اول تعلقدار عالیجناب مولوی محمد زکی الدین صاحب

مسند تعلقداری پر جلوہ آرا ہین۔ صاحب ممدوح قصبۂ کاکوری ضلع لکھنو کے معزز اور محترم خاندان سے بڑے عالم اور فاضل۔ اور حافظ بشیر الدین صاحب مرحوم کے لائق اور ستودہ صفات فرزند ہین اور قریبًا ضلع بیڑ کے ۲۲۷۶۴۳ خلق اللہ آپکی سایہ حکومت مین پرورش پاتی ہے۔ ہم اب اپنے جلیل القدر تعلقدار صاحب ادام اللہ اقبالہ کے عدل و انصاف کی داستان جلی قلم سے لکھ سکتے ہین۔ لیکن مجھکو میرے حساد خوشامدی اور زمانہ ساز کہین گے۔ کیونکہ اونمین سخن فہمی کا مطلق مادہ نہین ہے ہم نکتہ سنج ارباب کو اپنا مخاطب کرا کے کہتے ہین کہ ہمارے تعلقدار صاحب کے معدلت کا مرتبہ ایسا بڑھا ہوا ہے جسکی مثال گذشتہ عمال مین بہت کم مل سکتی ہے بڑے بڑے جید اللسان آپ کی تحریر و تقریر اور حدت ذہن اور قوت فہم کے معترف ہین علم و فضل و عدل و عفو مین جو انکا پایہ ہے اوس سے کون انکار کرسکتا ہے خدا اون کے قیام حکومت تک اونکی حکمرانی بہبودی و انصاف و عزت سے زیادہ رونق پائے۔

تیسرا مقالہ

قصبہ بیر اور اوس کے عمارات۔ و آثار قدیم و شاذ و نادر باغات

خانقاہ

سلطان احمد شاہ بہمنی پادشاہ دکن نے اپنی لڑکی کی شادی شاہ خلیل الدین شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کے بڑے بیٹے شاہ حبیب اللہ غازی کے ساتھ کردیا تھا اور پرگنہ بیر اونکو جاگیر عطا کی تھی۔ شاہ حبیب اللہ نے اپنے آزاد اور مالکانہ اختیار سے اس عمارت قدیمہ کو اپنے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ کے مسند و سجادہ نشینی

کے واسطے خانقاہ مقرر کر دئے۔ جسمین شاہ محب اللہ اور نیز اون کے طلبا و اہل خلوت اور طریق یافی کے مسافر اپنے تصفیہ باطن و ورد و ظایف و خشوع جوارح و خضوع قلب و ازدیاد فیضان مواکلات و مجالسات و مجاورات و روابط الفت و محبت باہمی کے لیے مصروف رہا کرتے۔ اور اس مساکنت و اجماع باہمی مین اون کے قلوب و نفوس و ارواح و اشباح پر ایک نورانی اثر پیدا ہوا کرتا تھا۔ یہ خانقاہ اون طالب مولیٰ کے لئے اون کی زندگی مین گویا کفالت گاہ تھی اور نیز اوس زمانہ سے تا ایندم سینکڑون ارادتمند اور برگزیدہ مسلمان فنا کی چادر اوڑھ کر خانقاہ سے سر لگائے آرام کر رہے ہین اور اون کے بڑے بڑے قبور اور شاندار مقبرے ابتک موجود ہین۔

خانقاہ کی عمارت بہت قدیم اور پرانی معلوم ہوتی ہے۔ اوسکے اطراف سنگین حوض ہے جو (۶۴۰۰۹) فٹ مربع ہے جس کے (۱۱۲۸۷) مربع گز ہوتے ہین اس حوض مین پانی ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔ گل نیلوفر اکثر پیدا ہوتا ہے۔ مگر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ موسم بارش مین پانی کم ہو جاتا ہے اور گرما مین زیادہ یہ مقام عجیب دلچسپ اور پر فزا ہے۔ اس خانقاہ کے اندر (۳) حجرے ہین ہر ایک حجرہ اور اوسکا مدور سائبان سنگین ہے۔ سنگین ستون بھی بہت سے ہین۔ ہر ایک پتھر نقش و نگار سے تراشا ہوا ہے۔

ابو القاسم فرشتہ نے اپنی تاریخ فرشتہ کے جلد دوم مقالہ سوم سلطان احمد شاہ بہمنی کے اخیر ذکر مین خانقاہ کا جو ذکر کیا ہے وہ یہی خانقاہ ہے جو قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق سیکڑون برس سے مسلمانون کا متبرک مقام سمجھا گیا ہے۔ اب ہم اس موقع مین زیادہ صراحت کے لئے اوس کے حدود اربعہ بھی بتا دیتے ہین تا اوس کے تیقن مین کسی طرح کا شبہہ باقی نہ رہے اوس کے حدود اربعہ یہ ہین

جانب شرق باغ - جانب غرب درگاہ سید شاہ منور قادری و نالہ پانپاس جانب جنوب سرا و مکانات خدام سرا و زمین زراعت سرا و چار باولی جانب شمال مقبرہ حمیدہ بانو و شارع عام و نالہ -

سلتانجی بنا لکر جاگیردار بیر نے اپنے زمانہ مین یہ چاہا تھا کہ خانقاہ مذکور کو مسلمانون کے قبضہ سے علیحدہ کر دون لیکن اسلام کے ایک بڑے قوی اور دلاور سرپرست ایرج خان نے اوسکو اوس کے ارادے سے روک دیا تھا - یہ اوسی کی پرفخر حوصلہ مندی تھی کہ اوس نے اوس کے مستقل ولایت مین اوسکو اوس کے مذہبی تعلقات کے ارادہ سے باز رکھا تھا -

سلتانجی بنا لکر کے بعد پھر کسی ہندو نے اوسپر تعرض نہین کیا - مگر مولوی یوسف الدین صاحب اول تعلقدار ضلع بیڑ کے عہد حکومت یعنی ۱۲۶۹ھ سے براہمہ متفق ہو کر پیچیدہ اشکال کے ذریعہ سے تعرض پر آمادہ ہین بہرحال یہ مقام دو متضاد گروہ ہندو مسلمان کے مذہبی تعلقات کا مرکز بنا ہوا ہے مسلمان اعتقاد کی وجہ سے اور ہنود مذہبی جوش کے باعث اپنے اپنے پرزور قوت کا اندازہ کر رہے ہین -

براہمہ کا یہ کہنا کہ خانقاہ نہین ہے کنکالیشور کا دیول ہے محض غلط اور گذشتہ براہمہ کے مسلم الثبوت اقبال سے بالکل مخالف پایا جاتا ہے - ہم اسوقت مورخ ہین ہمکو تعصب مذہب سے کچھہ تعلق نہین ہمارا فرض منصب ہے کہ ہر ایک امر کے تحقیق مین اعلی مرتبہ کی روایت نقل کرین عام اس سے کہ وہ مضر بحق مسلمان ہو یا بحق براہمہ ہم نے اس خانقاہ کے متعلق قدیم وثایق تلاش کئے بمصداق من جد وجد ایک چک ہمارے نظر سے گذرا جو ۷ شعبان ۱۱۳۶ھ کا لکھا ہوا تھا اور اوس پر پرگنہ بیر کے نافذ الحکم قاضی اور سرکاری امین و فوجدار و دیسمکھہ و دیسپانڈیہ و مقدم و پٹواریون کی مہر اور دستخطین ثبت ہین اوس چک مین اوس قدیم عمارت

کو بلفظ (خانقاہ) لکھا ہے کنکالیشور کا کہین پتہ ونشان تک نہین دیکھا گیا۔ اور جب پرگنہ بیر کے گذشتہ زمینداروں نے تحریری دستاویزون سے اس مقام کا خانقاہ ہونا تسلیم کرلیا ہے تو اون کے مذہبی قایم مقام کا یہ کہنا کہ کنکالیشور اسکا نام ہے کیونکر صحیح تصور کیا جائے گا اونکا یہ قول تقریر مانع مخالف کے تعریف مین داخل ہے اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ مین اس خانقاہ پر مسجد بنوائے گئی تھی سنہ ۱۰۹۱ھ مین کسی مخالف مذہب نے اوسکو شہید کردیا۔

گنبد دندان سلطان محمد تغلق پادشاہ دہلی

سنہ ۷۴۲ھ مین سلطان محمد تغلق (ورنگل) سے بیمار ہوکر قصبۂ بیر مین آیا تھا لیکن اوس کے دانتون مین پہلے ہی سے درد ہورہا تھا اتفاقاً اوسکا دانت گر پڑا اوس نے اپنے دانت کو موضع کرجنی[1] کے پہاڑ پر بڑے کروفر سے دفن کیا۔ اوس مدفون پر ایک عالیشان نہایت مستحکم گنبد بنوایا جو اوس کے گذشتہ عظمت کی شان دکھا رہا ہے۔ اس گنبد کا چبوترہ تقریباً (۱۲۰) ہاتھ مربع۔ عرضاً (۷) ہاتھ اور عمقاً (۲) ہاتھ کا ہے۔ حصار اوس کی باہر کے جانب سے (۲۴) ہاتھ مربع۔ عرضاً (۳) اور عمقاً انتہائے گنبد (۲۰) ہاتھ اور خاص گنبد (۴۰) ہاتھ مدور ہے۔

قلعہ بیر

یہ قلعہ نظام شاہیون کے زمانہ تک بہت ہی مستحکم اور مضبوط اور بڑا پائیدار تھا کہتے ہین کہ اس قلعہ کو دیوگڑ کے راجہ سنگلدیو نے بنوایا تھا۔ اور یہ بھی سنا جاتا ہے کہ سنہ ۷۴۳ھ مین سلطان محمد تغلق کے معمار ظہیر الدین نے قصبہ بیر کے قدیم آبادی

[1] موضع کرجنی قصبہ بیر سے (۸) میل کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے اور قدرتی پہاڑون مین آباد ہے ۱۲

ظہیر الدین معمار | سے کچھ دور ہٹکر رود بنیسرا کے اوس پار مغرب کے جانب رود بنیسرا کے کنارے ایک وسیع میدان کے سطح پر قلعہ بنوایا۔ اس قلعہ کے اندر جب باولیان کھودوائی گئین اون باؤلیون مین میٹھے پانی کی نہرین نکلین علوم ریاضی کے جاننے والے

قلعہ بیڑ کی وجہ تسمیہ | سلطانی رقیبون نے اس قلعہ کی پوری تعمیر ہونے کے بعد سلطان کو اطلاع دی قلعہ بیر کا وجہ تسمیہ اور نیز انتخاب نام کے لئے گذارش کی گئی سلطان نے کثرت باولیون کے لحاظ سے اوسکا نام (قلعہ بیر) رکھا اگر یہ روایت معتبر ہے تو باؤلیون کے لحاظ اسکے لئے یہی نام نہایت موزون تھا۔ واقعی یہان پر کثرت سے باؤلیان اور ہر ایک باؤلی مین میٹھے پانی کی جھیلین موجود ہین۔

قلعہ بیر کے (۴) دروازے (۱) کھڑکی (۳۷) برج اور ہر ایک برج پر توپین اور حراقے رکھے ہوے تھے۔ اوس زمانہ مین ان آلات حرب کی سخت ضرورت بھی تھی۔ عادل شاہیون نے اس قلعہ کے تسخیر کے لئے مرتبہ عظیم الشان فوج روانہ کی تہی اون کا یہ قصد تھا کہ اس نظام شاہی قلعہ کو جو دو سلطنتون کے درمیانی سرحد پر واقع ہے مسمار کرکے دوسرے نظام شاہی پرگنات پر قابض ہوجائین۔ جب عادل شاہی فوج قلعہ کے محاصرہ پر صف آرا ہوتی اوسوقت قلعہ کے گولہ انداز فن آتشبازی کے وہ کمالات ظاہر کرتے تھے کہ محاصرین کی صفین الٹ جاتی تھین اور فوج کو میدان جنگ مین ثابت قدم رہنا مشکل ہوجاتا تھا۔ تاہم قلعہ باوجود اس قیامت خیز صدمون کے قلعہ کے اندر اطمینان کی نیند پڑے سوتے تھے کہ اون کے کان پر جون نہین رینگتی تھی۔ اس استحکام کی وجہ سے قلعہ فتح نہوسکا اور عادل شاہیون کی پرجوش تمنا دل کی دل ہی مین رہ گئی۔ مگر نیرنگی سپہر کے سامنے کس کا رنگ پائدار رہا ہے اوسکے قدرتی صدمون نے قلعہ کے کیل پرزے ڈھیلے کردئے۔

اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے پیش بین رائے سے یہ حکم دیا تہا کہ قلعہ بیر کا نام بوجہ

انہدام کے صفحہ روزگار سے مٹا جارہا ہے اس نام کے بقائے یادگار مین جدید قلعہ تعمیر کیا جائے۔ حاجی صدر شاہ نے فوراً اوس حکم کی تعمیل کی اور جدید قلعہ بنوایا۔ یہ قلعہ قدیم قلعہ کے ایک نشیبی حصہ مین بطور قلعہ ارک کے بنایا گیا تھا مگر وہ بھی تباہ کر دیا گیا قلعہ جدید پر کتبہ اس طرح کا نصب ہے۔

قلعہ جدید

بعہد شہنشاہ اورنگ زیب	کہ عالم پر از نور اسلام دین شد
کہ در صوبۂ خان فیروز جنگ	ز حاجی صدر شاہ خیر متین شد
یکے قلعہ و خندق و عیدگاہ	دیگر پورہ آباد غازی دین شد
ز کمتر غلامان حاجی حرمین	محمد شہ است آن کز و نظم این شد
ہمہ مصرع آخرین سال تعمیر	بدان قلعۂ بیر حصن الحصین شد

قلعہ جدید کے اندر جس قدر قدیم مکانات حوض نہرین عشرت محل بنے ہوئے تھے وہ سب تباہ ہوے اب جدید مکانات عہدہ داران ضلع نے بنوائی ہین انہین مکانون مین سرکاری کچہریان اور حکام ضلع رہا کرتے ہین قدیم عمارتون مین سے اس جدید قلعہ مین جان سپار خان کی مسجد۔ مسجد کہنہ۔ باروت کا کوٹہ یادگار باقی ہے اور اوسکا مشرقی دروازہ سنہ ۱۱۹۴ھ مین نواب شرف الدولہ بہادر نے بنوایا ہے۔ اور مسجد کہنہ کے متصل جو باؤلی ہے اوسکو بھی نواب ممدوح نے بنوائی تھی (بہرے خدا کردم سبیل) ۱۱۸۸ھ اوس کے بنائے تعمیر کی مادۂ تاریخ ہے۔

قلعہ بیر۔ اوس کے (۴) دروازے (۱) کھڑکی (۲۷) برج۔ ہر دروازے کا کتبہ

باب النظفر باب النظفر۔ قلعہ بیر کا پہلا دروازہ ہے۔ عموماً اوسکو توالی دروازہ بھی کہتے ہین یہ دروازہ جانب شرق واقع ہے اسکو توالی دروازہ اسلئے کہتے ہین کہ

اوس کے متصل امین کوتوالی کی کچہری ہے۔ اسکے ملحق ایک بڑا مستحکم ظفر برج ہے جسپر حسب ذیل کتبہ ہے۔

سلطان ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی بعد فتح ملک مارواڑ و رانا[1] بتعاقب البر باغی در سنہ ۲۵ بست و پنج بہ دکن نزول اجلال فرمودہ ملک بیجاپور و حیدرآباد و ادونی و قلعہ راہیری و ستارہ و پرنالہ و جنجی و غیرہ مفتوح ساختہ در سنہ ۴۶ چہل و شش کہ پس از فتح قلعہ کہیلنا کہ از محکم ترین قلاع دکن است متوجہ بودند صوبداری از بیجاپور تا حجستہ بنیاد بنام نامی نواب فلک جناب عمدۃ الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ متعلق داشت باہتمام احقر العباد حاجی صدر شاہ دنیابت عمدۃ الملک بہ بندوبست بیری پرداخت متصل برج شملہ در ماہ رمضان سنہ مذکور از جلوس میمنت مانوس مطابق ایک ہزار و یک صد و سیزدہ ہجری تعمیر یافت۔

یہ شملہ جس کے لئے یہ کتبہ نصب کرایا گیا تھا سنہ ۱۲۵۱ھ مین رود بینسرا کی طغیانی سے ٹوٹ گیا اور نیز جنوبی و شرقی شہر پناہ کی قدیم سنگ بست حصار جابجا شکستہ ہوگئی تھی جسکو امیر نواز جنگ بہادر نے از سر نو تعمیر و ترمیم کرکے حصار کے شرقی رخ پر حسب ذیل کتبہ نصب کرایا ہے۔

بتاریخ دوازدہم جمادی الاول سنہ ۱۲۵۱ھ رود بار قصبۂ بیر طغیانی نمودہ ہمہ حصار از پائے برد ہمدرین سنہ مذکور نواب فلک جنگ امیر نواز جنگ بہادر خلف الصدق دولہ خان مرحوم دام اقبالہ از سر نو حصار مرتب فرمودند مادۂ تاریخش اینست (سدے شدہ چون سد سکندر ایت)

۱۲ ۵۱ ھ

[1] رانا ہندی زبان مین اوسکو کہتے ہین جو راجہ کم ملک اور عاجز ہو ۱۲ تاریخ فرشتہ

باب النصر باب النصر۔ قلعہ بیر کا دوسرا دروازہ ہے۔ عموماً اسکو احمد نگر دروازہ یا راجوری دروازہ بھی کہتے ہین۔ یہ دروازہ جانب غرب واقع ہے۔ اسکو احمد نگر و راجوری دروازہ اسلئے کہتے ہین کہ احمد نگر اور موضع راجوری کا راستہ اسی دروازہ سے ہے اور اوپر حسب ذیل کتبہ ہے۔

در عہد خلافت خاقان خواقین زمین و زمان محمد شاہ پادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ شہامت وعالیمرتبت راو سلتانجی بنالکر جاگیردار پرگنہ بیر بتعمیر این احمد نگر دروازہ فرمود سنہ ۱۱۴۳ مطابق سنہ ۱۱۴۳ھ

اس دروازے کے محاذی زمانہ سابق کا سنگین پرکوٹ بنا ہوا تھا اور اوسمین زنگیان بنی ہوئین تھین سنہ ۱۳۰۱ھ کو ضلع بیر کے اول تعلقدار یوسف الدین کے عہد حکومت مین وہ پرکوٹ توڑ دیا گیا۔ جو قلعہ بیر کے گذشتہ عظمت کا منہ تھا۔

باب الفرح باب الفرح۔ قلعہ بیر کا تیسرا دروازہ ہے عموماً اوسکو کاغذی دروازہ بھی کہتے ہین یہ دروازہ جانب جنوب واقع ہے۔ اسکو کاغذی دروازہ اسلئے کہتے ہین کہ اس کے اطراف کاغذیون کے مکانات اور اون کے بڑے بڑے کارخانجات تھے۔ اس دروازہ کے اندر اور ایک دروازہ تھا اور باہر کے جانب پرکوٹ بنا ہوا تھا۔ قلعہ جات کے دروازے اور اون کے راستے موڑ توڑ مین جیسے ہوا کرتے ہین اس قسم سے اس دروازے کی حالت تھی اور دیکھنے والون کو اوس سے قلعہ بیر کا پورا تیقن ہوتا تھا وہ بھی تباہ ہو گیا۔

باب الفتح باب الفتح۔ قلعہ بیر کا چوتھا دروازہ ہے۔ عموماً اوسکو مالی دروازہ اور دہلی دروازہ بھی کہتے ہین۔ یہ دروازہ جانب شمال واقع ہے۔ اسکو مالی دروازہ اور دہلی دروازہ اس لئے کہتے ہین کہ اس کے اطراف مزارعین کے مکانات اور دہلی کا راستہ اسی دروازے سے ہے۔ اور اوسپر حسب ذیل کتبہ ہے۔

درعہد شاہ عالم پادشاہ غازی درزمان صوبہ داری نواب نظام الدولہ
میر نظام علیخان بہادر مطابق حکم عمدہ امراے نواب شرف الدولہ بہادر
باہتمام خان ذیشان علی محمد خان تعمیر دروازہ در ۱۱۸۷ھ یافتہ شدہ

کھڑکی کھڑکی۔ قلعہ بیر کے قدیم علامات سے رود بینسرا کے پہلو سے غرب مین بجانب شرق باقی ہے۔ اس کے ایجاد مین دو اصول ثابت کیے گئے ہین۔ اول یہ کہ زمانہ سابق مین عام دستور تھا کہ موقع مناسب پر جملہ شہر پناہ کے دروازے بند کئے جاتے تھے۔ اس غرض سے کہ مفسدین و سارقین و ڈاکوؤن کے قابو سے اہلیان شہر کو امن ملے۔ دوسرا یہ کہ بضرورت خاص وہی لوگ جو ساکنین شہر ہون اور جن کو اس کھڑکی سے آشنائی ہو ایاب و ذہاب سے اپنی ضرورتین طے کرین۔

بروج قلعہ قلعہ بیر کے (۳۷) برج تھے اور انکا مختلف نام تھا۔ اور ہر برج پر کتبے لگے ہوئے تھے تقادم زمانہ اور گذشتہ زمانے کے لڑائیون اور اتواپ ضرب زن کے صدمون اور رود بینسرا کے دوامی ٹکرون سے اکثر برج منہدم ہوگئے اور توپین ندی کی طغیانی سے بہگئین۔ اس لئے ہر ایک برج کا نام ہم بتا نہین سکتے منجملہ اون کے حال مین ایک فتح برج تباہ ہوگیا ہے۔ یہ برج قلعہ بیر کے مغربی رخ

فتح برج کے قریب جانب جنوب بڑا مستحکم اور پائیدار بنا ہوا تھا۔ زمانہ سابق فتح میدان توپ اوسپر رکھی ہوئی تھی اسوقت اوسکا پورا نقش مٹا دیا گیا ہے کچھ کچھ علامات باقی ہین اور عام زبانون پر اوسکا نام رہگیا ہے۔

دروازہ دہونڈا پورہ یہ دروازہ رود بینسرا کے کنارے جانب مشرق بنا ہوا ہے۔ اس دروازے کا باقی قصبۂ بیر کا دیسپانڈیہ ڈہونڈا جی کشن تہا۔ اسنے اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ مین قصبۂ بیر کے اندر جانب شمال اپنے نام سے ایک پورہ بسایا اور اوسکا

ڈہونڈا جی دیسپانڈیہ نام ڈہونڈا جی پورہ رکھا ڈہونڈا جی نے دروازہ مذکور کی تعمیر ۱۱۰۲ھ

مین کی اور نیز اوس کے پہلو مین ایک برج بنوا کر اوسپر حسب ذیل کتبہ نصب کرایا تھا۔

درزمان پادشاہ جہان پناہ ماحی فتن دنیوی محی سنن مصطفوی ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی کہ خدمت صوبہ داری ملک دکن بہ عمدۃ الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نیابت سرکار بیر بہ حاجی الحرمین الشریفین حاجی صدر شاہ بیگ بودہ بمعرفت دھونڈا جی ڈیسپانڈیہ عمارت برج ڈھونڈا پورہ در سنہ ۱۱۱۶ ھ مطابق سنہ ۴۹ جلوس والا صورت انجام یافت۔

پیمانہ رود بینسرا

یہ پیمانہ رود بینسرا کے اندر مچھلی کھڑک کے قریب ڈھونڈا پورے کے دروازے کے محاذی واقع ہے۔ عمق اوسکا ۸ فٹ اور عرض مدور ۲۲ فٹ گچ اور پتھر سے بنا ہوا ہے۔ اس کی قدامت قلعہ بیر کی تعمیر کے وقت کی پائی جاتی ہے۔ ریاضی کے جاننے والے دانشمندون نے رود بینسرا کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہوکر باشندگان قلعہ بیر کی نجات کا ایک مستقیم راہنما بنا دیا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ رود بینسرا کی طغیانی اوسپر سے گذر جائے تو شہر پناہ کے اندر پانی کی آمد اور مکانات کا انہدام مال و اسباب کا اتلاف اور بہت سے باشندگان بیر غرق آب ہو جائینگے ہر سال موسم طغیانی مین باشندگان قصبہ و پٹھہ کی عام نگاہین اس پیمانہ پر لگی رہتی ہین اور وہ نگہاندار طغیانی کے آثار و چڑاؤ کا موازنہ اسی پیمانہ کے لحاظ سے اچھی طرح کر سکتے ہین اون ریاضی دان عالمون نے اس پیمانہ کو کچھ ایسے اصول ہندسے سے تعمیر کیا ہے جس سے ہر نشیب و فراز کو پیمانہ کے ساتھ یکسان نسبت ہے اور جب طغیانی اپنے آنے والی موجون کے ساتھ ترقی کرتی ہوئی پیمانہ کے اوپر کے کنارے تک پہونچتی ہے اور ہر شہر کے اندر پانی پھیلتا ہوا نظر آتا ہے۔ پیمانے ڈوب جاتے ہین

تمام شہر مین شور وغل اور لوگون کے دلون مین ہیبت اترنے لگتی ہے بظاہر دیکھنے کے لئے یہ پیمانہ نظر مین نہین جتا اور اوس سے یہ قیاس نہین ہوسکتا کہ اوسکے اوپر سے پانی جائے تو شہر تباہ ہولیگا مگر اوس کے بنانے والون نے تمام ندی کا موازنہ کرکے ایک ایسے مقام پر بتایا ہے جس کا انتخاب کرنا انہین کے لئے سزاوار تھا۔ بارہا دیکھا گیا کہ بڑی بڑی طغیانیان آئین مگر اس پیمانہ کے دامن سے چاٹتی نکل گئین بہرحال اس پیمانہ کے بنانے والے ریاضی علم کا فطرتی جوہر رکھتے تھے۔

دارالضرب بہمنی

دارالضرب۔ ایک عربی لفظ ہے۔ لیکن ولایت مرہٹ مین اس فصیح بیان کا استعمال مرہٹواری کے عام محاورہ سے بالکل دشوار تھا اسلئے عموماً بجائے دارالضرب کے ٹکسال کہتے ہین۔ یہ دارالضرب یعنے ٹکسال شاہزادہ حسن خان کے زمانہ مین بنوایا گیا تھا مگر سلطنت بیدر کے پرزور اور پیہم حملون سے شاہزادہ حسن خان کے تمام تمدنی کارخانجات بہت جلد تباہ ہوگئے اور اونکا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ اگر ولایت بیر کو سلطنت بیدر کے حریف مقابل کا ہمسایہ نہ ہوتا تو شاہزادہ ولایت بیر کی سلطنت کو وہ کر دکھاتا جو آج ہم بڑے بڑے شہرون اور اون کے کارخانون اور عمدہ عمارات قدیمہ کو دیکھ رہے ہین۔ اس زمانہ مین دارالضرب کے بجائے پرضلع بیر کا دارالشفا مقرر پایا ہے۔ اس دارالشفا کی

شفاخانہ ضلع بیڑ

تعمیر ۱۲۹۲ھ مین ہوئی اور ۱۲۹۶ھ مین وہان پر مطب سرکاری کھولا گیا۔ دارالشفا کے بناتے وقت یہان صرف ایک میدان تھا گولی لوگ رہا کرتے تھے۔ جب اوسکی تعمیر آغاز ہوئی وہان سے لوگ نکالے گئے اور وضع اس دارالشفا کی بالکل شفاخانجات انگریزی کے طور پر ہے۔ اس شفاخانہ کے بنانے سے پہلے ڈاکٹر خانہ مولف ہذا کے ایک پرانے مکان مین تھا مریضون کو اوسمین سخت تکلیف رہا کرتی تھی۔

اس شفاخانے سے مریضون کو بے انتہا آرام ہوگیا ہے ۔

مدفن افواج بہمنی

سنہ ۸۶۳ھ مین شاہزادہ حسن خان بہمنی والے ولایت بیرار اوس کے بھائی ہمایون شاہ ظالم والی ولایت بیدر کے باہم خانقاہ مذکور الصدر کے میدان مین سخت لڑائی ہوئی تھی اس جنگ مین ہزارون ہی کے تخمین سے فوج تہ تیغ ہوئی اور بڑے بڑے افاسر و سلحدار مارے گئے میدان جنگ مین کہان کی تجہیز و تکفین جنگی قواعد کے موافق روضہ شاہ کوچک ولی قدس سرہ کے شارع عام سے جانب جنوب متصل نالہ ایک عمیق گڑہا کہدوایا گیا اوسمین اس جنگ کے تمام مقتولون کی خاک وخون آلود نعشین ڈالدی گئین اور اوسپر ظاہرہ علامت کیلئے سنگین لحد بنوادیے گئے ۔ اوس زمانہ سے آجتک یہ مدفن گنج شہیدان کے لقب سے عموماً مشہور و معروف ہے اس لحد کے اطراف صدہا سال کے پرانے قبور ابتک موجود ہین ۔ یہانکے قبرستان حضرت شاہ کوچک ولی قدس سرہ کے راستے مین بہت بیڈہب حائل تھے لوگ بڑی تکلیف سے درگاہ کو جاتے تھے اندہیری راتون مین اس طرف کا جانا بڑا دشوار تھا قبرون کے سرانے کے پتہر ایسے معلوم ہوتے تھے گویا تختہ زمین پر سنگین میخین گڑی ہوئین ہین ۔ ایام اعراس و اعیاد مین لوگون کو زیادہ تر اس راستے مین زحمت اٹھانا پڑتا تھا ۔ اسلئے ضلع بیر کے اول تعلقدار جیون جی رتن جی نے اوس راستے کی ترمیم و درستگی و کشادگی کی فکر کی مگر وہ بطور خود امور مذہبی مین کیا کرسکتے تھے ناگزیر انکو مسئلہ شرعی کی تلاش ہوئی آخر شرعی مسئلہ حاصل کرکے سنہ ۱۲۸۰ھ مین اوس پرانے قبرستان کے وسطی حصہ مین سے قبور توڑکر سڑک قایم کردی جس سے مردمین آسایش حاصل قبور توڑنیکا شرعی مسئلہ ہوگئی ہے ۔ ہم نے بھی اوس مسئلہ شرعی کو بحرالرایق مین دیکھا ہے

اوسمین یہ لکھنا ہے کہ اگر کوئی میت خاک ہوگئی ہو تو بجائے اوس میت کے دوسری میت کو دفن کرسکتے ہین (فی البتین لو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ انتہی کلام البحر الرایق) غالبًا تعلقدار صاحب نے اسی بنا پر مسلمانون کی پرانی قبرستان آسایش مسلمانون کے لئے تڑوایا ہے۔

مدفن افواج نظام شاہی

نظام شاہیون کے زمانہ مین کئی بار بیجاپوریون نے قصبۂ بیر پر آکر حملہ کئے اوران دونون سلطنت کے فوجیون مین شمشیر آزمائی ہوئی۔ قلعہ بیر ایک مدت سے نظام شاہیون کے قبضہ مین تھا اور اکثر نظام شاہی فوج کے افاسر اس قلعہ مین رہا کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ اتفاقًا رومی خان اور اوسکا بھائی سرور خان یہ دونون قلعہ بیر مین آئے ہوئے تھے اور دفعتًا بیجاپوریون کی فوج اوس کے افاسرون نے قلعہ بیر کا محاصرہ کیا رومی خان اور سرور خان دونون بھائی کئی بہادرون کے ساتھ قلعہ سے باہر نکل آئے اور بیجاپوریون کا مقابلہ کیا اون کے جنگی محاربہ مین سینہ سپر ہوتے ہوے رودکرپہ تک پہونچے۔ اس وسیع میدان مین شجاعت اور تہور اور ضرب شمشیر اور نیزہ بازی کے جوہر دکھاتے ہوے مارے گئے۔ جو لوگ ان کے خون ریز تلوارون سے زخمی ہوے تھے اون کی پریشان ارواحین اپنے نازک اندام کو میدان جنگ کے خون آلود خاکپر مرغ بسمل کی طرح تڑپا کر نکل گئین۔ غریب بیجاپوریون کے مقتولون کا کون ہمدرد ہوسکتا تھا اونکی نعشین کتون کو لون کے نذر ہوئین نظام شاہی فوج کی نعشین میدان جنگ سے چن چن کر ایک جا جمع کیگئین اور پھر گڑھا کھدوا کر اوسے میدان مین دفن کردی گئین۔ اون کے علامت مدفن کیلئے سرہانے پر پتھر کا ستون نصب کردیا گیا چنانچہ ابتک وہ ستون رنکھم کے لقب سے عموماً مشہور ومعروف ہے۔

رن کہم یہ رنکھم ایک مستطیل پتھر ہے۔ اوسپر خط عربی کچھ لکھا ہوا ہے۔ لیکن آمیزش الفاظ سے صاف پڑھا نہین جاتا ورنہ ہم اس کتبہ سے اپنی تاریخ مین بڑی مدد لیتے۔ سلتانجی بنالکر جاگیردار پرگنہ بیر کو یہ خبط ہوگیا تھا کہ اس رن کہم کے نیچے دفینہ ہوگا اس مالیخولیہ نے اسکو اسیا مضطر بنایا کہ اوس نے قدیم نصب کئے ہوئے رنکھم کو اکھڑوادیا اور دفینہ کی تلاش مین مقام مدفن کو پریشان نظرون سے دیکھہ رہا تھا اس بوسیدہ اور پرانے مدفن مین سوائے گلے ہوئے استخوان کے اور کیا تھا۔ سلتانجی کو خجالت کے ساتھ واپس ہونا پڑا۔ چند روز کے بعد وہ ستون اپنا آپ طول مین سے شق ہوگیا۔ چنانچہ اسوقت اس ستون کے وہ دونون حصے اوس مدفن کے قریب شارع عام کے جنوبی و شمالی پہلو مین نصب کئے ہوئے موجود ہین۔

رومی خان و سرور خان چونکہ بڑے معزز اور نامی افسر تھے اسلئے ان دونونکی نعشین میدان جنگ سے اٹھاکر حضرت شاہ کوچک ولی قدس سرہ کے جوار رحمت مین دفنائے گئے سرور خان کا مرقد تو کسیقدر چھوٹا سا ہے لیکن رومی خان کا مرقد بہت ہی متین اور اوس کی گذشتہ عظمت کا قابل قدر یادگار ہے مرقد کا چبوترہ مابین شرق و غرب طولاً (۶۷) ہاتھ اور عرضاً مابین جنوب و شمال ۴۴ ہاتھ ہے۔ چبوترہ زمین سے ۴ ہاتھ اونچا اور کعبین کا ارتفاع ۱۲ ہاتھ ہے کم نہین ہے۔

مرقد رومی خان و سرور خان

رومی خان کے مرقد کے بڑے چبوترے پر اوس کے پائین سے ملحق (۶۰) زنانی قبرون کے مسلسل قبور بنے ہوئے ہین اور اون ہر ایک کی قبر مختلف حربون کے علامات کندہ کئے ہوئے تھے اس کے نسبت مشہور روایت ہے کہ وہ تمام ترکنیان رومی خان و سرور خان کے علاقہ کی تھین ان دونون بھائیون کے مارے جانے کے بعد بیجاپوری مقتولون کے ورثہ اپنے ہلاک شدہ مورثون کے انتقامی جوش مین رومی خان و سرور خان کے حرم سرا مین گھس گئے اور اون کا یہ

ساٹھہ سہیلونکی بہادری اور اونکا قتل

قصد تھا کہ اپنے بے رحم ہاتھون سے اون کے ناموس کو تباہ کرین - یہ دلاور عورتین پہلے ہی ردی خان و سرور خان کے غم مین خون جگر پیتے ہوے بیٹھی تہین مخالفون کو دیکھتے ہی ہتیار سنبھالین اور اون سے وہ مقابلہ کیا جو اچھے جوانمردون سے ہونا مشکل تھا آخر مخالفون کو اون پر دو لحاظ سے ایک مردیت دوسری زیادتی تعداد - غالب آجانا کون دشوار امر تھا - ان ظالمون نے ناکردہ گناہ عورتون کو مختلف ہتیارون سے مار ڈالا جو عورت جس ہتیار سے ماری گئی تھی اوسکی قبر پر اوسی ہتیار کا نمونہ کندہ کرایا گیا تھا آجتک عموماً یہ قبور ۶ سہیلون کے ساتھ اشارہ کئے جاتے ہین - العلم عند اللہ -

خزانہ باؤلی تعمیر ۹۹۱ھ

یہ باؤلی قصبۂ بیر سے ۳ میل کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے - اس باؤلی کو قصبۂ بیر کے جاگیردار اور احمد نگر کے وکیل السلطنت صلابت خان نے ۹۹۱ھ مین بنوایا ہے - یہ باؤلی پختہ اور سنگ بست مدور ہے - اس کے دو دائرے ہین - دائرہ اول بلند ہے اور دوسرا دائرہ ارتفاع مین بہت چھوٹا ہے لیکن اس دائرہ دوم مین تین دہنے ہین ایک دہنے مین سے پانی کی آمد ہے اور اوسمین جا بجا آمد آب کی جھیلین ہین - دہنۂ شمالی سے قصبۂ بیر کے طرف نچتہ نہر لائی گئی ہے - لیکن منجملہ اون تین دہنون کے ایک دہنہ کا حال معلوم نہین ہوتا کہ وہ کس مصلحت سے بنایا گیا - اس باؤلی کی صنعت بھی عجائبات عالم سے ہے - بڑی سے بڑی صنعت اسمین یہ ہے کہ آج تقریباً ۳۲۰ سال ہوتے ہین کسی کو اس بات کی خبر نہ ملی کہ اسمین پانی کہان سے لایا گیا اور کس ترکیب سے لایا گیا - قیاس اس امر کا مقتضی ہوتا ہے کہ قبل تیاری خزانہ باؤلی یہ ایک پرزور چشمہ آب قدیم کا ہوگا یا خود اوس جاگیردار نے بنایا ہوگا جس سے پانی کی آمد ناقابل روک تہام ہوگئی تھی تو دولتمندی کے زور سے اوس نے اوسکو عجائبات دنیا سے

ایک عجیب وغریب قابل یادگار بنا کر چھوڑ گیا - جو آج ہمارے سامنے ایک حیرت انگیز عجیب وغریب نمونہ آثار سلف پیش نظر ہے - شمالی دہنہ قصبۂ بیر کے اراضی حصہ جنوبی کو سرسبز اور شاداب کرتا ہے اور ان اراضی حصہ جنوبی کا نام (برگ زار) ہے اس دہنے کی تفصیلی حالت یہ ہے کہ خزانۂ باؤلی سے جانب شمال قصبہ بیر کے طرف ایک پختہ سنگ بستہ نہر باندھکر پانی لے گیا ہے - اگر معمولی قیاس سے کام لیا جاے تو ایک حیرت ہوتی ہے - کہ نشیب و فراز مین گو کیسے طے کیا ہوگا - اسلئے کہ خزانہ باؤلی کی زمین اور اوسکی نسبتی سطح سے سطح عمقی اوس برگ زار (اراضی حصہ جنوبی قصبۂ بیر) کی سطح اراضی کس طرح ہموار اور درجہ مساوات کو نہین پہونچتی - مگر از روے قواعد انجنیری یہ امر اتنا عجوبہ روزگار سے نہین ہے جتنا کہ یہ امر عجائبات ترین سے ہے کہ رود بینسر اجیسی پرزور شور ندی کے تلے سے اس نہر کو اندر اندر لے گیا ہے اور اوس ندی کے مشہور و خطرناک طغیانیون سے اوسپر کچھ صدمہ نہ پہونچا خزانہ باؤلی سے برگ زار تک جو نہر پختہ سطح زمین سے ملی ہوئی چلی گئی ہے اوسمین جابجا نہر کا مونہہ اوپر سے کھولتا ہوا چلا گیا ہے جسکو خاص قصبۂ بیر کے باشندے (اساوی) کہتے ہین اون اساویون سے دیکھا جاوے تو نہر کا پانی کہین (۱۰) ہاتھ کہین (۱۲) ہاتھ نیچے بہتا ہوا نظر آتا ہے - غرض کہ فن انجنیری معلومات سے حیرت انگیز طریقہ پر اونچا کرتا ہوا بھا لے گیا ہے اور سطح زمین کے برابر اس نہر کو لاکر ختم کردیا ہے - آگے معمولی زمین پر سے ہوتا ہوا نشیب مین جانب بیر پانی بہتا چلا گیا ہے اور اس نہر سے زمانہ سابق مین قصبۂ بیر کے اندر حوض کاذیر مین پانی آتا تھا - اور اوس آب کی پختہ نہر بند ہی ہوئی تھی لوگ کہتے ہین کہ اس باؤلی کی نہر زمین مین سے احمدنگر کو گئی ہے مگر ہم اسکا یقین نہین کرسکتے اگر یہ بیان درحقیقت صحیح ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ صلابت خان بڑا فراغ حوصلہ تھا جس نے اپنے بادشاہ کی خدمت مین یہ عجیب وغریب تحفہ (قصبہ بیر کا پانی بذریعہ نہر)

پیش کیا ہے - امرائے ذی دول ایسے ہوا کرتے ہین بطور نقل یہ روایت مشہور ہے کہ ایک درویش سیاح پھرتے پھرتے اتفاقاً خزانہ باؤلی پر پہونچے پیاس کی ضرورت سے اندر اترے اپنا عزیز ہمدم سونٹا بازو رکھے ہوے تھے اس باؤلی مین گرا اوس سونٹے سے بالکل مایوس ہوکر باہر نکل آئے اور حسب عادت سفر کرتے ہوے کہین احمد نگر کے طرف چل نکلے وہان پر کسی تالاب مین اونکا وہ سونٹا بہتا ہوا تیرتا نظر آیا اوسکو انہون نے لیلیا اور کہا کہ یہ وہی سونٹا ہے جو بیر کے خزانہ باؤلی مین گرا تھا - واللہ اعلم بالصواب -

اس باؤلی کے سنگین تہرون مین ایک کتبہ تھا اور اوسپر یہ لکھا ہوا تھا کہ اس باغ کی امرائی عام غربا پر وقف ہے - مگر ہم نے اوس کتبہ کی بہت تلاش کی لیکن ہمدست نہ ہوسکا مولوی سید یوسف الدین صاحب تعلقدار ضلع بیر نے کمال نیک نیتی سے بزعم خود اس نہر کے دوامی بقا اور افزونی آب کے خیال سے رود بینسرا کے شمالی کنارے پر جو نہر کا مونہہ کہلاتا ہے اوس کھلے ہوے مونہہ کو توڑ کر ندی کا پانی نہر مین لینے کی فکر کی مگر افسوس کہ اون کے فکر کا نتیجہ بالکل برعکس ہوا ندی کی طغیانی سے کیچڑ تہر نہر مین آکر اسقدر بھر گئی کہ (۳۲۵) برس کی مدت مین اتنک کبھی ایسی خراب حالت نہین ہوئی تھی - اگر ندی کے پانی کو اس نہر مین ملا دینا قرین مصلحت ہوتا تو صلابت خان سا عقیل و دولتمند اور آزاد رائے بانی نہر کیون اس بدیہی فائدہ سے درگزر کرتا متقدمین کے بنائی ہوے عمارات کو ہرگز اپنے اصول رائے سے ترمیم یا تعمیر نہ کرنا چاہیے اونکی شکست و ریخت کی ترمیم اوسی اصول پر کرنا چاہیئے جس طرح اوس کی حالت ہے ورنہ آثار قدیمہ کے تلف ہوجانے کا اندیشہ پیدا ہوجاتا ہے - اور جو آثار قدیم تلف ہوجاتے ہین اون کے نسبت لوگ غیر قرین قیاس قصے کہانیون کی طرح تذکرے کرنے لگتے ہین - خدا نے اس باؤلی کو ابتک اپنی اصلی حالت پر محفوظ رکھا ہے آئندہ بھی خدا اوسکو محفوظ رکھے اور آنے والے شائقین اس عجیب و غریب باؤلی کو دیکھین -

کاریز۔ تعمیر ۹۹۱ھ

یہ کاریز قصبۂ بیر کے اندر جانب غرب احمد نگر دروازے کے قریب واقع ہے۔ خزانہ باؤلی کے ضمن مین جس کاریز کا حوالہ دیا گیا ہے وہ یہی کاریز ہے۔ اسکا بانی وہی صلابت خان تھا جس نے خزانہ باولی بنوایا ہے۔ زمانہ سابق مین خزانہ باؤلی کے نہر سے ہمیشہ لبریز رہا کرتا تھا۔ اسکو عموماً کارنجہ کہتے ہین۔ یہ ایک سنگین حوض ہے جو ہشت پہلو بنا ہوا ہے۔ اوسمین ایک گلدستہ بھی قایم اور موجود ہے۔ اگر اسکی ترمیم کیجاوے تو حیدرآباد کے گلزار حوض سے زیادہ خوشنما نظر آئے گا۔

پیر معاملہ

عموماً اس مقام کو (پیر معاملہ) کہتے ہین۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین چنیا ؤتی کے عمال اسی سمت مین رہتے اور مالگزاری وجمعبندی کا انتظام کیا کرتی تھی۔ مگر در اصل قصہ اور ہے وہ یہ ہے کہ زمانہ سابق مین قادریہ طریق کے دو مسافر درویش ایک احمد شاہ دوسرے طبیب شاہ سیاحت کرتے ہوے یہان پر فروکش ہوے۔ شبانہ روز اونمین مراتب سلوک ومسائل طریقت کی بحثین ہوا کرتی تہین۔ ایک دوسرے کو نتیجہ بحث مین (پیر) معاملہ نازک ہے کہہ کر خاموش ہوجاتے تھے آخر اون دونون کا اسی اسرار پر خاتمہ ہوگیا اور وہ دونون حضرات اوسی مقام مین دفن کئے گئے اونکے بعد بھی کئی روز تک یہ مقام اسی لقب سے پکارا گیا۔ یہ مقام قصبۂ بیر کے باہر (بڑ) محلہ کے قریب ایک بلند محصور چبوترے پر واقع ہے۔

رواق صف شکن خان تعمیر ۱۰۳۹ھ

اس رواق کو عموماً کمانی دروازہ کہتے ہین۔ صف شکن مرید شاہجہان آباد دہلی نے ۱۰۳۹ھ مین بنوایا ہے یہ رواق بڑی مستحکم اور پائیدار اور اسکے گذشتہ عظمت کا

یادگار ہے۔ اس رواق کے مشرقی رخ پر اس طرح کتبہ ہے۔ (بانی این رواق چرخ نشان بوصف شکن خان مرید شاہجہان) ضلع بیر کے اول تعلقدار شاہ پورجی جیون جی صاحب نے اوسکی ترمیم کروائے اگر وہ اوسکی ترمیم نہ کراتے تو ابتک بہت بڑا حصہ تباہ ہوجاتا۔ تعلقدار صاحب نے اس رواق کے مغربی رخ پر اس طرح کندہ کروایا ہے (در سنہ ۱۲۹۱ھ ترمیم یافت) یہ رواق قصبۂ بیر کے اندر وسط آبادی مین مولف ہذا کے مکان سے ملحق واقع ہے

سرا۔ تعمیر سنہ ۱۰۸۵ھ

گو اسوقت سرا کی اصلی حالت باقی نہین رہی۔ تاہم اوسکے کچھ آثار باقی ہین۔ اس کو محمد ایرج خان نے سنہ ۱۰۸۵ھ مین بنوایا تھا۔ اور نیز اوس کے اطراف ایک باغ آراستہ کیا تھا۔ سنہ ۱۰۸۶ھ مین ایرج خان نے اپنے نواسے میر محمد ہمایون کو اس سرا کا متولی مقرر کرکے (۱۵۰) بیگہ زمین اس شرط پر عطا کیا کہ سرا کی شکست وریخت کی ترمیم کرتا رہے فرمان سلطانی کے ذریعہ سے (۲۷۰) بیگے زمین یہان کے متولی کو عطا ہوئی تھی۔ چنانچہ ابتک (۴۲۰) بیگے زمین اس سرا کے لئے مقرر وجاری ہے۔ خانقاہ مذکور الصدر بھی اسی عطیہ زمین مین داخل ہے۔ سنہ ۱۲۳۰ھ تک یہ سرا آباد رہی۔ اکثر مترددین ومسافرین اطراف ملک سے آکر یہان عارضی قیام کیا کرتے تھے۔ اونکو یہان سے کچھ کھانا بھی ملجاتا تھا سنہ ۱۲۳۳ھ مین اسکی آبادی مین زوال آیا۔ متولیون کی غفلت سے زمین زراعت قابل کشت کار زہی قدرتی کامون مین کون کیا کرسکتا ہے آخر اون متولیون نے اس عطیہ زمین کا بہت بڑا حصہ لوگون کے ہاتھ پر رہن کردیا اور شاہی اسانید بھی رہندارون کے پاس منتقل ہوگئے۔ اب مردہ پڑی ہوئی سرا کا زندہ ہونا بہت دشوار ہے۔ کسی زمانہ مین یہ سرا منتخب آباد شہرون کے سراؤن کے مقابلہ مین یکتا شمار کیجاتی تھی دور دراز شہرون کے مسافرون کے لئے کفالت گاہ بنی ہوئی تھی۔ یہ سرا خانقاہ مذکور الصدر کے قریب واقع ہے۔

مرقد حمیدہ بانو

مساۃ حمیدہ بانو۔ ایرج خان کے علاقہ کی ایک نیک نہاد خوش اعتقاد عورت تھی اوس کے مرنیکے بعد اوس کے متمول ورثہ نے بڑے کروفر کے ساتھ دفن کیا۔ اور اوسکا مرقد بہت ہی خوشنما اور مشین بنوایا (۳) بیگھے زمین اس مرقد کے لئے مقرر ہے کسی زمانہ مین یہان کا عرس بڑا پر تکلف اور اوس مین بیگھے زمین مین چمن آرائی ہوا کرتی تھی اور اوس چمن کے اندر یہ مرقد اور اوسپر کا کاشانے غلاف بہت خوشنما نظر آتا تھا۔ ایام عرس مین یہان کی گل گشتگی اور حوض خانقاہ کی پر فزا اور دل آویز لبریزی عجب سمان دکھاتی تھی۔ یہ مرقد خانقاہ مذکور الصدر سے ملحق جانب شمال واقع ہے۔

غازی الدین نگر۔ بنائے آبادی ۱۱۱۴ھ

اگرچہ یہ مقام بظاہر غازی پورے[1] سے مشہور ہے لیکن در اصل حاجی صدر شاہ نے اپنے آقا دلی نعمت اور ہمارے اعلی حضرت میر محبوب علیخان پادشاہ دکن کے جد اعلی غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے نام سے ۱۱۱۴ھ مین آباد کیا تھا۔ یہ پورہ گویا ایک نئی بستی تھی کہ جسمین صدہا انسان اور ہر قسم کے اہل حرفہ رہا کرتے تھے۔ آبادی کے اطراف شہر پناہ گھری ہوئی تھی اور اوسمین بڑے بڑے شاندار دروازے لگے ہوے تھے۔ چنانچہ ابتک وہان کے قدیم عمارتون۔ مکانات کے آثار موجود ہین۔ جنوبی و شمالی کمانین اس پورے کے گذشتہ عظمت کی گواہی دے رہے ہین ان کمانون پر حسب ذیل کتبہ ہے۔ لیکن یہ پورہ ۱۱۸۰ھ کے قحط مین اجڑ گیا۔ یہ پورہ قصبۂ بیر کے باہر عیدگاہ کے قریب آباد تھا۔

---

[1] غازی پورے مین ایک مٹہ بنا ہوا ہے جو نہایت مستحکم اور اوسپر اس طرح کتبہ ہے۔ (گردہ مورتی گرہ لنگ آیا سکے سولہ سو اونسٹھ بنگل سونت سری مٹہ غازی نگر۔ موتی کانتہ بگی)

در عہد خلافت پادشاہ دین پناہ ابو المظفر محی الدین محمدؒ اورنگ زیب عالمگیر غازی وصوبہ داری وفوجداری نواب عالیجناب عمدۃ الملک غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ ازدار الظفر بیجاپور تاجستہ بنیاد باہتمام حاجی الحرمین الشریفین حاجی صدر شاہ بیگ نائب فوجداری واتفاق سدھوجی دیسمکھ ودٹھونڈاجی دیسپانڈیہ وسنبھوسیٹھ ابن بال سیٹھ این پورۂ مبارک غازی الدین نگر در قصبۂ بیر بنا نمودہ صورت اتمام داد سنہ ۴۷ جلوس۔

مقبرۂ خان عالیشان محمدؐ مومن خان

محمدؐ مومن خان پرگنہ بیر کا جاگیردار تھا اس نے اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ مین عالمگیر سے یہ معروضہ کیا تھا کہ قصبۂ بیر کے دہلی دروازہ وکاغذی دروازہ کے قریب افتادہ جائے ہے اگر حکم ہو تو آباد کراتا ہون۔ صلابت خان نے آباد کرنے کا حکم اپنی مہر سے مزین کر دیا مومن خان نے اون دونون دروازون کے قریب جائین محدود کر کے یہ قید لگا دی کہ قلعہ شہر کی حصار جہانتک ٹوٹ گئی ہے اپنے اپنے مکان کے حدود تک پختہ بنوا کر مکانات تعمیر کرین اس حکم سے قلعہ شہر مین بڑے بڑے مکانات بنوائے گئے یہانتک کہ برابر بجائے ملنا دشوار ہو گیا تھا اس کے بعد مومن خان نے اپنے لئے کاغذی دروازے کے قریب حصار قلعہ شہر سے ملحق سنہ ۱۱ فصلی یا ہجری مین ایک مقبرہ اور مسجد اور باغ بہت ہی عمدہ آراستہ کیا تھا منجملہ اون کے صرف مقبرہ قایم ہے جو مومن خان کے مقبرے سے مشہور ہے۔

بارہ دری۔ تعمیر سنہ ۱۱۴۲ھ

سلطانجی بنا لکرنہ صرف اقبال دولت کا پتلہ تھا بلکہ اوس کی طبیعت فطرتی نزاکتون سے بہت آراستہ تھی۔ ایسے نازک طبائع شدت گرمی کی برداشت کہان کر سکتے تھے انہین

ٹہنڈی نہنڈی سرد ابون کے مزا ہونی چاہئے۔ سلطانجی نے پہلے سلطان باغ آراستہ کیا اور اپنے خاص اور آرام اور فرحت کے لئے ۱۱۴۲ھ مین بارہ دری بنوایا۔ یہ بارہ دری قصبۂ بیر کے باہر جانب شمال بہت مستحکم اور دل چسپ اور فرحت افزاے اسوقت اس بارہ دری مین ناظم صاحب عدالت دیوانی ضلع بیر قیام پذیر ہین اور عدالت و اجلاس کی کرسی وہین رکھی ہوئی ہے۔

مقبرۂ مہر النسا بیگم تعمیر ۱۲۰۴ھ

یہ مقبرہ قصبۂ بیر کے اندر بندیل پورے کے متصل کٹکر پورے مین واقع ہے اسکی تعمیر ۱۲۰۴ھ مین ہوئی تھی۔ اسکے بنانے کے واسطے دور دراز شہرون کے بڑے بڑے مشہور کاریگر اور صناع بلائے گئے تھے۔ مقبرہ گچ اور اینٹ سے بنایا گیا تھا اوسپر گل کاری کا نقش و نگار ایسے خوشنما کیا گیا تھا کہ آنکھون مین دیکھنے سے اوسکے نور آتا تھا۔ کہتے ہین کہ یہ مقبرہ خسرو بیگ جمعدار کے علاقہ کا تھا۔ اب یہ مقبرہ نہایت ابتر حالت مین ہے۔ اس مقبرے کے قریب میر نظام الدین کے بیٹے میر ابراہیم ماژندرانی کا مرقد ہے اور اونکا انتقال ۱۱۲۶ھ مین ہوا۔ لوگ کہتے ہین کہ شاہ عالم بہادر پادشاہ کے معزز امیرون مین سے تھے۔ اون کے اس مرقد کے قریب ایک وسیع قبرستان ہے۔ اس قبرستان مین ایک بہت بڑی باولی تھی اوسپر کتبہ بھی تھا جب یہ باولی منہدم ہوئی اوسمین وہ کتبہ بھی دبگیا۔ کاش ہمکو وہ کتبہ نظر آجاتا تو میر ماژندرانی کی حالت ہم اچھی طرح بیان کرتے۔

مرقد میر ابراہیم ماژندرانی

اس مرقد کے علاوہ قصبۂ بیر مین پرانے مقابر اور مرقد بے شمار تھے بہت سے تباہ ہوگئے اور روز بروز ہوے جارہے ہین اور صدہا قدیم کتبے خاک مین مل گئے اب ہم اونکی کہان سے تلاش کرسکتے ہین تاہم جسقدر تلاش کی گئی اور جو کچھ دستیاب ہوا وہ ناظرین کے پیش نظر کیا گیا۔ محلہ بنجارگلی مین بسالت جاہ کا مرقد ہے

مرقد بسالت جاہ

یہ صاحب قصبۂ رسولی ضلع لکھنؤ کے رہنے والے اور قصبۂ بیر مین کئی گھوڑون کے جمعدار تھے ان کے مرقد پر بھی ایک کتبہ ہے جسکو ہم ذیل مین بجنسہ نقل کرتے ہین

شد بدار البقا بالست جاہ	بود ہزار و دو صد نہ پنجاہ
چونکہ تعمیر یافت این مرقد	شصت و یک بود بر ہزار و دو صد
اخوی او نمود این تعمیر	شیخ بندہ[1] علی امیر کبیر

وفات ۱۲۵۹ھ
تعمیر ۱۲۶۱ھ

منو شاہ طبقاتی کے تکیہ مین بھی ایک بہت بڑا شاندار مقبرہ بنا ہوا ہے - اس مقبرے کے اندر شیخ رمضان علی قدوائی کی قبر ہے شیخ رمضان علیخان صاحب مرحوم قصبۂ رسولی ضلع لکھنؤ کے رہنے والے شیخ قطب بن شیخ غلام محمد کے بیٹے تھے - ہمارے سرکار نظام سے اونکو منصب کی تنخواہ ملا کرتی تھی - اونکا انتقال سنہ ۱۲۸۲ھ مین ہوا اون کے حقیقی بہتیجے اور داماد شیخ عبد العلی صاحب منصبدار نے سنہ ۱۲۸۴ھ مین اونکا یہ مقبرہ بنوایا ہے جو قابل دید ہے -

مقبرہ شیخ رمضان علی قدوائی

گنبد قدم رسول صلعم

یہ گنبد بابو شاہ طبقاتی کے جوڑوین گنبد کے قریب ایک پر فضا اور دلچسپ مقام پر بنا ہوا ہے اس کے بانی کا نام تو صحیح معلوم نہ ہو سکا البتہ اوسکی قدامت کا اندازہ دو سو سال کا ہو سکتا ہے - اس گنبد کے اندر ایک پتھر ہے - جسپر (قدم) کی شکل کندہ کرائے گئی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت رسالت مآب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قدم مبارک ہے - اور اس مقدس اور مطہر اضافت کی وجہ سے ہر سال ربیع الاول کے مہینے مین لوگ اعتقاداً اوسکی زیارت کرتے ہین اور اس پتھر کے غسل دے ہوے پانی کو تبرک سمجھکر پیتے ہین - ہمکو اس قدم رسول صلعم کے صحت مین بیشک تامل ہی اسلئے کہ اسکی

[1] شیخ بندہ علی صاحب مرحوم کی وفات سنہ ۱۲۷۱ھ مین ہوئی (داخل بخلد) مادۂ تاریخ ہے ۱۲

تعظیم کے نسبت نہ انکار کرتے ہین نہ اقرار۔ زائرین آثار قدیمہ کو لازم ہے
آثار مقدسہ اور اوسکے کہ جب کسی خاص آثار کے نسبت یہ دعوی کیا جاے کہ یہہ
تعظیم کا شرعی مسئلہ آنحضرت کے آثار ہین تو اول اس بات کو یقین حاصل کرنا
چاہیئے کہ یہ آثار فی الواقع حضرت کے آثار ہین یا دوسرے شخص کے اگر بروایت صحیح
اوس مقدس آثار کا وجود آنحضرت کے طرف ثابت ہو جائے تو بلاشبہ اوسکی تعظیم
صحابہ کرام کے طریقہ کے بموجب کرنی چاہیئے جو راس الایمان اور یہی جان نثاری
اسلام کی علامت ہے۔ اگر کسی مخالف مذہب کو عار آتا ہو تو آیا کرے۔ البتہ وہ
آثار جو طمعاً بنا دئے گئے ہین اور ایسے بنا دئے جانیکا پورا یقین ہو جائے تو اس کی
تعظیم ہرگز درست نہین اگر اوسکی تعظیم کیجاوے گی تو گویا رسول اللہ کی تعظیم کی اور اوسنے
اوسکو بمنزلہ آنحضرت کے سمجھا خدا اس جہالت سے بچائے۔ اور جب کسی آثار کے
صحت و عدم صحت کا یقین ہی نہ ہو تو قبل تحقیق اوسکا انکار نہ کرنا چاہیئے بلکہ اس موقع پر
سکوت اختیار کرنا لازم ہے۔ ہم بھی اسی مسئلہ کو نہایت عمدہ احتیاط کا مقتضا سمجھتے ہین
ہمارے اس مسئلہ کی نسبت جسقدر احادیث گذرے اون سب کا مآل یہی تھا جو
ہم نے بیان کیا ہے۔

امیر بنگلہ تعمیر سنہ ۱۲۵۵ھ

سنہ ۱۲۵۵ھ مین نواب امیر نواز جنگ بہادر نے اس بنگلہ کو تفریح مزاج کے لئے
بنوائے تھے پندرہ پندرہ دن اس بنگلے مین جنگل کی سیر دیکھنے کے لئے ٹھیرے
رہتے۔ لالٹرہانڈی فانوس اس شبستان عیش مین راتون کو روشن ہوا کرتے اور
ہمیشہ نہایت مکلف فرش بچھا رہتا تھا۔ کوئی خاص مغنی اس بنگلے کی زیب و زینت
تھے۔ خاص خاص جلسون مین اگر گل اندام نازنین حور وشون کا جھرمٹ رہتا تھا اور
نواب کے لیے تکلف اور رنگین طبع احباب جمع رہتے تھے۔ نواب نے اس بنگلہ

مین مصرفانہ فیاضی اور عیش کے سب حوصلے پورے کردئے تھے۔ یہ بنگلہ قصبۂ بیر کے باہر کنٹہکائی کے دیول کے متصل بلند ٹیکڑی پر واقع ہے مگر اسوقت بہت ہی خراب اور شکستہ حالت مین پڑا ہوا ہے۔

محبوب گنج۔ بنائے آبادی ۱۲۸۸ھ

معمور پورے کی آبادی بالکلیہ تباہ ہوگئی تھی۔ درختان زقوم کا تراکم وہان پر اسقدر ہیبتناک تھا کہ انسان اوس طرف سے گذر نہین کرسکتا تھا۔ بیر کے تعلقدار شیخ داؤد مرحوم نے پہلے یہان کے درختان زقوم کو قیدیون کے ہاتھ سے کٹوا کر میدان صاف کروائے اور پھر گنج کی بنیاد ڈالی گئی دکاکین کی تعمیر شروع ہوئی ایک مدت مین یہ گنج بہت ہی عمدگی سے آباد ہوگیا۔ اس گنج کا نام اعلیحضرت میر محبوبعلیخان بہادر خلداللہ ملکہ وسلطانہ کے نام گرامی سے بجاے معمور پورے کے محبوب گنج کے ساتھ بدلدیا گیا۔ اس گنج کی تعریف فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کی گئی ہے اس رسالہ کی عبارت فارسی ہے۔ اور اوسکے مصنف مومن آباد آنبہ جوگائی ضلع بیر کے خطیب عالی دستگاہ مولوی غلام جیلانی[1] صاحب المتخلص بصدیقی ہین۔ خطیب صاحب نے اس رسالہ مین اپنی فارسی

شیخ داؤد صاحب مرحوم تعلقدار بیڑ

وقایع محبوب گنج۔ اور اوسکے مصنف غلام جیلانی صاحب خطیب آنبہ

[1] غلام جیلانی صاحب نے اس گنج کے متعلق جو رسالہ لکھے ہین اوسکی سیاق عبارت ناظرین کو معلوم ہونیکے لئے یہان پر چند سطور اوس کے تحریر کئے جاتے ہین وہ یہ ہین۔

زہے محبوب گنجیست گوہر سنج کہ از بنائے بے نظیرش جوہریان بساط خطہ دلپذیر قصبۂ بیر را سراپا نشاط در بر۔ وسرخ رویان سبز مندی وسپید بافان چوک را کلاہ ناز و تفاخر بر سر۔ کارگذار قدر چون بترکیب قواے زمین وترتیب بنائے دکاکین پرداخت۔ زقوم خاردار بہ نیش خواری پہلو بہ پہلو نشگافت۔ تلہا تلہا لشکستگی چون پست پل ہموار۔ دشتہا لشتہا بر نجگی ہمہ صرف سرمایۂ غبار سبقت بر بنائے سبز منڈی ازان پسندیدہ کہ آن خود پسند خامگاراست واین بر ساحل رود بار لبسنگ لبست محبوبی سراپا ارجمند و پختہ حصار۔ رود بینیرا از تماسائے در پائین گاہش گلوافشار بے سروپائی او بشارش از ننگ ناروائی در آغوش سنگہا سرشار بے نوائے پائے

لیاقت کے جوہر دکھائے ہین۔ بیشک یہ رسالہ (ظہوری) کے ذی بلاغت پہلو مین چمک رہا ہے۔ اور نیز اس گنج کی قطعہ تاریخ ایک بڑے قابل متدین محمد عبداللہ صاحب مرحوم کے فرزند حضرت محمد کریم الدین صاحب مرحوم المتخلص صابر قاضی زادہ پرگنہ بیر نے حسب ذیل کیا خوب لکھا ہے۔

رفتار سیلاب سنگ از جا رفتہ چون ہا ہائے بنگی درہم پیچان و پیچ دستار بریش خندی انہ ہم گستہ ہمچو آقائے پیشگی در گلو آویزان۔ برق رفتاری اسپان اصطبل بالراس والعین از لکتان خواری و نہر کاری چقماق فعل فعل در آتش بجگرداری۔ ہنگامیکہ بنائے دلپذیر حسرت فرمائے کارگاہ کشمیر شیخ داود ناظم ضلع بیر بطراحی سبز منڈی فرمان دادند بیش از بیش بازاریان بیر چیدین لباط درین گنج دامن مراد کشادند۔ خاص و عام از صبح تا شام بکام ربیع و شرئی مصروف در مزشناسان اعجاز داودی بخواندن این قصیدہ معروف۔

قصیدہ

زہے بشارت تازہ اشارت امید — گذشتہ نکبت دوران رسید نکبت عید — فلک نوشتہ لباط زمان بازینہ
زمانہ دام و نوی را کنون نوائے نوید — کہ عنقریب شود گنج نو بنا این جا — بنام نامی سلطان وقت باتحید
رود ز قصبہ بیر آفت گران سالی — رسد ز ہر جہت گندم و جوار سپید — ازین سحاب نوازش بمزرع دلہا
درخت خشک برآورد ثمرۂ امید — نہال سبز نشان دست شیخ ما مروز — صباح باربر و ثمرہ اش تواند دید
اگر ببار و برش رہ نمید ہد طالع — توان بسایہ الطاف درخت بایدید — خوش ست سایہ شاخ درخت پیرو
خدا ببار تو این سایہ کرم جاوید — خصوص سایہ اقبال شاہ دستورش — مدام باد بداد و سخا و رائے سعید
لوائے حشمت و اجلال آن امیر کبیر — ہمیشہ باد بجاہ و جلال چون خورشید — منوط باد جہان را رباط ناز و نعم
بسان رابطہ اتحاد پیرو مرید — درین ترانہ تر بود صحبت عالم — بہ شکر خالق ارض و سما دعرش مجید
رسید فرد نامگہ کہ خود مدار المہام — وزیر اعظم و مختار ملک چون جمشید — ز پایگاہ خلافت لبسان باد صبا
بروئے گلشن میدک بہ صحگاہ رسید — پس از روائے برجہات مالی و ملکی — نگار خانہ محبوب گنج خواہد دید
نگار نامہ رنگین نشد ہنوز تمام — عروس جملہ ز پیرایہ عاری ہمچو بید — چسان بکرسی ناز و نیاز جلوہ دہد
چگونہ گوہر ناسفتہ است بجان از رید — بسان حیرت آئینہ چشم وا بودم — کہ یک بیک ز نسیم سحر بگوش رسید
ندائے نہضت والا روان ببلدہ شد — طناب خیمہ حالیش نیز رخت کشید — سمند خاص بیاگاہ خاص شد شتگام
ہمائے اوج وزارت بیا دشاہ رسید — لبسع کیفیتش نوک کلک صہبائی — بکار طرح عمارات نو روان گردید

خریدار ہر فن سرائے سینج — زر و مال آوردہ اوزان وسینج
چو بازار پر شد ز ہر میوہ ہا — ز انگور و انجیر کوندہ ترنج
رسیدند تجار ہر کشورے — خریدند چون زعفران وسینج
بارشاد عالی مدار المہام — بنا گشت بازار بے تاب و رنج
چو تاریخ صابر نوا ایجاد کرد — خوش آباد گردیدہ محبوب گنج
۱۲ ۸ ۸ ھ

بشیر گنج - بنائے آبادی ۱۳۰۷ھ

یہ گنج احمد نگر دروازے کے باہر ایک وسیع میدان کے ہموار سطح پر آباد کیا گیا سڑکین اور دوکانین بڑے تہذیب کے ساتھ قایم کئے گئے۔ اسکے بانی ضلع بیر کے اول تعلقدار ریاض الحسن صاحب مرحوم تھے۔ اگر اونکی زندگی وفا کرتی تو وہ اس گنج کو آراستہ کر دکھاتے اور وہ یہ فرماتے تھے کہ نواب مدار المہام بشیر الدولہ بہادر[1] کے نام سے اس گنج کی بنیاد ڈالدی گئی ہے اگر خدا چاہے تو چمن دہر کا گلدستہ بنا کر دکھاؤنگا ہنوز یہ گنج کامل طور سے معمور ہونے نہین پایا تھا کہ تعلقدار صاحب اپنے وطن ہندوستان رخصت لیکر روانہ ہوے اور وہان مرگ مفاجات سے انتقال کئے۔ اس گنج کی ابتدا ۱۳۰۷ھ مین ہوئی تھی۔ چنانچہ صابر مذکور نے اسکی تاریخ اس مصرع مین کیا خوب کہی (کہ آباد شد گنج زرخیز گنج)
۱۳ ھ

خزانہ باغ - بنائے آراستگی ۱۲۹۱ھ

یہ باغ - قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب (۳) میل کے فاصلہ پر سرسبز و شاداب ہے خزانہ باؤلی اس باغ مین بنی ہوئی ہے - پرگنہ بیر کے جاگیردار صلابت خان نے اس باغ کو

[1] نواب بشیر الدولہ بہادر سر آسمانجاہ کی وفات ۲۶ صفر المظفر ۱۳۱۶ھ مین ہوئی (بجبت شادمان سر آسمانجاہ) مادۂ تاریخ وفات ہے ۱۲۔

آراستہ کیا تہا اگرچہ اسوقت اس باغ کی وہ آراستگی نہین ہے جو زمانہ سابق مین تھی لیکن یہانکی امرائی کا تختہ بہت مشہور و معروف ہے دانے اون درختون کے لطافت و نفاست مین ایک دوسرے سے فایق اور عام کے لئے وقف تھے ہمارے زمانہ مین بھی سیکڑون آدمی یہان کے امرائی سے ذائقہ حاصل کرتے ہین مگر فرق اتنا پیدا ہوگیا ہے کہ پہلے زمانہ کے لوگ مفت ذائقہ اٹھاتے تھے اب خریدی کی ضرورت ہے

خاص باغ

یہ باغ کاغذی دروازے کے باہر جانب جنوب تقریبًا (۷۰۰) قدم کے فاصلہ پر سرسبز و شاداب ہے اس باغ کی تعریف چند الفاظون مین بیان کیجاتی ہے گو اگر کوئی مبالغہ سمجہتا ہے تو سمجہا کرے۔ یہ باغ اور اوسکی صفائی اور کیاریون کی آرایش و آراستگی نہایت نضارت بخش اور ہر چمن اوسکا دلچسپ نہرین اوس کے فرحت افزا گل و ریاحین و اشجار پر بار و اثمار بے شمار اوس کے سیرگاہ عالم و نظرگاہ بنی آدم ہے یہان کی خوشبودار ٹہنڈی ہوا سے دل و دماغ کو قوت پیدا ہوتی ہے۔ غنچہ دار درختون کے نوخیز سبز پتون پر دیکہنے سے آنکہون مین روشنی آتی ہے۔ یہ باغ دوامًا عمالان سرکاری کے خاص نگرانی کے زندہ چشمے سے پرورش پا رہا ہے اسلئے خاص باغ کے لقب سے اوسکی عام شہرت ہوگئی ہے۔ اکثر سرکاری اعلی عہدہ دار اسی باغ مین اترتے ہین۔ اس باغ کے انتظام کے لئے سرکاری ایک داروغہ اور کئی ملازم اوسکے ہاتھ کے نیچے مقرر ہین۔

قصبۂ بیر مین اس خاص باغ کے سوائے برہان باغ۔ وسلطان باغ۔ وہنومت باغ فاضل باغ۔ وفرخندہ باغ۔ وفرح بخش باغ ان کے سوا اور بھی بہت سے باغات ہین اور اون ہر ایک کے گل و غنچون کی خوبی اور نوخیز درختون کی سرو تازگی عجیب بہار دکہاتی

ہے۔ اور ہر قسم کا میوہ اوس ہر ایک سرسبز شاداب زمین سے پیدا ہوتا ہے۔

ہرن باغ بالکل تباہ ہوگیا اسوقت وہان پر پنجارگلی کا محلہ آباد ہے اس محلہ کے بعض بعض مقام پر اس باغ کے قدیم حوضین اور پختہ نہرین ابتک موجود ہین مگر اونپر خس وخاشاک اسقدر ہوگیا ہے کہ وہ نیچے دبگئی ہین۔

سلتان باغ اس باغ کو پرگنہ بیر کے جاگیردار سلتانجی بنالکر نے آراستہ کیا تھا۔ اور اوسکو اپنے نام سے مشہور کرایا۔ یہ باغ قصبۂ بیر کے باہر جانب شمال واقع ہے۔ سلتانجی بنالکر کے بیٹے ہنونت راؤ بنالکر نے اپنے نام سے جو ہنونت باغ آراستہ کیا تھا وہ بھی اسی باغ کے متصل تھا۔

فاضل باغ اس باغ کو محمد فاضل کوتوال کے بیٹے مرزا سعید بیگ نے اپنے باپ کے نام سے آراستہ کیا تھا یہ باغ خانقاہ کے جانب شرق واقع ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوس مرزا نے منجملہ زمین سرا سے چند بیگہ زمین خرید کر کے یا قدیم بنے بنائے باغ کا کچھ حصہ لیکر اوسکو اپنے باپ کے نام سے مشہور کرادیا تھا۔ لیکن اسوقت یہ باغ جسکو باغ سرا کہنا نہایت صحیح ہے قصبۂ بیر کے محتسب مولوی محمد قطب الدین صاحب کے قبضہ مین آگیا ہے۔

فرخندہ باغ یا امیر باغ یہ باغ قصبۂ بیر کے باہر روضہ منصور شاہ صاحب کے اوس طرف شاداب ہے اسکو ۱۲۵۴ھ مین پرگنہ بیر کے حاکم امیر نواز جنگ بہادر نے نہایت لطافت وخوبی کے ساتھ آراستہ کئے تھے پہلے اسکا نام فرخندہ باغ رکھا گیا اور پھر (امیر باغ) اسلئے کہتے ہین کہ اوسمین اوسکی مادۂ تاریخ ہے۔ مگر عموماً نواب کے باغ سے مشہور ہے۔ اس مادہ تاریخ کو فضیلت دستگاہ جناب مولوی محمد قطب الدین صاحب محتسب قصبہ بیر کے حقیقی چچا محمد حسام الدین صاحب مرحوم نے ایک دل آویز نظم مین تحریر فرمایا تھا۔ اور اوسمین باغ کی لطافت وآراستگی کا سمان دکھایا تھا۔

چوتھا مقالہ

قصبۂ بیر اور یہان کے دائمی یادگار مقام اور چند ملک حادثات

رود بینسرا

رود[1] بینسرا۔ موضع بینسور بھال طرف بالا گھاٹ سے نکلکر رود[2] سینپہنا مین ملتی ہے موضع بینسو بھال قصبۂ بیر سے جانب جنوب (۲۰) میل کے فاصلہ پر آباد ہے۔ اور رود سینپہنا قصبۂ بیر سے جانب شمال (۸) میل کے فاصلہ پر بہتی ہے۔ رود بینسر اتقریباً (۲۸) میل کے اندر جنوبی باون درون سے نکلکر قصبۂ بیر کے دو آبا دحصون کے بیچ مین سے جنوباً شمالاً بہتی ہوئی (موضع کرّہ) کے قریب سینپہنا مین داخل ہوتی ہے طول اس ندی کا (۲۸) میل اور عرض اوسکا قریباً (۳۰۰) قدم ہے۔ موسم بارش مین اسکی طغیانی بڑی پرزور اور قابل دید ہے اور جب رعد کی ہوش ربا آواز بالا گھاٹ اور اوس کے باون درون سے گونجتی ہوئی ساکنان بیر کے کانون تک آتی ہے خدا کی پناہ اوسوقت کسکو یہ بھروسہ ہوتا ہے کہ آنے والے طوفان سے نجات پاسکین گے ابھی لوگون کے دلون سے اوسکی ہیبت فرو نہین ہونے پاتی کہ ادھر سے بینسرا مہیب آواز کرتی اور شہر پناہ کو صدمہ پہونچاتی ہوئی فصیل کے برجون پر ٹکراتی ہے۔ اسکی طغیانی مین اس غضب کا زور ہے کہ اگر اوس کے دھار کے سامنے مست ہاتھی آجائے تو ہڈی پسلی ٹوٹکر اوس کے چمڑیکا تھیلہ بنجائیگا۔ روانی اوسکی پیچدار اور ناگن کی طرح بل کہاتی ہوئی نظر آتی ہے۔ پانی کے چڑاؤ مین جسقدر تیزی ہے اوسکا اوتار بھی اوسقدر جلد ہے۔ اور اس ندی مین جا بجا کھڑکین اور چھوٹے چھوٹے مدور پتھر کثرت سے ہین

---

[1] (ب ی ن س (۱) [2] (س ی ن پ ہ ن ا)

یہی باعث ہے کہ اسکی معمولی طغیانی مین سے انسان اور جانور آسانی کے ساتھ پار نہین ہوسکتا۔ زوردار طغیانیون مین اسکا پانی کھڑکون پر سے تھپیڑے کھاتا ہوا نکلتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک عظیم الشان دریا پر جوش ہے اس ندی پر پل نہونے کی وجہ سے ہر سال طغیانی مین جانور اور آدمی بہ جاتے ہین۔

باون درے بالاگھاٹ کے نشیب مین بڑے بڑے عظیم الشان اور بے انتہا مہیب اور دہشت ناک باون درے ہین ان درون کا پانی ایک دوسرے مین ملتا ہوا بلندی سے بیر کے طرف پستی مین آتا ہے اون ہر ایک درون کے مختلف نام ہین لیکن کپل درہ

کپل درہ ہندؤن کے نزدیک بڑی مقدس جگہ ہے۔ اس درے مین منوت سامی لنگایت قوم کا دیول ہے ہر سال کارتک مہینے مین یہان بڑی دھوم سے جاترا ہوتی ہے اور بہت سے جنگم و لنگایت قوم کے لوگ دور دراز سے آتے ہین۔ اس دیول کے محاذی آہنی سوامنڈب بہت بہاری قیمت کا بنا ہوا ہے۔

چادر گھاٹ یہ گھاٹ رود بینسرا مین سلتان باغ کے مشرقی دروازے کے محاذی جانب جنوب بنا ہوا تھا کسی زمانہ مین ندی کا پانی اوسپر سے بڑی لطافت کے ساتھ گذرتا تھا۔ اور موسم گرما مین اسکے پہلو سے نہرین زراعتون مین لیجایا کرتے تھے۔ ندی کے وسط مین ہمیشہ مقدار معین کے ساتھ پانی بہرا رہتا تھا۔ چادر گھاٹ طغیانیون کے صدمہ سے ٹوٹ گیا اسوقت ظاہرہ دیکھنے کے لئے اوسکی کچھ علامت باقی رہگئی ہے

کوہ ہلال

یہ ایک پہاڑ ہے جو قصبۂ بیر سے دا گنی ہ کے طرف تقریبًا (۴) میل کے فاصلہ پر قدرت کا نمونہ دکھلا رہا ہے۔ زمانہ سابق مین مسلمان ہلال کو اسی پہاڑ پر سے دیکھا کرتے تھے۔ اس مقام سے کسوف و خسوف کی بھی اچھی حالت نظر آتی ہے سرکار انگریزی کے بڑی بڑی

عہدہ دار بھی یہان آتے تھے چنانچہ ۲۸ شعبان ۱۳۱۵ھ کو جو سورج گہن ہوا تھا احمد نگر سے ایک انگریزی عہدہ دار ریورین اس پہاڑ پر آیا اور اوس نے آلۂ عکسی سے سورج گہن کی تصویر کھینچی تھی۔ اس پہاڑ پر قدیم حصار کی علامت پائے جاتی ہے اور ابتک پایہ کہودا ہوا موجود ہے لوگ کہتے ہین کہ وہان قلعہ طیار ہو رہا تھا لیکن ناتکمیل پڑا رہا۔ مگر ہم کو اسکا پتہ نہین ملا کہ اوس حصار کا کون بانی تھا۔ اور عموماً لوگ اس پہاڑ کو کولاپاٹنی کا پہاڑ کہتے ہین بہرحال یہ ایک ایسا مقام ہے جو اس تاریخ مین اوسکا ذکر کرنا لازمی تھا افسوس کہ اوسکی صحیح کیفیت معلوم نہ ہوسکی۔

رود بینیرا۔ اور اوسکی طغیانی سنہ ۱۲۵۱ھ

یکشنبہ۔ جمادی الاول کے ۱۲ تاریخ سنہ ۱۲۵۱ھ مین رات کے (۸) بجے بارش کی آمد ہوئی اور اس شدت سے تمام رات پانی پڑتا رہا کہ رود بینیرا کو پر زور طغیانی شروع ہوگئی اور دفعتاً پیانہ بھی ڈوب گیا اوسکا ڈوبنا ہی تھا کہ ہر طرف سے فرار فرار کا شور و غل اٹھا۔ طغیانی کی ستم خیز موجین پیہم آنے لگین (کلا یستاخرون ساعۃ) کی صدا بلند ہوئی۔ اور اوس طغیانی کے ہر ایک موج سے بہاگنے والون کے پیر بندہے جا رہے تھے (لن ینفعکم الفرار من الموت) کا مصداق صادق آتا تھا۔ طغیانی کیا تھی گویا طوفان نوح تھا یا یہ کہا جاے (ان زلزلۃ الساعت شئی عظیم) کی پوری مثال تھی۔ اور (فارسلنا علیہم الطوفان) کا کامل مضمون ادا ہو رہا تھا۔

اس طغیانی مین عمارات قدیم و آثار متبرکہ حسب ذیل کو بہت بڑا صدمہ پہونچا۔

(۱) حضرت شاہ شمس الدین قدس سرہ کے روضہ منورہ کا برج اور تمام سنگین حصہ ٹوٹ گئی۔

(۲) کوتوالی دروازہ کا ساگوانی کواڑ ٹوٹ کر موضع ایک درہ تعلقہ منجلہ گانون تک

بہتا چلا گیا تھا۔

(۳) کوتوالی چاڈری کا پیسے اکھڑ گئی تھی اور وہان تین چار تاڑ برابر عمیق غار ہو گیا تھا

(۴) حضرت معمور شاہ متیصی القادری کے روضہ منورہ کا گنبد نقار خانہ مسجد جو نہایت مضبوط اور سنگین بنی ہوئی تھی پایہ سے اکھڑ گئی اونکا پتہ و نشان تک باقی نہ رہا۔ درختان پیپری و بڑ و نیب جو نہایت پایدار تھے وہ بھی جڑ سے بہ گئے۔ صرف باؤلی ظاہرہ دیکھنے کے لئے باقی رہ گئی تھی۔

(۵) شاہ منور قادری کے روضہ منورہ کے منیار اور شاہ سجن و شاہ سجن قدس سرہما کے قبور کی قدیم تعاویذ تباہ ہو گئے۔

(۶) حضرت شیخ ابراہیم و بادشاہ صاحب و حجرۂ حضرت محبوب سبحانی و سید رضی الدین مکی و برہان الدین مجذوب و اسد اللہ سہاگی کے روضہ ہائے منورہ طغیانی کے تلاطم مین بالکل ڈوب گئے تھے۔

(۷) سلطان باغ کا مشرقی چبوترہ اور چادر گھاٹ کا بہت بڑا حصہ منہدم ہو گیا۔

اس طغیانی کے حادثات کو شاہ اسمعیل قادری المتخلص (واقف) نے اپنے طرز خمسہ مین خوب بیان کیا ہے زبان اوس خمسہ کی غیر محاورہ اور پرانی اردو ہے لیکن روداد بیر کی طغیانی کا پورا سمان دکھایا ہے۔

لہکریہ کا دیول۔ اوس کا انہدام ۱۲۵۹ھ

گائے کا ذبح ہونا۔ اسلام کے مؤید افسر

لہکریہ۔ ایک بڑا امتول ہندو تھا۔ اس نے قصبہ بیر کے اندر جونہ بازار کے شارع عام سے جانب شمال کوچہ بہنڈار واڑی مین ایک دیول نہایت بالا و بلند بنوایا۔ جب اس دیول پر اوس کے مذہبی لوگ چڑھتے تھے تو اوس کے اطراف معزز مسلمانون کے گھرون

مین مدنظر ہوا کرتی تھی۔ مسلمانون نے اوسکو بارہا تاکید کی کہ لوگ اس دیول پر نہ چڑہا کرین لیکن دولت کی نشہ نے اوس کے دماغ کو خراب کر دیا تھا مسلمانون کا روکنا سود مند نہ ہوا اور مخالف مذہب کے لوگ مذہبی پیرایہ سے دیول پر چڑہکر عمداً تعصب مذہب کو ظاہر کرتے تھے ناگزیر مسلمانون کے قلوب مذہبی تعلقات پر برانگیختہ ہوگئے جمعہ کے دن مذہبی دلاورون کا جوق جوق فراہم ہوگیا اون لوگون نے مذہبی جوش کے ساتھ سبز پھریرہ بلند کیا اور طبل جہاد پر چوب لگائی۔ جانی میان نقارچی نے شہنائی سے یہ صدا گنجائی کہ (خدا تو مسلمانون کی شرم رکھ) اس آواز نے مسلمانون کے خون کو پرجوش کر دیا ہر طرف سے دیول پر حملہ شروع ہوگیا گو اوسوقت کسٹرے راجپوت محافظت دیول کے لئے بامسلح تھے مگر انہین اپنی عزیز جان کو بچاکر بہاگنا پڑا ادہر مسلمانون کے زبان سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اور سیدہے دیول کے اندر جاکر بت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور اوسیدم گائے کو ذبح کرکے اوسکا خون تمام دیول مین چھڑک دیا ہندوون کی حسرت بہری آنکہین تکتی رہگئین۔

ہنود اسلامی سلطنتون مین ہمیشہ سے مطیعانہ رہے ہین اور اون کی عام اطاعت سے اسلام نے انہین آزادانہ حقوق بخشے ہین کون مسلمان ہے کہ اوس نے اون کے مذہبی حقوق کی واجبی حفاظت نہین کی اگر ایسی حفاظت نہ ہوتی تو ہندوون کو ایک دن بھی مذہبی امن سے نہ گذرتا ناگزیر اون کو مسلمانون کا پڑوس تو کیا حدود اسلام سے مفارقت کرنا پڑتا غرضکہ یہ ہندوون کو نہ چاہئے کہ دریا مین نہنگون سے دعوی کرین اور خوابیدہ امور مذہبی کو بیدار بنائین اسلام اپنے نفس ناطقہ سے خطاب کرتا ہے (ما آبگینہ ایم شیوم از شکستہ تیز از ما بد آنکہ بود در شکست ما) اگر لہکر یہ جی پنڈت اپنے مذہبی گروہ کو دیول پر چڑہنے سے روک دیتا تو تذلیل مذہب کا آزار کیون اٹھاتے

مولوی میر قربان علی صاحب قصبہ سائنگانون تعلقہ آنبہ جوگای ضلع بیر کے رہنے والے

میر قربانعلی اور امیر نواز جنگ بہادر کے مشہور شعرا مین سے تھے۔ انکی وفات ۱۵ ماہ رمضان ۱۲۸۳ھ مین ہوئی اور اپنے امیر بہادر کے مقبرے مین دفن کئے گئے۔ انہون نے اس دیول کے انہدام کی تاریخ حسب ذیل لکھی ہے۔

شکر للہ شد نصیر الدین حسین	باد یارب باش حافظ مصطفےٰ
یعنے در بتخانہ سرکار بیر	گاو گشتہ بت شکستہ بر ملا
سال عذرش از رہ فکر سلیم	یافت قربان علی د بتخانہ را ای

۱۲۵۹ھ

ان اشعار کے مصرعہ اول و دوم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہبی معاملہ مین مسلمانون کے موئد (۴) افسر تھے جن کے نام اور سنہ ولادت اور سند عطیہ عہدہ سرکاری اور ہر عہدہ کا فرض منصب و سنہ وفات و مقام مدفن ہم حسب ذیل بیان کرتے ہین۔

قاضی محمد شکر اللہ یہ پہلے افسر ہین جو شکر اللہ سے انہین کی تعبیر لیجاتی ہے۔ آپ ۱۱۸۵ھ مین پیدا ہوے ۱۵ رجب ۱۲۰۷ھ مین نواب میر نظام علیخان بہادر نے پرگنہ بیر کی قضا آپ کو عطا فرمایا تھا جسکی رو سے آپ احکام شرعیہ کو بڑی عظمت و شان کے ساتھ نافذ کرتے تھے وفات اونکی ۱۴ رجب ۱۲۷۹ھ مین ہوئی قبر انکی اندرون حصار چہار دیواری روضہ شاہ کوچک ولی قدس سرہ جانب شمال متصل تالاب محاذی سرانہ روضہ منورہ واقع ہے

محمد نصیر الدین یہ دوسرے افسر ہین جو نصیر الدین کے صاف لفظ سے محتسب مراد ہین ۵ محرم ۱۲۴۱ھ مین راجہ چندو لال بہادر نے قصبۂ بیر کا منصب احتساب آپ کو سرفراز فرمایا تھا جسکی رو سے آپ شرابیون کی تنبیہہ اور تارک صوم و صلوٰۃ کا زجر اور اوزان و مکیال کی تعدیل اور ماہ صیام مین مرتکبین افعال کبائر کی سزا دہی کے لئے بہت سے پیادے ہمراہ لیکر گشت کرتے تھے وفات آپکی ۱۱ ذیحجہ ۱۲۸۴ھ مین ہوئی قبر انکی شاہ کوچک ولی قدس سرہ کے جوار رحمت مین ڈونگری مسجد کے روبرو ٹیکری پر واقع ہے۔

شاہ حسین نقشبندی یہ تیسرے افسر ہین جو لفظ حسین سے خاص آپ ہی مقصود ہین۔ آپ نہایت

بڑے عالم اور اتقیائے روزگار مین سے تھے۔ زہد و تقوی کے علاوہ حسن و جمال بھی خداداد تھا۔ وفات آپکی ۱۲ محرم ۱۲۹۱ھ مین ہوئی مزار آپ کا موضع نیکنور طرف بالاگھاٹ مین زیارتگاہ خلایق ہے۔ اسوقت اون کے مسند خلافت پر اونکے خلف الصدق جناب شاہ ضیاء الحق صاحب ضیاء الدین نقشبندی جلوہ آرا ہین

حافظ غلام مصطفے خان یہ چوتھے افسر ہین جو حافظ مصطفے سے انہین کے طرف اشارہ ہے۔ آپ بریلی ضلع پیلی بھیت کے رہنے والے قوم کے خویشگی تھے۔ ۱۲۸۲ھ مین ضلع بیدر کے تعلقدار ہوے۔ اور ۲۱ ماہ ذیحجہ ۱۲۸۳ھ مین انتقال کئے قبر انکی قلعہ بیدر کے روبرو واقع ہے۔ لیکن آپ کے فرزندان و متعلقان و برادران ایک مدت سے قلعہ بیر مین متوطن ہین بلکہ آپ کے نام سے حافظ جی کی گلی قصبہ بیر مین مشہور و معروف ہے۔

سنی و شیعہ کا مذہبی فساد عشرۂ محرم ۱۳۰۶ھ

اس مذہبی فساد کا ملخص واقعہ یہ ہے کہ ۱۳۰۶ھ کے ماہ محرم مین محکمہ نظامت دیوانی ضلع بیر کے میر منشی امداد حسین خان نے مرثیہ خوانی کی مجلس قایم کی اور کامل عشرہ تک مرثیہ خوانی ہوتی رہی مگر ۱۱ محرم سنہ مذکور کے ۱۲ بجے رات کو بانی مجلس اور اون کے امامیہ گروہ نے حضرت (علی اصغر) کی فرضی نعش مکان سے باہر لاکر ماتم کرتے ہوے روڈ بنیسر امین ڈالدی چونکہ سنیون کی آنکھین اس نئی رسم سے ناآشنا تھین اپنے مذہب کے مخالف آئین کی وجہ سے پرجوش ہوکر اوس نعش کو ندی مین سے نکالکر سید ہے ضلع بیر کے اول تعلقدار ریاض الحسن صاحب مرحوم کے احاطہ پر لیگئے تعلقدار صاحب باوجودیکہ قصر حکومت مین آرام کر رہے تھے عموم بلوہ سے باہر نکل آئے سنیون نے باتفاق میر منشی صاحب کے بیر مین بیڑیان ڈلوانے کی

استدعا کی تعلقدار صاحب کو اس سخت اور تنگ حالت مین اس امر کا فوری تصفیہ کرنا مشکل ہوگیا اونکا تامل کرنا ہی تھا کہ گروہ شیعہ کو یقین ہوچکا کہ عنان حکومت ہمارے اختیار مین ہے اس مجرد بھروسہ پر اکبر علیخان امین کوتوالی تعلقہ بیر کے بھائی مردان علی خان نے کمر سے تلوار کھینچکر محمد خان سوار پولس کو زخمی کردئے اگر اوسکے طرفدار سینہ سپر نہوتے تو وہ تہ تیغ ہوچکا تھا۔ اور ساتھ ہی اون طرفدارون نے مردان علیخان کے طرف مڑکر ہتیار سنبھالا اور اونکو بھی زخمی کردیا اگر وہ اس زخم سے بیہوش نہ ہوتے تو اور اونپر تلوار کے وار چلتے ان دو کا زخمی ہونا ہی تھا کہ مذہبی جوش مین قصر حکومت کے اطراف تمام قلعہ کا میدان لٹ اور تلوارون سے چمکتا نظر آنے لگا اس اثنا مین سکھون کی قطعی مخالف جمعیت انتظام کے لئے آپہونچی لیکن حضرات سینہ اون کے سلح پوشی اور مخالفانہ بات چیت سے چونک پڑے اور عام خلقت کی نگاہ بدل گئی شیعان عروب کی ایک وسیع جماعت مذہبی تعلقات کی حفاظت پر آمادہ ہوگئی۔ دو مخالف مذہب یعنے سکہ و عروب کے مکھیہیڑنے سب کے ہوش پراگندہ کردیا تھا احتیاط کیلئے تعلقدار صاحب نے امداد حسین کے پاؤن مین بیڑیان ڈلوادین اگر اوسوقت یہ انتظام نہ ہوتا تو مذہب اپنی مخالفت کا بہت بدنما اثر دکہاتا یہ انہین تعلقدار صاحب کا بلند حوصلہ تھا جنہون نے ایک مہلک فساد مذہبی کو فریقین کے باہم رضامندی پر مٹادیا اگر فریقین مین مصالحت نہوتی تو کٹ مرنے کا یقین کسکو نہ تھا خدا نے بڑا فضل کیا۔

رودبینسرا۔ اوسکی طغیانی سنہ ۱۳۱۳ھ

یہ طغیانی ۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۳ھ کی رات کے آٹھ بجے کے قریب عشا کے ابتدا اور مغرب کے اختتام پر بہت ہی زور سے ہوئی پہلے تو کنارون کے نیچے ہی

نیچے پانی تھا۔ مگر سیلاب جنمین غضب کی شورش تھی اور بلا کا زور یہ صاف بتا رہے تھے۔ کہ ہمارے پیچھے آنے والی موجین اور ہی سامان لا رہے ہین تماشائی گھر بھی نہ پلٹنے پائے تھے کنارے قریب لبریز پہونچے (پیمانہ) کے نگہاندار پیمانہ ہی کا پتہ ڈہونڈ رہے تھے۔ قندیلون کی جھلملی روشنی نے دکھا دیا کہ ایک ہاتھ پیمانہ باقی ہے۔ مگر منٹون ہی مین یہ بھی غائب ہوگیا۔ راج گلی مین کھڑکی سے آیا ہوا بہا لو پانی کہڑا تھا۔ لوگون نے جو پہلی شام کے سبب جاگ رہے تھے ہوشیاری یہ کی کہ مکانون کو معہ سامان خیرباد کہکے نکل پڑے جس جگہ کو اپنے قیاس مین امن سمجھا ٹھیر گئی خام مکانون کی بری گت ہوئی کہ گر کر کیچڑ کی ڈہیر بن گئے۔ دہلی دروازے پر اس بلدے بے ہنگام کا اس سبب سے وفور تھا کہ ایک جانب سے خود ندی کا پانی بڑہتا ہوا بارہ دری سے آگے بڑہگیا تھا اور ادہر سے بشیر گنج کا پانی اور معاون نالون نالیون سے ملکر دو دریاؤن کے سنگم کی طرح باہم بغلگیر تھا۔ پنجابی گلی مین بھی کمر برابر پانی بہرا تھا خاص باغ کے قریب کا طویلہ بہ گیا اس محلہ کے لوگ تحفظ جان کی غرض سے قلعہ مین بھرے پڑے تھے مومن پورے مین بھی اس پانی کا خوب عمل تھا۔ جہانتک قریب ندی کے مکانات تھے ڈبگئے۔ ادہر پیٹھ مین تو سیدہا دروازہ سے گذر کر محبوب گنج تک پہونچ گیا تہا موچیون کے گھر صاف ہوگئے نام کو مٹی کی ڈہیرین باقی رہگئین چونکہ سطح مشرقی پیٹھہ کسیقدر بلند ہے لوگ ادہر بہاگ گئے اگرچہ جانون کی خیر رہی۔ مگر مالی نقصان ہزارون ہی کے تخمین سے ہوا بارہ بجے کے قریب مشیت ایزدی منعطف العنان ہوئی قہر سے درگذر کر مہر کے طرف رخ کیا پانی کو اُتار شروع ہوا طمانیت وحشت کے عوض دلونمین اترنے لگی خانہ بدوش گھبرائی ہوئی خلقت اپنے اپنے اجڑے اور آباد گھرون مین واپس آئی۔ جن کے مکانات سلامت تھے وہ تو آدہی رات کے تہکے ماندے بسترون پر لیٹ گئے۔ جن کے مکانات زمین گیر ہوئے تھے انہین تو آسمان سایہ اور زمینی

فرش نصیب ہوا۔ اپنے لخت جگر دن کے سرہانے پارہ ہائے گلی رکھکر سولادیا مگر بے چینی سے پڑے رہے۔ غرض رات مخدوش حالت سے گذری معمر اشخاص اس طغیانی کو سنہ ۱۲۵۱ھ کی طغیانی سے زیادہ زوردار تبلاتے ہین۔

تند ہوا۔ اوسکا صدمہ سنہ ۱۳۱۳ھ

یہ ہوا ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۳ھ کی ۱۲ تاریخ پنجشنبہ کے دن ساڑھے چار بجے دفعتاً خاص قصبۂ بیر مین اس زور سے چلی کہ بڑے بڑے درخت تقریباً ڈھائی ہزار سے زاید گر پڑے۔ اور نفخ صور کی اندیشناک تصویر آنکھون مین جگئی قلوب اپنے مقام سے ہل گئے۔ گو اس تند ہوا کا صدمہ ۱۵ ہی منٹ رہا ہوگا مگر اس اثنا مین پانی کی کالی گھٹا کڑکتے بجلیون سے اسقدر پھیل گئی کہ زمین و آسمان مین پانی کا دریا نظر آرہا تھا۔ ہجوم خلق مین تشویش اور دعاؤن کے ارادے مستقل ہوگئے تھے۔ جناب باری نے بہت جلد اپنا فضل فرمایا مگر صدمہ زیادہ ہونے کا کسے یقین نہ تھا۔ قدرت کے کامون پر کون مطلع ہوسکتا ہے۔ (حیف بران خاطر غفلت شعار ۔ پند غیرتے نگرفت ازین کارزار)

پانچوان مقالہ

قصبۂ بیر۔ اور یہان کے مقدس اولیا اونکے حالات سنیہ۔ ومقامات وانفاس قدسیہ

محققان دقایق بشائر واخبار ومدققان حقایق بصایر وآثار وسالکان مناہج شریعت وطریقت ومقتبسان لوامع نور معرفت وحقیقت کو روشن ہو کہ قصبۂ بیر کے مقدس زمین نے بڑے بڑے پاکباز ان طریقت وارباب حقیقت واکابران معرفت کو اپنے نورانی آغوش مین چھپا رکھی ہے۔ لیکن اون کے منازلات ومواصلات قلبی وقالبی وسیری

وروحی ومعرفت نفس وروح اور مدارج خلوت ووصال حقیقت کا رتبہ آفتاب سے زاید روشن اور پرظاہر ہے۔ اگرچہ وہ ظاہرہ یہین کے قبرستانی آبادی مین آرام کررہے ہین مگر اون کے برگزیدہ ملفظات اور ستودہ اقوال اپنے صادق ارادتمندون کے طرف مخاطب کرکے اپنے بیاض احوال کی خوشبودار ہواسے اون سچے طالبون کے جان مشام کو معطر کررہے ہین خوش قسمت ہے وہ شخص جس نے ان بزرگان دین کے مقامات وانفاس قدسیہ وحالات سنیہ کا ذکر کیا اور خود سنا اور دوسرون کو سنایا۔

میرے اس مقالہ کی تحریر کی ہر ساعت سراپا خیر اور باعث نزول رحمت الٰہی ہے (عند ذکر الصلحا تنزل الرحمۃ) اور مین ان بزرگان دین کو اپنی فلاح اور نجات کا وسیلہ گردانتا ہون (نفعنا اللہ بمحبتہم ورزقنا الاقتداء بسیرتہم) سچ ہے کہ اوس روز انہین پیشواون کے ذریعہ سے نجات ہوگی اور کوئی مال یا اولاد کام نہ آوینگے (یوم لا ینفع مال ولا بنون) آخرت کا معظم ذریعہ ہے تو انہین بزرگان دین کی معرفت ہے۔ اب مین اون بزرگان وصوفیان وپیران واصلان کامل ومقربان حضرت جلال کا ذکر کرتا ہون جو قصبہ بیر مین سیکڑون برس سے لیٹے ہوے ہین۔ پہلے مجھے لازم ہے کہ اون حضرات کا مشترکی جداگانہ لمعات قرار دون تا ہر ایک طریق کے بزرگون کی نورانی تصویر جداگانہ لمعات سے چمکتی نظر آئے اسلئے یہ پانچوان مقالہ حسب ذیل (۹) لمعات پر شامل کردیا گیا ہے۔

لمعات

تعداد لمعات (۹) ہر ایک کی تفصیل

پہلا لمعہ۔ حضرات قادریہ کے بیانمین ۔۔۔ تیسرا لمعہ۔ حضرات سہروردیہ کے بیانمین

دوسرا لمعہ۔ حضرات چشتیہ کے بیانمین ۔۔۔ چوتھا لمعہ۔ حضرات نقشبندیہ کے بیانمین

پانچوان لمعہ۔ حضرات رفاعیہ کے بیانمین ساقوان لمعہ۔ حضرات شطاریہ کے بیانمین
چھٹا لمعہ۔ حضرات مداریہ کے بیانمین آٹھوان لمعہ۔ حضرات مجاذیب کے بیانمین
نوان لمعہ۔ اون بزرگان دین کے بیانمین جنکے طریق کا احوال معلوم نہین ہوا

پہلا لمعہ

قادریہ خاندان۔ اور اوسکے مقدس شیوخ

(۱) حضرت سید رضی الدین مکی

حضرت سید رضی الدین مکی قدس سرہ العزیز مکہ معظمہ کے رہنے والے اور وہان کے عالی نسب سادات سے تھے آپ کو خاندان قادریہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ علوم ظاہری و باطنی کو علمائے دین و مشایخین مکہ سے حاصل فرمایا تھا آپ کی صدق و صفائی ایک متہم بالشان عظمت رکھتی تھی۔ آپ شاہ محمود صدیق مخدوم انصاری حضرت موتی ثم الپاتری کے ملاقاتی جسمانی کے واسطے دائرعرب سے نکلکر دکن مین رونق افروز ہوئے۔ قصبۂ بیر مین پہونچنے کے بعد آپنے یہ سمجھلیا تھا کہ آپنے ہمراہ طلبا اور ارادتمندون کا بہت بڑا گروہ ہے شاہ محمود کو لوازم مہمانداری مین بڑی دقت اٹھے گی اور سردست مہمانداری کے مراسم طے نہوسکین گے اسلئے پیش از پیش اطلاع کے لئے حاجی مکی کو آپنے مخدوم کی خدمت مین روانہ کئے ہنوز حاجی مکی پاتر ور تک نہین پہونچے تھے کہ مخدوم کا انتقال ہوگیا اور ادہر آپ کے جمال آرا چہرے پر بیقراری کے آثار نمایان ہونے لگے آپ آہستہ دھیمے کے ساتھہ نہایت اضطراب سے (انا للہ) پڑہتے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مخدوم کی جسمانی ملاقات کی تمنا دل ہی مین رہگئی۔ ایک روز بالکل برداشتہ خاطر ہوے اور دکن کے دائرہ وحشت سے باہر نکل جانے کی فکر کی لیکن بابا کوچک قدس سرہ نے آپ کو

بہت تسکین دلایا اور یہ کہا کہ آپ اپنے قیام ابدی سے قصبۂ بیر کو رشک چمن فرمائی بابا کوچک کے پر اثر کلام نے آپ کو ایسا مطمئن کرایا کہ یہین کے ہیوند خاک ہو گئے۔ وفات آپ کی ۷ ربیع الاول ۹۷۰ھ مین ہوئی روضہ[1] آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب رود بینسرا مین بلند چبوترے پر بوسہ گاہ خلایق ہے۔

حاجی مکی حاجی مکی آپ کے مریدون مین سے بڑے زبردست طالب علم اور مرشد کے نہایت اطاعت گزار صاحب کشف و کرامات تھے۔ مرشد کے حسب الحکم قصبۂ بیر سے جانب پاتر وڑ روانہ ہوے اور جب موضع لودل مین پہونچے وہان حاجی مکی کو معتبر خبر

موضع لودل کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا کہ شاہ مخدوم کا انتقال آج ہی کے روز ہو چکا ہے۔ اس خبر نے حاجی مکی کو بالکل بیقرار کر دے حاجی مکی بھی اپنی زندگی سے مایوس ہو کر کہنے لگے غالبًا اب میرا وقت پورا ہو چکا اس واقعہ کے دو تین[3] دن کے بعد انکا انتقال ہو گیا اور موضع لودل مین مدفون کیے گئے۔ موضع لودل قصبۂ پاتر وڑ سے تقریبًا (۱½) کوس کے فاصلہ پر جانب غرب آباد ہے۔

(۲) حضرت شیخ ابراہیم

حضرت شیخ ابراہیم قدس سرہ العزیز فراح ہندوستان سے قصبۂ بیر مین تشریف لائے اوقات آپکی عبادت الٰہی مین صرف ہوا کرتی تھی۔ قایم اللیل صایم الدہر رہا کرتے۔ قناعت اور توکل کے بڑے پابند تھے۔ خلوت کو مرغوب اور اظہار کرامت کو برا سمجھتے تھے وفات آپکی ۱۳ صفر ۹۶۰ھ مین ہوئی۔ روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب متصل مومن پورہ رود بینسرا کے کنارے زیارتگاہ خاص و عام ہے مولف ریاض الابرار لکھتے

---

[1] روضہ بمعنی باغ و مرغذار اور یہان اوس مکان قبر شریف مراد ہے جسمین فیض و رحمت الٰہی کے پھول بھرے رہتے ہین نظم۔ خاک تربت کہ باگلت آمیخت ۔ از برو بے زمین روضہ بر بخیت ۔ ہر گیاہی کز ان زمین خیزد ۔ نافہ و جیب یاسمن ریزد

ہین کہ موضع نیکنور پٹہ بالا گہاٹ مین آپ کا (چلہ) مشہور ہے لوگون نے آپ کے تبرکات وہان لیگئے تھے میران سید عبدالقادر حضرت میران سید عبدالقادر قدس سرہ العزیز بغداد کے عالی نسب سادات حسینی الحسینی - اور حقایق علم لدنی و دقایق طریق قادریہ مین فائق علی الاقران تھے بغداد سے مکہ معظمہ کو واسطے حج اور مدینہ منورہ کو زیارت کے لئے نہضت فرماکر عراق عرب وعجم سے گذرتے ہوے قصبۂ بیر مین تشریف لائے اور آپ کے فضائل نے شہرت پکڑی - ارادتمند خدمت مین حاضر ہوا کرتے اور فوائد کثیر کو آپ سے سنتے - انتقال آپ کا مرض الموت سے ہوا لوگون نے آپ کو قصبۂ بیر کے باہر پانپاس کے متصل دفن کئے - آپ کے روضہ رضیہ کے قریب جو مسجد ہے اوس کے لئے معظم شاہ نے ۱۴ محرم ۸۳ سنہ اھ مین سید اسمعیل ولد نور محمد موذن کو ۵۰ بیگہ زمین عطا کئے تھے اور اوسکے پہلے اس مسجد کا موذن اور روضہ منورہ کا خادم ملا غازی تھا اور مجاوری کی خدمت کیلئے ملا غازی کے نام پانپاس کے ۱۶ درخت آم مقرر تھے -

(۳) حضرت سید شاہ منور

حضرت سید شاہ منور قدس سرہ العزیز شاہ وراعلاقہ پنجاب کے رہنے والے اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ مین قصبۂ بیر کو تشریف لائے - خاندان قادریہ مین اپنے والد سید نور قادری پنجابی سے بیعت وخلافت حاصل کئے تھے - خلافت کا خرقہ پہننے کے بعد بھی بڑے بڑے صوفیان کرام سے استفادہ حاصل کئے تھے آپ کو دست غیب کا عمل بھی یاد تھا - آپ کا باورچی خانہ شبانہ روز گرم رہتا سیکڑون مسافر اور بستی کے باشندے آپ کے دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے - خصوص ربیع الاول کے بارہ دن اور ربیع الثانی کے گیارہ روز پلون سے پخت ہوا کرتا تھا اور اس عام دعوت مین بیشمار آدمی خوب سیر ہوکر کھاتے تھے - دعوت اور اوسکے تمام سامان اور ضروری

چیزین بازار سے سب نئے مول لائے ہوتے تھے معتقدین کھانا طیار کرتے تھے باوجود اس اصراف کے آپنے کبھی کسی سے نذرانہ نہین لیا وفات آپ کی ۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۹۱ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق متصل سرارود بنیسر کے قریب زیارتگاہ خاص وعام ہے۔

(۴) حضرت شاہ دیوان

حضرت شاہ دیوان تیز روان قدس سرہ العزیز کچھ سے قصبۂ بیر مین تشریف لائے آپ کا دستور تھا کہ ہمیشہ فقرا کو جمع کرکے بھنڈارہ کرتے تھے۔ ایک دن موافق معمول کے بھنڈارہ کئے اور بہت سے فقرا حاضر تھے مالیدے کے تقسیم کے وقت ایک درویش کا کشکول جو متہرا کا نہایت خوبصورت بنا ہوا تھا کسی دوسرے فقیر کے دھکے سے اسکے ہاتھ مین سے گر پڑا اور ٹوٹ گیا درویش نے بڑے حسرت کے ساتھ دردناک آواز نکالا۔ آپنے اوس درویش کو اپنے نزدیک بلائے اور فرمایا افسوس مت کر مین ابھی تیرے کشکول کی طرح دوسرا کشکول متہرا سے لادیتا ہون اس بات نے تمام فقرا کو متحیر بنادیا اور آپ باوضو ہوکر مصلے پر دوگانہ ادا کئے لوگون کو اپنے واپس آنے کے انتظار مین ٹھیرایا اور متہرا کے طرف چل نکلے کچھ دور جاکر نظرون سے غائب ہوگئے کچھ دراز عرصہ نہین گذرا تھا کہ ایک کشکول اوسی کشکول کے شبیہ بیڑون سے بھرا ہوا لاکر درویش کو دیئے وہ تو مسرت سے پھولا جاتا تھا مگر تعجب اس بات کا رہا کہ یہ تیز روانی کیسی پھر تمام فقراؤن کو متحقق ہوگیا کہ طے الارض کی قوت اور اوسکی مقدس وصف منجانب اللہ آپ مین موجود ہے۔ اوسی روز تمام فقرانے ملکر آپ کو (تیز روان) کا خطاب دیا۔ آپکے وفات کی تاریخ ہمکو بدست نہین ہوئی۔ روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب متصل پیر معاملہ بر محلہ کے قریب بوسہ گاہ خلایق ہے۔

(۵) حضرت شیخ کریم اللہ

حضرت شیخ کریم اللہ قدس سرہ العزیز بنال[1] کے رہنے والے اور اپنے والد شیخ اسمعیل قادری کے خاندان قادریہ مین مرید و خلیفہ تھے۔ اپنے والد کے فیضان صحبت سے جمیع فضائل و کمالات معنوی مین سرآمد افاضل اعصار ہوگئے تھے۔ کسی خاص ضرورت کی وجہ سے آصفجاہ بہادر کے لشکر کے طرف چلے گئے مگر مراجعت کے وقت بیمار ہوے اور جالنہ مین پہونچکر ۴ رمضان ۱۱۶۸ھ کو انتقال کئے آپ کے ارادتمندون نے جالنہ سے آپ کا تابوت لاکر قصبۂ بیر کے باہر مومن پورے کے چوک مین ۷ رمضان سنہ مذکور کو دفن کیا۔

(۶) حضرت شیخ عبدالقادر

حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ العزیز قصبۂ بہوم کے رہنے والے اور شیخ کریم اللہ بن شیخ اسمعیل قادری بنالی کے متبنے تھے۔ قصبۂ بہوم سے بنال کو جاکر حضرت شیخ عبدالرزاق بنالی کی خدمت مین حاضر ہوے۔ ایک مدت تک اون کی خدمت کی اور مراتب سلوک طے کرکے خاندان قادریہ مین خرقہ خلافت کا پہنا۔ بعد حصول خلافت بال بچون کو ہمراہ لیکر قصبۂ بیر مین تشریف لائے۔ مومن پورے مین مکان مول لئے یہان مدت العمر شبانہ روز عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تھے اور عام قبولیت حاصل ہوگئی تھی۔ باوجود ہجوم خلایق کی اوقات مقررہ مین فرق نہ آیا۔ صرف سائلون کا جواب دینے بغیر ضرورت بات نہین کرتے تھے۔ اور یہ فرماتے تھے کہ اگر مین سائلون کا جواب ندونگا تو آخرت مین پوچھا جاؤنگا اور نیز یہ بھی ارشاد کرتے تھے کہ نعمت بدون محنت و مشقت کے حاصل

---

[1] (ن ب ا ل) لیکن ب مشدد ہے لوگ یہ کہتے ہین کہ یہ ایک قصبہ ہے گلبرگہ کے نواح مین ہڈگی کے جنشن کے قریب دو دنی سے (۲) میل کے فاصلہ پر ۱۲۔

نہین ہوتی مگر اوس محنت کے ساتھ مرشد بھی شفیق ہو۔ آپ بابا کوچک کے ایما سے جو انہین عالم رویا مین ہوا تھا قصبۂ بیر مین ابدی قیام فرمایا ورنہ وہ یہان پر بہت برداشتہ خاطر تھے عمر آپ کی ۸۰ سال کی تھی انتقال آپ کا ۱۶ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ مین ہوا۔ روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب مومن پورے مین زیارتگاہ خاص و عام ہے آپ کو عموماً قادر بادشاہ اور آپ کے جانشین فرزند بادشاہ ولی مرحوم کو بادشاہ صاحب کہتے ہین۔

(۷) حضرت صوفی شاہ

حضرت صوفی شاہ قدس سرہ العزیز صوبہ مجستہ بنیاد اورنگ آباد کے رہنے والے اور حضرت شاہ سراج قادری اورنگ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کو علوم تصوف منطق۔ معانی۔ تفسیر۔ حدیث۔ ادب مین بڑی دستگاہ حاصل تھی۔ آپکی علمی ترقی کا ایک بہت بڑا سبب یہ تھا آپ کو بڑے بڑے اہل علم کی صحبت میسر آئی تھی۔ قصبۂ بیر مین آنیکے بعد یہان کے اکثر لوگ اون کے معتقد ہو گئے تھے ۱۱۹۵ھ مین حافظ قرآن ہوے۔ دیوان کاظم زبان اردو مین آپنے بہت عمدہ تصنیف کیا ہے تخلص آپ کا (کاظم) تھا۔ تصنیف و تالیف کے طرف بہت مایل تھے۔ طلبا کو درس تدریس بھی دیا کرتے اور اثنار درس مین افادتاً بہت سے مفید باتین سنایا کرتے تھے۔

اب ہم اونکے چند ارشادات بیان کرتے ہین جو انہون نے اپنے طلبا کو فرمایا تھا (۱) علم و درہم کی فضیلت مین (۲) باپ و استاد کے تفوق مین (۳) انسانکی ذاتی لیاقت کیا ہے (۴) افراد انسانی کے اقسام کتنے ہین ان ہر ایک کی تفصیل حسب ذیل ہے

(الف) علم و درہم۔ اسکے نسبت فرماتے تھے کہ (شرف الانسان بالعلم والادب لا بالمال والنسب) علم کو کبھی نقصان نہین آتا۔ مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہے۔ علم حال

کا محافظ ہے۔ مال صاحب مال کا نگہبان۔ علم ابد لآباد کا رفیق ہے۔ مال صرف حیات تک رفاقت دیتا ہے۔ علم محتاج نہین۔ مال علم کا محتاج ہے۔ علم پیغمبرون کا میراث ہے مال فرعون وہامان کا متروکہ ہے۔

(ب) باپ واوستاذ۔ اسکے متعلق کہتے تھے۔ کہ باپ اپنے بچون کو صرف طعام سے پرورش کرتا ہے اور زمانہ کے ظاہری حوادث سے حتی الامکان محفوظ رکہتا ہے۔ اوستاذ اسلام کا راہنما ہوتا ہے اور شاگرد کے باطن کو عذاب الہی سے بچاتا ہے۔ باپ جانکا حافظ۔ اوستاذ ایمان کا ضامن ہوا کرتا ہے (من تعلم حرفاً فہو مولاہ) شاگرد کی ناقدردانی اور اوس کے اون حرکات پر جس سے اوستاذ کو رنج پہونچتا ہے بہت تعجب کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایسے شاگرد ہمیشہ محروم اور بدنصیب رہین گے۔ شریف اپنے اعمال وافعال صالحہ سے نیک نام رہے گا۔ رذیل اپنے مذموم صفت سے ہمیشہ بدنام اور اوس سے سوائے برائی کے نیکی ہرگز سرزد نہ ہوگی۔

(ج) انسان کی ذاتی لیاقت۔ اسکے نسبت فرماتے تھے۔ کہ انسان بڑا قابل ہے جبکہ اپنی قدر آپ جانے۔ سخن درحقیقت ایک آبدار موتی ہے جبکہ اپنے جاے پر وقار سے رہے۔ انسان کی وہی قابلیت ہے کہ منہی عنہ سے بچے اور امر بالمعروف مین ساعی رہے۔ اور اپنے کو بجمیع وجوہ خدا پر سونپے۔ اور حرص وہوا سے دستکش رہے سخن کی آبداری وہی ہے جبتک کوئی نہ پوچہے لب کشائی نہ کرے یہی اسباب ہین جو خلایق مین قبولیت عامہ حاصل کراتے ہین۔

(د) افراد انسان کے اقسام۔ اسکے متعلق کہتے تھے۔ کہ انسان چار قسم پر منقسم ہے (۱) مومن ومسلمان یعنے جو اللہ کے وحدانیت کا دل سے اقرار کرے اور زبان سے بھی کہے (۲) منافق وبے ایمانی یعنے جو اللہ کو دل سے نہ مانے صرف زبان سے اقرار کرلے یہ لوگ عنداللہ متہور ہین مگر بظاہر واجب التعظیم ہین (۳) بظاہر کافر وباطن مومن یعنے

اللہ جلشانہ کا دل سے اقرار کرتے ہین مگر زبان سے انکار یہ لوگ عنداللہ مقبول ہین مگر بظاہر کافر اور مستوجب حد ہین (۴) مشرک یعنے جو اللہ جل شانہ کا دل وزبان سے انکار کرتا ہے یہ کہکر آپنے یہ دعا مانگی تھی (اعوذ باللہ من النار ومن شر الکفار ومن غضب الجبار العزت للہ والرسول) آپ کا مرقد اندرون حصار چہار دیواری روضہ شاہ کوچک ولی متصل تالاب ایسان کے طرف برج مدور کے قریب واقع ہے۔

(۸) حضرت معمور شاہ

حضرت معمور شاہ قدس سرہ العزیز شادورا علاقہ نیجاب کے رہنے والے اور ابی الحیات گیلانی کے بیٹے شاہ قمیص قادری کے اولاد مین سے تھے۔ نسب آپ کا حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتہی ہوتا ہے۔ خاندان قادریہ مین جدی سلسلہ کے رو سے لوگون کو مرید کرتے تھے۔ اپنے عمر کے آخر زمانہ مین قصبۂ بیر کو اپنے قدوم سے رشک چین فرمایا تھا۔ کوتوالی دروازے کے قریب مکان محل لیکر اپنے لیئے گنبد نقارخانہ مسجد بہت شین طیار کرلے تھے۔ متبرک ذات آپکی انسانی کدورتون اور ذاتی خواہشون سے بالکل منزہ تھی۔ لوگون کو عاجزانہ اور پیارے لہجے سے ہدایت کرتے اور فرماتے کہ دنیا محض امتحان کی جگہ ہے اپنے نفس کو معطل نرکھے وقت کو ایک لحظہ ضایع نہ ہونے دے حتی الامکان ساعی رہے یہی سعی حقیقت کے دروازے تک پہونچانے والی ہے۔ جو چیز نظر مین آئے فوراً اوسکو دل مین جالے اور اوسکے کنہہ ماہیت پر غور کرے۔ وقت کو ہاتھ سے جانے نہ دے۔ آجکا کام کل پر نہ ٹالے۔ جو کچھہ ملجاے مغتنمات سے سمجھے۔ صحبت کو نعمت عظمیٰ خیال کرے۔ ابن الوقت ہونا چاہئے۔ (الوقت سیف قاطع) (ہمین است یک سخن دریاب ۔ کہ دایم در صدف گھر نباشد) اور نیز یہ بیت بھی آپ کے ورد زبان تھی (بزجنگ باد پاے سبکرو سوار کیست ۔ عمر عزیز ماست کہ برباد میرود)

آپ اپنی وفات کے بعد اوسی بنائے ہوئی گنبد مین مدفون کئے گئے لیکن ۱۲۵۱ھ کی طغیانی مین یہ تمام عمارات تباہ ہوگئے اب ظاہرہ دیکھنے کے لئے آپ کا صرف تعویذ موجود ہے

(۹) حضرت سید شاہ محمدؒ

حضرت سید شاہ محمدؒ قدس سرہ العزیز مرج تاج گانون کے رہنے والے اور سیدہ شاہ حسن عبدالقادری کے مرید و خلیفہ تھے۔ اپنے مرشد کی خدمت مین رہے چند سال کی محنت و ریاضت و عبادت مین تکمیل کو پہونچکر قصبۂ بیر مین تشریف لائے۔ موضع سیندری تعلقہ پرینڈہ مین آپ کے فرزند سید شاہ برہان الدین اور موضع نیکنور بالاگہاٹ مین آپ کے پوتے سید شاہ حسین قدس سرہما بہت مشہور و معروف ہین اور اون کی نورانی مزارون پر انوار الٰہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ آپ کا روضہ قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق عیدگاہ کے قریب ایک بڑے سنگین چبوترے پر بوسہ گاہ خلایق ہے۔

(۱۰) حضرت مکرم علیشاہ

حضرت مکرم علیشاہ قدس سرہ العزیز بڑے عارف کامل ذاکر شاغل درویش تھے خاندان قادریہ مین بیعت و خلافت حاصل تھی۔ ابوالمظفر جلال الدین شاہ عالم بادشاہ غازی نے ۸ رویمیہ اور سو بیگہ زمین اس تفصیل کے ساتھ پارگانون مین (۹۰) بیگہ باقی (۱۰) بیگہ اونکے مرقد کے اطراف عطا کیا تھا۔ اس دس بیگہ مین بہت عمدہ انار پیدا ہوتا تھا جو دور دراز تک اوسکی عام شہرت تھی۔ آپ کا مرقد قصبۂ بیر کے باہر جمعہ پیٹھ کے جانب شرق تکیہ مکرم علیشاہ سے مشہور و معروف ہے۔

(۱۱) حضرت شاہ بہاء الدین

حضرت سید شاہ بہاء الدین قدس سرہ العزیز چکلہ امریہ متعلقہ گیورائی ضلع بیر کے رہنے والے

اور اپنے بھائی سید شاہ حسین قادری کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کے نسب اور نیز جدی خلافت کا سلسلہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتہی ہوتا ہے۔ بزرگوار آپ کے خاص بغداد شریف کے رہنے والے اور بڑے زبردست سالک اور مجاہد اور مرتاض تھے۔ نیز بدستور آپ بھی بڑے زاہد عابد عاقل قانع متوکل رہا کرتے تھے۔ امیر بڑی قصبہ مین ۱۲۱۸ھ کو تشریف لائے اور تمام عمر انزوا پذیر رہ کر ۲۵ جمادی الثانی ۱۲۴۷ھ مین انتقال فرمائے۔ روضہ آپ کا قصبہ بیر کے باہر بہالدار پورے کے چوک مین اندرون حصار چہار دیواری زیارتگاہ خلایق ہے۔

(۱۲) حضرت مسکین شاہ

حضرت مسکین شاہ قدس سرہ العزیز کی بیعت و خلافت کا سلسلہ شاہ عبدالرزاق بنالے قادری کو پہونچتا ہے۔ آپ کو دست غیب کا عمل یاد تہا۔ مسافر نوازی اور غربا پروری مین یکتائے زمانہ تھے ہر ایک شخص آپ کے یہان آجاوے تو اوسکو تین شبانہ روز روٹی سالن ملجاتا تھا۔ آپنے مومن پورے کے چوک مین اپنے ہاتھ سے بیج بنایا تھا اور کئی سنہ اوسمین خلوت گزین رہے۔ اوس کے بعد اپنے مرقد کے قریب ایک باؤلی اور حضرات پنجتن پاک کے نام کا گنبد بنوایا اگرچہ یہ گنبد زیادہ بالا و بلند اور مشین نہین ہے لیکن مقدس نام کی وجہ سے آوانگاہ بنگیا ہے۔ اس گنبد کے قریب ایک مسافرخانہ اور بالاحصار انہین کے بنائے ہوے یادگار باقی ہین آپ کی وفات ۲۳ ماہ صفر سنہ ۱۲۶۹ھ مین ہوئی آپ کا مرقد قصبہ بیر کے باہر کوتوالی دروازے کے محاذی جانب شرق رود بینسرا کے اوس کنارے تکیۂ مسکین شاہ سے معروف ہے

گنبد پنجتن پاک۔ باؤلی۔ بالاحصار۔

(۱۳) حضرت شاہ خیرالدین

حضرت سید شاہ خیر الدین قدس سرہ العزیز کے والد قبلہ مرحوم سید حفیظ الدین قادری اپنے بال بچون کے ساتھ چکلہ امریڑ مذکور الصدر سے ۱۲۱۹ھ قصبۂ بیر کو تشریف لائے اوسوقت آپ اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ تھے۔ ولادت آپکی ۲۱ ربیع الثانی ۱۲۰۲ھ مین ہوئی۔ آپ بڑے متین حلیم صادق صابر شاکر متقی عابد زاہد مرجع خلایق تھے سیکڑون مسلمانون نے آپ کے ہاتھ بیعت کیا تھا۔ کسر نفسی مین اونکی کوئی نظیر نہین تھی۔ آپ جمیع صفات حمیدہ سے موصوف اور افعال واعمال پسندیدہ سے ممتاز تھے وفات آپکی ۱۴ شوال ۱۳۰۰ھ مین جمعہ کے دن ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے اندر جونہ بازار کے شارع عام سے جانب شمال زیارتگاہ خلایق ہے۔ آپ کے بعد آپ کے منجلے فرزند

سید شاہ بہاء الدین عرف پیارے صاحب

سید شاہ بہاء الدین المعروف پیارے صاحب مسند خلافت پر جلوہ آرا ہوے اور ارادتمندون کی تلقین کرتے رہے وفات اونکی ۸ محرم ۱۳۱۵ھ مین ہوئی اور اپنے والد کے قریب بجانب شرق مدفون ہوے۔

دوسرا معمہ

چشتیہ خاندان۔ اور اوسکے مقدس شیوخ

(۱) حضرت شاہ کوچک ولی

حضرت خواجہ ابو الفیض المخاطب شاہ کوچک ولی المشہور شہنشاہ ولی قدس سرہ العزیز نواح پنجاب سے دکن مین تشریف لائے۔ آپ کی بیعت مین تین روایتین منقول ہین جنکو مین حسب ذیل گذارش کرتا ہون۔

(روایت اول) حقایق الاولیا ملفوظ قاضی مہذب الدین مین لکھا ہے کہ آپ قاضی الاولیا قاضی مہذب الدین قاضی قصبۂ کیج ضلع بیر کے مرید تھے۔ انہین کی خدمت مین ایک مدت

تک رہے اور ریاضتین کین اور حصول نعمت کے بعد حسب الارشاد قاضی صاحب کے ۷۳۵ھ مین رونق افروز قصبۂ بیر ہوے ۔ اثناء راہ مین منگیج کی جانب اور پشت بیر کے طرف کئے ہوئے راستے فرماتے تھے انتہی کلامہ ۔

(روایت دوم) برہان الدین اولیا کے شجرہ طیبہ اور خواجہ زین الدین قدس سرہما کے ملفوظ مین لکھا ہے کہ آپ سید زین الدین بن خواجہ حسین بن سید محمود شیرازی ثم الدولت آبادی کے مرید تھے ۔ اور موضع مرچ کے حضرت شمنا میران اور مونگی پٹن کے حضرت سید السادات اور خلدآباد کے حضرت زین الدین[۵۱] یوسف قدس سرہم آپ کے پیر بھائی ہین ۔

(روایت سوم) خواجہ موسی اورنگ آبادی اپنے ملفوظ مین سیر محمدی[۵۲] سے نقل کرتے ہین کہ آپ حضرت مولانا شیخ برہان الدین محمد بن ناصر الملقب بالغریب الہانسوی ثم الدولت آبادی قدس سرہ کے مرید ہین اور حضرت شیخ برہان الدین حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کے دیکھنے والے تھے ۔

ہمنے جب اپنے پرانے ذخیرہ کی اس اختلاف کے نسبت الٹ پھیر کی اور نہایت جستجو کے ساتھ اوسمین دھونڈا مارا تب ہم کو پوری صحت اور یقین سے یہ متحقق ہوگیا کہ آپ حضرت برہان الدین غریب کے خاص مرید ہین اور حضرات قاضی الاولیا و خواجہ زین الحق قدس سرہما سے صرف استفادہ حاصل کیا تھا اگر کوئی ریزہ چینی کے ذریعہ سے اس بات کو باور کرلے کہ آپ برہان الدین غریب کے مرید نہین ہین خواجہ زین الحق یا قاضی الاولیا کے مرید تھے اوس کے اس یقین کا مذاق اور اوسکا سچا اندازہ ہرگز صحیح نہ ہوگا اور اوس باور کرنے والے کو ہم ایک ادنی نقیب کی طرح سمجھینگے کہ وہ ایک ہی بات پر اکتفا کرتا ہے تاریخ کے قرائن سے جو لوگ واقف ہین وہ اس

[۵۱] زین الدین یوسف کی تربت حضرت سید زین الدین زین الحق کے روضہ احاطے مین واقع ہے مگر وہ زین الحق کے نیم مرید تھے

[۵۲] سید محمدی کے مصنف حضرت سید محمد بندہ نواز حسینی کے خلفا مین سے تھے ۱۲

بات کی نزاکت خوب جانتے ہین کہ ہمعصر زمانہ اون معاصرین کے لئے ایسا مستند ہوتا ہے جو ایک نقیب کی مجرد صدا اوسکو پریشان نہین کرسکتی ہم بیر کے اون معتبر روایتون سے کافی تصدیق اور پورا اطمینان کرتے ہین کہ قاضی مہذب الدین اور برہان الدین غریب اور خواجہ زین الدین قدس سرہم ہمعصر تھے۔ کیا عجب کہ آپنے برہان الدین غریب سے بیعت کرنیکے بعد ان دونون حضرات کے فیضان صحبت سے بھی استفادہ حاصل کیا ہو مگر آپ کا خاندان چشت مین قطب الاقطاب اور جلیل القدر عظیم الشان ہونا حضرت برہان الدین غریب کی خاص توجہ کے باعث تہا۔ برہان الدین غریب نے چند روز کی خلوت مین ان کے تمام مراتب سلوک طے کرا کے اونکو مظہر تجلیات ربانی بنا دئے تھے۔

آپ کو دولت آباد سے قصبہ بیر مین آکر تقریبًا (۴) سال ہوے تھے کہ سلطان محمدؒ تغلق بھی یہان آیا اور آپ کا نام سنکر ملازمت مین حاضر ہوا اوس نے آپ سے پوچہا کہ چار دن مذہب برحق ہین مگر بالیقین فرمائیے کہ کونسا مذہب فاضل تر ہے آپنے فرمایا کہ امام اعظم رح کا مذہب زیادہ افضل ہے اور دوسرے مذہب انکے پس رو ہین اور امام ابوحنیفہ افضل المتقدمین ہین الحمد للہ کہ مین اسی مذہب کا پابند ہون اور نیز میرے پیر روشن ضمیر زبدۃ العارفین برہان الدین اور اون کے مرشد سلطان المشایخ نظام الدین اور اون کے مقدس پیشوا سید العابدین خواجہ فرید الدین شکر گنج اونہین کے مذہب مین تھے۔ سلطان چونکہ خود محقق اور فاضل اجل تھا جواب سنکر خاموش ہو رہا اور اپنے خیمہ گاہ کے طرف واپس چلا آیا۔

قصبہ بیر کے مشرقی گہاٹیون مین آپ نے ایک مختصر سا حجرہ بنوایا تہا۔ اوس حجرے کے اندر تقریبًا (۶۳) برس سر بمراقبہ بیٹھے رہے۔ اگرچہ آپ ہجوم خلق اللہ سے بہت متنفر تھے مگر راسخ الاعتقاد لوگ آپ کو کہان آرام لینے دیتے تھے ناگزیر اونکا قفا وجفا سہنا پڑتا تہا بڑے بڑے سلاطین آپ کے آستانۂ مبارک سے شرف اور سعادت دارین حاصل

کرتے تھے علاء الدین حسن کانکوی بہمنی کا بھتیجا خان محمد بن علیشاہ سال مین ایک دو مرتبہ حاضر خدمت ہوتا تھا۔ بہرام خان ماژندرانی حاکم دولت آباد نے اگرچہ آپ کی آستانہ بوسی کی مگر ہمیشہ معتوب رہا۔ سلطان محمد شاہ بہمنی بن سلطان علاؤ الدین حسن کانکوی بہمنی کو بڑی تمنا تھی کہ آستانۂ مبارک سے سعادت دارین حاصل کرے مگر شرابی ہونے کی وجہ سے آستانہ جا نہ سکا خود اوس کے دل پر ہیبت مستولی ہوتی جاتی تھی حجرۂ مبارک کے اطراف سے ہلٹ جاتا تھا۔

سنہ ۸۰۲ھ مین حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ العزیز گجرات کے راستے سے ہوتے ہوے خاص آپ کے سلب ولایت کی نیت سے قصبۂ بیر مین تشریف لائے ہمراہ اونکے بہت سے طلبا۔ ارادتمند شیوخ۔ فقرا تھے۔ ہر ایک اپنی اپنی جداگانہ شان وعظمت رکھتا تھا۔ ان سب کی چشم انتظار اون حضرات کے باہم معاملت پر لگے ہوئی تھی۔ اور یہ خیال کر رہے تھے کہ اب بابا کوچک کے بقاے ولایت یا سلب ولایت کے نسبت کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ اگرچہ اون گروہ فقرا کے دلون مین حضرت سید محمد گیسو دراز کی مہتم بالشان عظمت پہلے ہی سے جمی ہوئی تھی مگر اندیشہ تھا تو بابا کوچک کا کہ وہ اون کے پر جلال نظر کے سامنے کیسے ٹھیر سکین گے۔ جب حضرت سید محمد گیسو دراز حجرے کے قریب آگئے اور چاہتے تھے کہ اوس حجرے مین سیدہا چلا جاؤن مگر دروازہ اوسکا بہت چھوٹا تھا سر جھکائے بغیر جا نہین سکتے تھے اور ایسا اندر جانا اون کی شان عظمت کے بالکل خلاف تہا اسلئے دروازے کو جلال کی نظر سے دیکھے وہ فوراً کشادہ ہوگیا اوسکے کشادہ ہوتے ہی اندر سے آپنے اوسپر توجہ کی وہ ایک چشم زدن مین اصلی حالت پر آگیا اور اندر سے آپنے فرمایا (نہورے آوے نہورے جلے لالے کون تیرے بارے) اسکے ساتھ ہی گیسو دراز حجرے مین داخل ہوگئے مگر کس طرح اندر پہونچے اوسکی حقیقت کسی پر ظاہر نہ ہوسکی جب گیسو دراز کے استقبال کے لئے آپنے قیام فرمایا

اوسوقت آپ کا وہ پیوستہ پوست جو ایک مدت کے مراقبہ مین ران پنڈلی سے اور پہلو ہاتھ سے اور ہاتھ پہلو سے چسپیدہ ہوگیا تھا صدمہ قیام سے پھٹ گیا اور خون کے شرارے جاری ہوگئے تھے۔ سید محمدؒ گیسو دراز قدس سرہ نے معانقہ جسمانی کے بعد فرمایا ابوالفیض تم نے اپنا مرتبہ کہانتک پہونچایا ہے آپنے کہا غالباً جناب کو اس دریچہ پر امتحان ہوگیا ہوگا اور اسی دن کے امتحان کے لئے مین نے اوسکو بنا رکھا تھا اسپر بھی آپ کو توقف نہ ہوا۔ خاصتاً آپ کے سلب ولایت کی فکر کی اور غضبناک چہرے سے آپ پر توجہ فرمائے قریب تھا کہ اوسوقت آپ مسلوب الولایت ہوجاتے لیکن آپ کی باطنی قوت کے پرزور حدت نے سپر کا کام کی اونکی پوری قوت آزمائی کے بعد آپنے فرمایا (سید محمدؒ اوس نہ پیائی) آخر سید محمدؒ اپنے رفقاء طریقت کے طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ بابا کوچک کے شیخت کا پہریرہ اعلی مدارج پر لگا ہوا ہے اتنی بات کہنی سے آپ کی ذیشان عظمت ہمعصر اولیا کے دلون مین باوقار جگہ گئی۔ آپنے ان تمام مراتب کے بعد اون کی مہانداری کے پورے لوازم ادا کرکے سید محمدؒ گیسو دراز کو رخصت فرمایا۔ کہتے ہین کہ اوس دن بندہ نواز حسینی نے بہت سے اولیا کی ولایت جو سلب کرلئے تھے واپس دیدئے۔

حضرت بابا کوچک کا انتقال ۳ ربیع الاول ۸۰۵ھ مین ہوا۔ (مقبول خدائے بود) تاریخ وفات ہے روضہ آپ کا قصبہ بیر کے باہر جانب شرق (½) میل کے فاصلہ پر بوسہ گاہ خلایق ہے۔ آپ کے پرتکلف سالانہ عرس کے علاوہ ہر پنجشنبہ کے دن اور نیز ہندو مسلمانون کے خاص خاص اعیاد و تیوہارون مین آپ کے روضہ منورہ پر خلق اللہ کا بڑا ہجوم رہتا ہے پنجشنبہ کی صبح کو بلاناغہ اہل طوایف حاضر ہوکر گاتے ہین۔ باوجود اس مجمع کے کوئی عورت آپ کے چبوترے پر جہان آپ کا مزار پر انوار ہے جانہین سکتی۔

اباجی خوش باش اباجی مذکور قاضی مہذب الدین قاضی الاولیا کا پروردہ یافتہ تھا جسوقت

قاضی الاولیا نے باباکوچک کو رخصت فرمایا اوسوقت اباجی آپ کے ہمراہ کردیا گیا تھا اور اوسکو قاضی الاولیا نے وقت رخصت یہ کہا تھا کہ (باباکوچک خوش باش) اوس روز سے اباجی کا لقب اباجی خوش باش کے ساتھ مشہور ہوا اور باختلاف سمت یہ بھی معلوم ہوا کہ باباکوچک کی صحبت فیض برکت سے اوس کے دہن و بدن مین خوشبو پیدا ہوگئی تھی۔ جو لوگ اباجی سے ملتے تھے اونکا مشام اوسکی خوشبو سے معطر ہوجاتا تھا اباجی کی قبر روضہ منورہ کے پائین مین واقع ہے۔

(۲) حضرت سید سلیمان

حضرت سید سلیمان قدس سرہ العزیز بڑے عظیم الشان بزرگوار تھے۔ آپنے ابتدائے سلوک کو انتہائے اصول تک پہونچا دیا تھا۔ حضرت بندہ نواز حسینی سید محمدؐ گیسودراز قدس سرہ کے ساتھ آپکے مشربی ارتباط بہت بڑے ہوئے تھے۔ اور نیز سید محمدؐ کے والد سید یوسف (ابن سید علی بن سید محمدؐ حسینی) المشہور راجو قتال سے اتحاد نسبی کا آپ کو بہت بڑا فخر حاصل تہا۔ آپ اپنے بال بچون کو ہمراہ لیکر ہندوستان سے قصبۂ بیر مین تشریف لائے اور مدام الحیات عبادت الٰہی مین مصروف رہے ذیحجہ کی تیسری تاریخ ۸۱۶ھ مین انتقال فرمائے روضہ آپکا قصبۂ بیر کے اندر کاغذی دروازے کے متصل زیارتگاہ خاص وعام ہے۔ آپکی بیوی آپ کے مشرقی پہلو مین اور آپکے فرزند سید محمدؐ اپنے والدہ کے پائین مین مدفون ہین۔ امیر نواز جنگ بہادر نے آپ کا گنبد بہت ہی متین بنوایا ہے (قبت الانوار پر انوار باد) تاریخ تعمیر گنبد ہے

۱۲ ھ ۵ ۸

(۳) حضرت شاہ پیر بالا

حضرت شاہ پیر بالا قدس سرہ العزیز ہندوستان کے رہنے والے۔ اور حضرت

نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ کے مرید تھے۔ ہندوستان سے موضع تلگانون جو قصبۂ بیر سے جانب غرب (۴) میل کے فاصلہ پر آباد ہے رونق افروز ہوے ہمراہ آپکے حقیقی بھائی شاہ راجو اور نیز والدۂ ماجدہ تھین۔ مزدوری کے ذریعہ سے اپنے بھائی اور والدہ کی پرورش کرتے تھے باوجود اس محنت ومشقت کے ہمیشہ بکار دل بیار رہا کرتے ایکسال ایام خشک سالی مین ذات سے دعاء استسقا کے لئے صحرا مین نکل آئے جناب باری سے دعا کیا دعا آپ کی مقبول ہوئی پانی خوب برسا ندی نالے بھرپور ہوگئے آپ ایک درخت کاری کے نیچے بارش کے پانی مین بھیگے جارہے تھے شدت کی سردی سے نازک اور لطیف جسم کانپ رہا تھا سر کا عمامہ اور کاندھے پر کی پوسیدہ چادر بھی تر ہوگئی تھی۔ مارے ضعف وبرودت کے زمین پر گر پڑی اوسیوقت روح مطہر قالب بدن سے خدا کے سایۂ رحمت مین چلی گئی۔ آپ کی وفات ۱۶ رجب ۸۱۷ھ مین ہوئی اور اوسی درخت کاری کے پہلو مین مدفون کئے گئے۔ روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر ۲ میل کے فاصلہ پر جانب غرب رود کرپہ کے اوس کنارے زیارتگاہ خاص وعام ہے جس صحرا مین آپنے نزول باران رحمت کے لئے دعا فرمائے تھے اوس صحرا کو مسلمان مستجاب دعا کا تبرک مقام سمجھتے ہین اور خصوص خشک سالی مین قصبۂ بیر کے جملہ سادات صلحا علما اتقیا ضعفا شیوخ اس صحرا مین جاکر استسقا کی دعا اور نماز پڑھتے ہین اور نہایت عجز ونیاز وفروتنی کے ساتھ اللہ سبحانہ تعالی سے پانی مانگتے ہین اور تمام مسلمان اسی ماثور سلف کے پابند ہین۔

گنبد بیضاوی یہ گنبد حضرت شاہ پیر بالا قدس سرہ کے سیدھے پہلو کے جانب جنوب واقع ہے اس گنبد کے اندر حضرت شاہ پیر بالا کے والدہ ماجدہ اور حقیقی بھائی شاہ راجو مدفون ہین۔ یہان کے قدیم موروثی مجاورون کے زبانی معلوم ہوا کہ شاہ پیر بالا (سید حسینی) ہین۔

سنہ ۱۳۰۸ھ مین شاہ پیر بالا کی قبر شریف شق ہوگئی تھی شق ہونیکا سبب یہ تھا کہ آپکی قبر سے ملحق نیب کا درخت بہت بڑا اور پرانہ تھا جسکا تنہ تقریبًا (۲۰) ہاتھ لانبا اور عرض تخمینًا (۱۱) ہاتھ مدور تھا رمضان المبارک کی تیسری تاریخ دوشنبہ کے دن سنہ مذکور مین طلوع صبح صادق کے پہلے دفعتًا گر پڑا اوس کے صدمہ سے شق ہوگئی اور نیز حضرت کے زمانہ کا درختکاری بھی ٹوٹ گیا۔ سنہ ۱۳۰۹ھ مین جناب مولوی محمد قطب الدین صاحب محتسب قصبۂ بیر نے از سر نو قبر اور اوسکا سنگین چبوترہ تعمیر کرواے جزاک اللہ خیر الجزا۔

(۴) حضرت سید منجن

حضرت سید منجن قدس سرہ العزیز ہندوستان سے اسد الاولیا برہان الدین غریب کے زمانہ مین رونق افروز قصبۂ بیر ہوے۔ یہان مادام الحیات زاویہ خموشی مین ذاکر شاغل رہے آپ درحقیقت سالک مجذوب تھے وفات آپکی ۷ محرم سنہ ۸۴۰ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق (اردو بازار) مین رود بینیرا کے کنارے بوسہ گاہ خلایق ہے۔ آپکے روضہ منورہ کے سنگین عمارات و مسجد پر شاہی کتبے لگے ہوئے تھے لیکن رود بینیرا کے طغیانی مین تباہ ہوگئے۔ مسجد کا شکستہ کتبہ پڑا ہوا ابتک موجود ہے مگر شکستگی کی وجہ سے پڑھا نہین جاتا۔

حضرت خواجہ شمس الدین شہید

حضرت خواجہ شمس الدین شہید قدس سرہ العزیز نے الہام غیبی کی بنا پر ظاہری سلطنت چھوڑکر باطنی سلطنت کا تاج سر پر رکھ لئے تھے اور بزرگان چشت سے فیضان حاصل کرتے ہوے بال بچون کو ہمراہ لیکر قصبۂ بیر مین تشریف لائے آپ نہایت سیاح۔ شجیع۔ دلیر۔ قوی بازو۔ فن جنگ سے بھی واقف تھے ایک روز

مصاف جنگ مین شیر و پلنگ کی طرح تڑپکر اٹھے اور کئی سرون کو اپنے آبدار اور خون ریز شمشیر سے مثل گیند کے گراتے ہوے خود بھی اسی میدان جنگ مین نہایت بہادری سے لڑکر شہید ہو گئے شہادت آپکی ۱۴ رجب ۸۴۳ھ مین ہوئی۔ روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے اندر جانب جنوب فصیل کے قریب متصل برج زیارتگاہ خلایق ہے آپ کی وفات کے بعد آپ کے اہل وعیال قصبۂ آشٹی کے طرف چلے گئے۔

(۶) حضرت محمد سالار

حضرت محمد سالار قدس سرہ العزیز قلعہ پرینڈہ علاقہ صرفخاص ضلع نلدرگ کے رہنے والے اور حضرت شاہ[1] نظام الدین ثانی اورنگ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے خلافت کا خرقہ ملنے کے بعد بال بچون کو ہمراہ لیکر قصبۂ بیر مین تشریف لائے۔ آپ ہمیشہ تلاوت قرآن۔ ذکر الٰہی اور صوم و صلوۃ مین مصروف رہا کرتے تھے قوت بسری کسب حلال سے فرماتے اور مسلمانون کو نماز کی تحریص و ترغیب دیا کرتے تھے۔ جو مسلمان پابند صلوٰۃ ہوتا اوسکو بہت محبت سے دیکھتے اور یہ فرماتے کہ فیوضات الٰہی کسبی خاص کے لئے مقرر نہین ہین (من جدّ وجد) آپ کی وفات ۸ ربیع الاول ۱۱۶۵ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے اندر کاغذی دروازے کے قریب شارع عام سے جانب شمال برج قلعہ کے نیچے زیارتگاہ خاص و عام ہے۔

(۷) حضرت سید محمد خطیب

حضرت سید محمد خطیب قدس سرہ العزیز عیدگاہ و جامع مسجد بیر کے خطیب اور

[1] حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز بتاریخ ۱۳ ماہ ذیقعدہ ۱۱۴۲ھ مین انتقال فرمائے روضہ آپ کا اورنگ آباد مین زیارتگاہ عالم ہے ۱۲۔

سید بہاء الدین صاحب مرحوم کے فرزند اور حضرت شاہ نظام الدین ثانی اورنگ آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ شریعت کے بڑے پابند لیکن تمسک حدیث نبوی (السماع مباح لاہلہ) کی رو سے گانا سنتے تھے۔ اکثر حلقہ کشی کیا کرتے۔ کہانیکے طرف بہت کم میلان تھا۔ اور یہ اکثر فرماتے تھے کہ انسان عبادت کے لئے پیدا ہوا ہے نفس پروری کے لئے نہین پیدا کیا گیا گو طعام سے بدن کی قوت اور تن کی تازگی ہوتی ہے مگر اوس غذا سے اوتنا ہی کام لینا چاہئے جسقدر حاجت ہے نہ اسقدر کہ حد سے گذر جاے اور بہایم کا حکم پیدا کرے۔ ذاکران خدا کو خدا کے ذکر کی غذا اور بیمار ان خدا کو خدا کے فکر کی دوا کافی ہے۔

ایک روز آپ فرح بخش باغ مین تشریف فرما تھے۔ ہمراہ آپ کے قوال ارادتمندون کا بہت بڑا حلقہ تھا۔ آپنے قوال سے فرمایا کہ وقت (ملہار) کا ہے۔ قوال نے حکم کی تعمیل کی رباب کے تار ملہار کے پردون پر کھینچا۔ اور گانا شروع کیا باوصف اس کے کہ گرمی کا موسم اور خاص زوال کا وقت تھا راگ شروع ہوتے ہی ابر آیا اور اسقدر پانی برسا کہ اوس مجلس سماع سے ارباب مجالس کے ساتھ اٹھنا مشکل ہوگیا تھا۔ وفات آپکی غرہ شعبان ۱۱۷۷ھ مین ہوئی۔ عمر آپ کی تقریبًا (۸۰) سال کی تھی روضہ آپ کا قصبہ بیر کے اندر متصل چوک قدیم شارع عام سے جانب شمال گنبد مین زیارتگاہ خلایق ہے محمد امین خوش نویس نے آپ کی وفات کے مادہ تاریخ کیا خوب کہا (خطیب مرشد بود ۱۱۷۷ھ)

(۸) حضرت شاہ فتح

حضرت شاہ فتح قدس سرہ العزیز نے معمور خان جاگیردار قصبۂ بیر کے زمانہ مین گوبند گوسائین سے وحدۃ الوجود کے نازک مسئلہ مین بہت بڑی بحث کی تھی اگرچہ گوبند بظاہر ناخواندہ معلوم ہوتا تھا مگر مسائل تصوف سے پوری آگاہی رکھتا تھا۔ آپ سے

اپنے دعوی کو اوسکے خلاف مین عمدہ دلایل سے ثابت کر دئے تھے آخر اوسکو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہوگیا آپ کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر بہاگ گیا۔ آپنے اوسی جگہ جہان وہ رہتا تھا اپنا دائمی مصلے بچھادئے اور انتقال کے بعد وہین مدفون ہوے۔ سید لشکری اور اون کے فرزند سید احمد اور اون کے فرزند سید معاد آپ ہی کے جوار رحمت مین مدفون ہین اور ان تمام حضرات کا طریق چشتیہ تھا۔ حضرت شاہ فتح کا مرقد سید رضی الدین مکی کے روضہ کے قریب رود بینسرا کے کنارے عموماً تاڑ کے تکیہ سے مشہور ہے چند سال کے پہلے یہان کی مسجد اور بنگلہ بہت آراستہ تھا۔ رود بینسرا کی لطافت اوس بنگلہ مین بیٹھکر دیکہا کرتے تھے اسوقت یہ تکیہ ویران پڑا ہوا ہے۔ قدیم عمارات جو ندی مین بنے ہوئے تھے منہدم ہوگئے ہین۔

(۹) حضرت شاہ قایم و شاہ دایم

حضرت شاہ قایم و شاہ دایم قدس سرہما العزیز نے بڑے بڑے حضرات چشتیہ کی صحبت سے فیضان حاصل کئے تھے۔ شریعت و طریقت کے اسرار سے خوب واقف تھے۔ زہد و ورع و ریاضت مین یکتا اور امر معروف و نہی منکر مین اون کے سامنے خویش و بیگانہ یکسان تھا ان دونون کے قبور کرار پورے مین عموماً تکیہ کے لقب سے مشہور ہین۔

(۱۰) حضرت شاہ غلام حسین

حضرت حاجی سید شاہ غلام حسین قدس سرہ العزیز نجارے کے عالی نسب سادات اور صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد کے رہنے والے اور حاجی حرمین الشریفین تھے۔ اپنے والد سید شاہ کمال اللہ سے بیعت کر کے خاندان چشتیہ مین بڑا رجحان پیدا کیا تھا۔ عامل بڑے زبردست تھے۔ قصبۂ بیر مین نواب بشیر نواز جنگ بہادر صوبہ دار

اورنگ آباد کی پائگاہ کے تھے آپ اس پائگاہ کے صدر وغیرہ تھے۔ انتقال کے ایک روز پہلے قبر کی جاے پسند کئے اور اوس کے دوسرے روز ۲۴ شعبان ۱۳۰۸ھ مین رحلت فرمائے روضہ آپ کا حضرت شاہ کوچک دلی کے جوار رحمت مین بہنڈاریصاحب کے تکیہ کے اندر جانب شمال لب سڑک زیارتگاہ خاص وعام ہے۔

تیسرا لمعہ

سہروردیہ خاندان۔ اور اوسکے مقدس شیوخ

(۱) حضرت گوشہ نشین

حضرت ابوالفتح گوشہ نشین بن شیخ بدرالدین بن شیخ نورالدین قدس سرہ العزیز حضرت شاہ منجن کنج نشین کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کے طریق کا سلسلہ حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت سے ہوتا ہوا حضرت غوث الزمانی بہاءالدین[1] زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتہی ہوتا ہے۔ آپ بڑے متوکل تھے نزدیک آپ کے سواے ایک ابریق وعصا کے دوسری کوئی چیز نہ تھی۔ مگر حاجتمندون کی غیب سے حاجت روائی فرماتے تھے۔ ایک روز ایک شخص آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور خید برتن تانبے کے آپ سے طلب کیا۔ آپ اوس کے دلی منشا سے واقف ہوکر تبسم فرمائے اور تالاب کے طرف اشارہ کرکے کہے تجکو برتنون کی جسقدر ضرورت ہو وہان سے لیجا جب وہ

[1] حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی کے نسب آبائی کو شیر علی قانع نے اپنی تاریخ تحفۃ الکرام کے جلد سوم مین اس طرح لکھا ہے بہاءالدین زکریا بن شیخ ابو محمد بن شیخ ابراہیم بن شیخ عبداللہ بن شیخ شہاب الدین بن شیخ زکریا بن شیخ نورالدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ وجیہ الدین بن شیخ مسعود بن شیخ رضی الدین بن القاسم بن الجعفر بن ابی بکر رضی اللہ عنہ۔ اور مجموعہ خلاصۃ العارفین جو قدیم قلمی رسالہ ہمارے سامنے موجود ہے اسمین حضرت بہاءالدین زکریا کا مادری نسب اسطرح لکھا ہے بہاءالدین زکریا از بطن حضرت بی بی فاطمہ بنت عیسی بن عبداللطیف بن عبداللہ بن عبید اللہ بن احمد بن جعفر بن محمد بن شیخ الاسلام غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی بود وکان عیسی فی سجادۃ جدہ الاعلی شیخ محی الدین عبدالقادر الحسنی الحسینی ۱۲

تالاب کے طرف گیا برتنون کا انبار دیکھا اوسکو حیرت ہوئی کہ بظاہر سوائے ایک ابریق اور عصا کے نزدیک کچھہ نہین ہے یہ انبار کہان سے پیدا ہوگیا ہے اوسکو تو امتحان کرنا منظور تھا لیکن امتحان آزمانے کے بعد بجائے خود بڑا شرمندہ ہوا - ایک روز آپ کی خدمت مین بہت سے طلبا اور فقرا جمع تھے - طریقت کے ایک پیچیدہ مسئلہ مین سب ملکر بحث کر رہے تھے ہنوز اوس بحث کا خاتمہ نہین ہوا تھا کہ موذن نے مغرب کی اذان کہی نماز مغرب پڑہنے کے بعد پھر اوسی طرح مباحثہ کا حلقہ قایم ہوگیا لیکن شمع مین تیل نہ تھا آپنے خادم سے فرمایا اگر تیل نہ ہو تو پانی اوسمین ڈالکر روشن کردے خادم نے بجائے تیل کے پانی ڈالدیا اور بتی روشن کردی وہ چراغ تمام رات تیل سے زاید روشنائی دیرہا تھا - آپ کے اس تصرف سے تمام مجلس متحیر تھی پھر آپنے اوس پیچیدہ مسئلہ کو اس توضیح کے ساتھ سمجہایا کہ وہ مسئلہ ہر ایک کے سمجہہ مین فوراً آگیا - جسکو آپ اس طریق مین اہل سمجھتے تھے اوسکو مرید کرکے خلافت کا خرقہ پہناتے تھے - ایک روز قوال نے اون ابیات کو جو سید نجم الدین ہروی کے بیٹے امیر حسین نے مخدوم بہاء الدین زکریا کے مدح مین لکہا ہے آپ کے روبرو گایا آپ اوسکی سماعت سے ایسے بیہوش ہوگئے تھے کہ تین دن تک بیخود پڑے رہے چوتھے روز مستانہ حالت کے ساتھ آنکھ کہولے مگر جسپر نظر پڑتی تھی وہ دیوانہ کی طرح ہُو ہُو کی آواز لگاتا ہوا پہاڑون کے طرف چلا جاتا تھا -

رسالہ اوراد - جو ایک مطلا و مذہب ۸۴۵ھ کا لکہا ہوا ہے اسکے حاشیہ پر جلی قلم سے مرقوم ہے کہ آپ سے حضرت شیخ علیشاہ[1] المعروف بہ سانکڑے سلطان مشکل آسان بن شیخ

[1] حضرت شیخ علیشاہ قدس سرہ کا تذکرہ رسالۂ انوار القندہار مصنفۂ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ العزیز مین مصرح ہے - مولانا اوس رسالہ مین تحریر فرماتے ہین کہ حضرت شیخ علیشاہ کا مولد اور مدفن قندہار ہے - اور عین الجمال آپ ہی کی تصنیف تھی جو قصبۂ قندہار کے تاراجی دوریانے مین گم ہوگئے - نسباً آپ شیخ ہین لیکن کون سے شیخ تھے اسکی تحقیق نہ ہوسکی بعض حضرات کا بیان ہے کہ غالباً آپ حضرت مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد مین سے ہین اور اصل طریقہ آپ کا سہروردیہ ہی طریقہ رفاعیہ مین طالب ہوئے ہین اور اسی وجہ سے مشہور بزکریای الرفاعی ہین وفات آپ کی ۹ صفر ۸۵۶ھ مین ہوئی (مشکل کشای دین و دنیا) مادۂ تاریخ وفات ہوا انتہی کلامہ اب ہم کہتے ہین کہ مولانا کے تحریر اور رسالہ اوراد کے مضمون پر غور سے دیکہا جاتو یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شیخ علیشاہ سہروردی مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی کے صحیح النسب اولاد مین سے تھے ۱۲

بن شیخ احمد بن شیخ محمد زکریا الرفاعی کو بے انتہا محبت تھی۔ نہ صرف اتحاد بلکہ ان دونون مین
سلطان سانگری اصلی طریق سہروردیہ ویک جدی ہونے کا خلوص بڑہا ہوا تھا۔ اور باہم
خط وکتابت سے بھی مقاصد طے ہوا کرتے تھے۔ حضرت شیخ علیشاہ قدس سرہ کا جسوقت
انتقال ہوا آپ نے اوسی وقت فرمایا کہ قندہار کا چراغ گل ہوگیا ہے اور وہ میرے دینی اور
برادر نسبی خاندان کا شمع تھا۔ اس واقعہ کے چوتھے سال ۸ ماہ شعبان المعظم ۸۶۰ھ مین
آپ کا بھی انتقال ہوگیا۔ جسوقت آپ کا جنازہ تالاب کے اوپر وسیع میدان مین جانب
غرب رکھا گیا مصلیان جنازے کی تعداد غیر معین تھی اور اوس جماعت مین حضرت
سلطان سانگڑے کو طلبا طریقت نے شریک ہوتا ہوا دیکھا مگر سلام کے بعد ہی مشرقی
گہاٹیون کے طرف تیز رفتار نظر آئے اور کچھ دور جاکر غائب ہوگئے۔ اور طلبا نے
اوسی حیرت مین حضرت شیخ ابوالفتح کو دفن کیا۔ مزار پر انوار آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب
شرق تقریبًا (½) میل کے فاصلہ پر بوسہ گاہ خلایق ہے۔

(۲) حضرت سید شاہ سمجھہ کہیل

حضرت سید شاہ سمجھہ کہیل قدس سرہ العزیز ترکستان کے رہنے والے اور شاہ عبدالواحد
نوری کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ کی بیعت کا سلسلہ حضرت ابوالفتح گوشہ نشین سہروردی
کو منتہی ہوتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے جس شخص نے دنیا کے کامون کو عقبیٰ پر مقدم رکہا
اوسکی دنیا اور دین دونون خاک مین ملجائین گے نہ اوسکو دنیا مین فائدہ ہوگا نہ آخرت
مین سرسبز رہے گا اور ایسے شخص کی شان مین (خسر والدنیا والآخرہ) وارد ہے
آپ کا روضہ قصبۂ بیر کے باہر حضرت گوشہ نشین کے روضہ کے قریب بلند ٹیکڑی پر زیارتگاہ
خلایق ہے۔

(۳) حضرت شاہ منصو

حضرت شاہ منصور قدس سرہ العزیز قصبۂ بارہہ کے عالی نسب سادات اور سید شاہ سمجھ کھیل کے مرید و خلیفہ اور سید شاہ بودل کے فرزند تھے۔ جسوقت آپکے والد قصبۂ بیر مین تشریف لائے آپ نہایت کم سن۔ مگر کم سنی مین بھی آپ کی پیشانی سے آثار ولایت و مراتب نمایان تھے۔ باپ کے فیضان صحبت سے دل آپ کا انوار الٰہی سے معمور اور طلعت اسرار سے مسرور رہتا تھا۔ سن تمیز مین سید شاہ سمجھ کھیل سے بیعت کی اور خاندان سہروردیہ کے خلافت کا خرقہ پہنکر بمقتضائے شریعت نبوی متاہل ہوے۔ خدا نے فرزند عطا کیا۔ مہدجی سندیہہ عایجاہ والی گوالیار آپ کا بڑا معتقد اور سچا ارادتمند تھا آپ کی تعظیم و بزرگی کا سکہ ریاست گوالیار مین باوقار جاہوا ہے وفات آپ کی ۱۴ ربیع الاول ۱۱۷۲ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر ایک میل کے فاصلہ پر مابین شرق و شمال زیارتگاہ خاص و عام ہے آپکے بعد آپ کے خلف الصدق سید حبیب شاہ صاحب مسند خلافت پر جلوہ آرا تھے۔ حضرت منصور شاہ کا روضہ سنگ مرمر سے بہت ہی خوشنما اور دلچسپ و دل آویز طیار کیا گیا ہے۔ دربار گوالیار سے آپ کے جانشینون کے نام ہزارہا روپیون کے فتوح اور ہمارے سرکار سے روضہ منورہ کے عود و گل کیلئے صدہا روپیون کے جاگیرات مقرر ہین۔

(۴) حضرت شاہ اسداللہ

حضرت شاہ اسداللہ سہاگی قدس سرہ العزیز ہاتون مین چوڑیان سرپر سبز اوڑنی دانتون مین مسی آنکھون مین کاجل سر مین بالون کا جوڑا اور زنانی لباس پہنا کرتے تھی عبدالرحیم صاحب مرحوم کے فرزند غلام محمد صاحب نائب واقع نگار قصبۂ بیر ناقل ہین

غلام محمد صاحب نائب واقع نگار

کہ رائے جیمونم لعل کے ایام حکومت مین ایکبار خشک سالی ہوئی تھی رائے صاحب نے آپ کو دعاء استسقا کے لئے مجبور کیا آپنے

یہ سمجھلیا کہ لوگ میرا پیمانہ چھوڑینگے جوش مین آکر ہاتھ مین سونٹا لئے ہوے بسترے اٹھے غضبناک اور پہر جلال نظر کے ساتھ آسمان کو دیکھتے ہوے فرما رہے تھے کیون سہاگن کی بات نہین سنتا پانی برسا نہین تو یہ سہاگن سہاگ تیرا پھینکدے گی اتنا کہنا ہی تھا کہ ابر آگیا اور خوب پانی برسا۔ آپ نے چھوٹم لعل کو چشم نمائی کی اور فرمایا بار دیگر زاویہ نشینون کو تکلیف نہ دینا اوس نے یہ کلام سنکر قدمبوس ہوتا ہوا اور پانی مین بہیگتا ہوا اور ندی نالون سے بدقت عبور کرتا ہوا اپنے گھر پہونچا۔ وفات آپکی ۱۱۲۵ھ مین ہوئی (سہاگن داخل جنت ہوئی) تاریخ وفات ہے۔ روضہ آپ کا قصبہ بیر کے باہر سلتان باغ کے جانب شمال ایک پرانی شکستہ دیول کے قریب رود بینسرا کے کنارے زیارتگاہ خاص وعام ہے۔ زندگی مین بھی آپ اسی دیول کے اندر رہا کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ اس دیول مین سلتانجی بنالکر نے بنوایا ہے۔

(۵) حضرت رفیق شاہ

حضرت رفیق شاہ قدس سرہ العزیز بانوا فقیرون کے سرگروہ اور طریق سہروردیہ کے باخبر درویش تھے آپ کی مریدی کا سلسلہ حضرت ابوالفتح گوشہ نشین قدس سرہ کو منتہی ہوتا ہے مرقد آپ کا مابین درگاہ گوشہ نشین وعیدگاہ کے ایک بلند ٹیلے پر عموماً تکیہ کے لقب سے مشہور ہے۔

(۶) حضرت کالے شاہ

حضرت کالے شاہ قدس سرہ العزیز متوکل درویش تھے طریق آپکا سہروردیہ تھا بیعت کا سلسلہ حضرت ابوالفتح گوشہ نشین قدس سرہ کو پہونچتا ہے۔ مرقد آپکا خاص باغ کے قریب عموماً تکیہ کے لقب سے مشہور ہے۔ اس تکیہ کی نہر مین نہایت شاداب ہے

یہان کا کونلہ سنترا کیلہ بہت ہی بالیدہ ہوا کرتا ہے۔

(۷) حضرت احمد شاہ

حضرت احمد شاہ قدس سرہ العزیز یا مروت درویش تھے۔ طریق آپ کا سہروردیہ تھا اور بیعت کا سلسلہ حضرت گوشہ نشین کو منتہی ہوتا ہے۔ مرقد آپ کا رومی وسردر خان کے مرقد کے وسیع میدان مین عموماً تکیہ بہنڈاری کے لقب سے مشہور ہے۔ اس تکیہ مین ایک باولی اور مسجد سنگین رومی خان کے زمانہ کی قابل قدر یادگار باقی ہے اور سلطنت نظام شاہیہ کے بڑے بڑے امرا اس تکیہ مین مدفون ہین۔

چوتھا لمعہ

نقشبندیہ خاندان

حضرت شاہ غلام احمد

حضرت شاہ غلام احمد قدس سرہ العزیز کا اصل نام غلام محمد المعروف قاضی محمد رکن الدین احمد تھا۔ آپ کو شاہ زین العابدین قدس سرہ العزیز قندہاری نے عطائے خلافت کے وقت (شاہ غلام احمد) کا خطاب سرفراز فرمایا تھا اسلئے اس متبرک نام سے آپ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ آپ رجب کے ۹ تاریخ ۱۲۳۹ھ مین پیدا ہوے اوائل عمر مین علوم ظاہری کے طرف توجہ کی صرف نحو فقہ حدیث تفسیر مین دستگاہ حاصل کرنیکے بعد حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ العزیز قندہاری الناندیری کے بڑے فرزند

لہ مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ العزیز کا مولد و مدفن قندہار ہی۔ آپ ۹ جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ روز شنبہ بعد نماز صبح پیدا ہوے ۱۱۹۹ھ مین حرمین الشریفین سے بعد فراغت علوم ظاہری و باطنی قندہار کو تشریف لائے ۱۲۱۳ھ مین (انوار القندہار) تصنیف فرمائے اس رسالہ مین قندہار کے بزرگان دین کا اجمالاً تذکرہ ہے

حضرت شاہ زین العابدین صاحب مرحوم کی لڑکی سے شادی کر کے اپنے حقیقی خسر سے خاندان قادریہ مین بیعت و خلافت کا فخر حاصل کئے اور پھر وہان سے حضرت مولانا حافظ محمد علیصاحب خیر آبادی چشتی کی خدمت مین حاضر ہو کر یہان سے خاندان چشت کا فیضان حاصل فرمایا اور نیز بیعت کر کے تکمیل سلوک کے بعد حضرت شاہ سعداللہ قدس سرہ کی خدمت بابرکت مین پہونچے اور خاندان نقشبندیہ مین ارادت حاصل کئے اور ایک مدت تک شاہ صاحب قدس سرہ کے حلقہ ریاضت و مجاہدہ مین رہ کر میدان معرفت مین راسخ القدم بنگئے اور آپ کو اسی مشرب مین زیادہ غلو تھا اسلئے ہمنے آپ کا احوال خاندان نقشبندیہ کے لمعہ مین ذکر کیا ہے قصبۂ بیڑ مین سوائے آپ کے نقشبندیہ طریق کا کوئی راہنما موجود نہ تھا۔

سنہ ۱۲۴۷ھ

حیدرآباد کے وزیر السلطنت راجہ چندولعل بہادر نے ربیع الاول کی ۲۶ تاریخ مین پرگنہ بیڑ کی منصب قضا آپ کو عطا کیا۔ آپنے اس جلیل القدر منصب کو مادام الحیات نہایت دیانت و راستی کے ساتھ انجام دئے۔ شرعی معاملات کے نفاذ امر معروف اور حق بات کہنے مین کسی کی آزردگی کا خوف نہین رکھتے تھے اور بلحاظ شریعت طریق نقشبندیہ کے بڑے پابند تھے۔ باوصف کثرت اشغال و مراقبہ و پابندی صوم و صلوۃ و تہجد و تدریس و افتاد و انتظام امور معاش گم کردگان راہ ہدایت کو راہنمائی فرماتے تھے۔ خصوصًا ربیع الاول کے ۱۲ دن اور ربیع الثانی کے ۱۱ روز اپنی دارالقضا مین مدت العمر وعظ کرتے رہے۔ اور جب کسی آیت کی معانی کرتے وہ مضامین عالی بیان فرماتے کہ سامعین ششدر ہو جاتے تھے۔ آپ کا فکر علم۔ مباحثہ وعظ مین مثل روشنی برق کے چمکتا تھا۔ اور نہ کوئی آپ کے قول و فعل پر نکتہ چینی کر سکتا تھا۔ آپ ہمیشہ خانہ نشین رہا کرتے صرف جمعہ کے روز جامع مسجد اور سال مین دو مرتبہ عیدگاہ کو میانہ مین سوار ہو کر جاتے تھے۔ جمعہ کے روز پیدل جاتے مگر راستے سے نہایت

فروتنی کے ساتھہ چلتے نظر نیچے رہتی تھی گویا نظر بر قدم کی مصداق ہے نماز جمعہ کے بعد وعظ فرماتے۔ اور جو کوئی مباحثہ پیش آتا تو اوسکا ثبوت کافی دیتے تھے۔ آپکو دو خصلت کے آدمی سے بہت تنفر تھا ایک بدعتی دوسرا حقہ کشون سے اور آپ تادم زیست اونکی صحبت سے پرہیز کرتے رہے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ آپ کے سامنے حقہ پیئے یا گائے یا مزامیر بجائے۔

سنہ ۱۲۹۴ھ مین خشک سالی سے خلق اللہ تباہ ہوئے جارہے تہی۔ پانی کا ایک قطرہ نہین برسا آسمان پر ابر کا ہتیلی برابر ٹکڑہ نظر نہین آتا تھا۔ ندیان خشک ہوگئین تھین لوگ مارے بھوک کے تڑپ رہے تھے جانین نکل رہین تھین عام لوگون نے اپنے تنگی سال قلت مال ضعف حال کی سرگذشت دردناک لہجہ مین آپ سے بیان کی آپ نے یہ سنکر مسلمانون کی جماعت کے ساتھہ حضرت شاہ پیر بالاقدس سرہ کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔ طریقہ اسلاف کے بموجب صحرا مین جاکر دعا و نماز استسقا ادا کئے مگر وہان پر تقریبًا (۱½) مہینے کا قیام رہا روزانہ کر پہ ندی مین کمر برابر پانی کے اندر کھڑے رہکر عمل کو پورا کرتے تھے۔ اور شام کو مسجد مین آکر آرام فرماتے ایک شب مین آپنے خواب دیکہا کہ نیشکر کا استعمال کر رہا ہون جب صبح ہوئی آپنے اس خواب کی تعبیر فرمائی کہ میری مستعار زندگی کا بھروسہ نہین ہے اس سرائے فانی مین چند روز کا مہمان ہون اور ملک بقا کے سفر کا عنقریب سامنا ہے اس تعبیر کے بعد تمام دن نہین گذرا تھا کہ عصر کے قریب دفعتًا لرزہ پیدا ہوا اوس کے تخفیف ہوتے ہی شدت کا بخار آگیا حالت بالکل متغیر ہوتی جاتی تھی ضلع بیر کے اول تعلقدار شاہ پورجی جیونجی صاحب کو اوسکی کیفیت پھونچی تعلقدار صاحب نے کہلا بھیجا کہ آپ تکلیف گوارا نہ کیجئے معالجہ اور صحت مزاج کے لئے مکان کو واپس تشریف لائے آپنے فرمایا تا وقتیکہ پانی نہین برسے گا مین جناب باری کے دربار سے

مایوس ہرگز نہ اٹھونگا اگر میری روح اس صحرا مین قالب بدن سے نکل جائے تو پروا نہین خدا اپنے خاص بندون کو اپنے دروازے سے نامراد نہین پھیرتا اوس روز آسمان پر پانی کی کالی گھٹا جگئی رعد تسبیح کرتا ہوا اپنے پرزور آوازون کو سنا رہا تھا اور تند ہوا چل رہی تھی اور پانی اس زور سے برس رہا تھا کہ آیندہ دعاؤن کے ارادے پست ہوگئے تھے خلق اللہ مین آپ کی مستجاب الدعا ہونے کی عام شہرت پھیل گئی تھی اور تمام عمال ضلع کو تعجب ہو رہا تھا۔ یہ پانی کا برسنا اور ناصبور خلق کی تشویش کا دور ہونا آپ کے اثبات تقدس کے لئے کیا مبین دلیل نہین ہے یہ اونکا ذاتی وصف تھا کہ جسکو ہم برجستہ بیان کر رہے ہین اس سے ہمارا یہ منشا نہین ہے کہ اپنے بزرگون کی ستایش کرین یا اون کے ستودہ صفات پر اپنے شیخت کی باتین بگارین یہ تو بالکل استخوان جد فروشی ہے۔ مگر آپ کے حسن اخلاق۔ تواضع۔ حلم۔ وفا۔ کرم۔ رعب۔ شفقت۔ حیا۔ وجاہت کی سچی تصویر کھینچنے مین ناظرین کو ذرا بھی خوش اعتقادی اور مبالغہ کا رنگ نظر نہین آئے گا کیونکہ ان تمام واقعات کا ثبوت سمعی نہین ہے بلکہ عیانی ہے سیکڑون لوگون نے اون کو ستودہ اوصاف کے ساتھ بچشم خود دیکھا ہے اب ہمکو اونکی شان یکتائی دکھانے کی ضرورت نہین کون سی ایسی مجلس تھی جہان فخر و شرف کے ساتھ اونکا استقبال نہین کیا گیا موافق و مخالف شخص کے نزدیک اون کے جامعیت اور فضل و کمال کا صحیح اندازہ ہو چکا ہے۔ الغرض آپ اوسی حالت بیماری مین شاہ پیر بالا قدس سرہ کی درگاہ سے مکان کو تشریف لائے یہان اگرچہ صحت مزاج کے لئے بہت کچھ معالجہ کیا گیا مگر شفا حاصل نہ ہوئی آخر ۲۶ شعبان روز چہارشنبہ ۱۲۹۴ھ مین ظہر کی نماز کے وقت رو بقبلہ ہوکر کلمہ شہادت پڑھتے ہوے اپنی امانت حیات کو رب کائنات کے سپرد فرمائے۔ غسل آپ کو حضرت حافظ غلام محمد صاحب اورنگ آبادی

خسرنواب افسرالدولہ افسرجنگ بہادر نے دئے۔ اور نماز جنازہ حضرت سید خیرالدین صاحب قادری بن سید حفیظ الدین صاحب مرحوم نے پڑہا۔ جنازے کی نماز مین سیکڑون مسلمان شریک تھے۔ جنازے کے اطراف ہندو مسلمانون کا ہجوم تھا۔ دفن کے روز تمام رات پانی برس رہا تھا اسلئے پنجشنبہ کے صبح کو دفن کئے گئے قبر شریف آپ کی روضہ شاہ کوچک دلی کے اندرون حصار چہار دیواری جانب شمال تالاب کے متصل اپنے والد کے غربی پہلو مین واقع ہے۔ غلام سرور صاحب مرحوم کے فرزند احمد غلام حسین صاحب المتخلص جذبی ساکن قصبہ پریلی تعلقہ مومن آباد عرف آنبہ جوگائی ضلع بیر نے آپ کی وفات کی قطعہ تاریخ حسب ذیل کیا خوب لکہی ہے۔

بود رکن الدین کہ مرشد نیک نام	تابع خیر البشر بودہ مدام
گفت جذبی وصل آن قاضی نکو	پاک بازے رفت در دارالسلام
	۹۴ ۱۲ ھ

آپ کا نسب اولاد کو

آپ ملتان کے معزز خاندان سہروردیہ سے حضرت سلطان الاولیا حقیقت الاصفیا غوث الزمانی شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی اولاد مین سے ہین۔ آپ کا آبائی نسب اس طرح پر ثابت اور متحقق ہے۔ قاضی محمد رکن الدین احمد بن قاضی محمد شکر اللہ بن قاضی محمد افضل الدین خان بن قاضی محمد فضل اللہ بن قاضی محمد فصیح الدین بن قاضی محمد عبدالقادر بن قاضی محمد نظام الدین بن قاضی برہان بن قاضی اسحاق بن قاضی محمد بن قاضی اسمٰعیل عرف قاضی تاج بن قاضی حسین بن قاضی محمد نظام الدین بن شیخ ابوالفتح بن شیخ رفیع الدین بن شیخ بدرالدین بن شیخ ابوالقاسم بن شیخ سکہا بن شیخ عبیداللہ عرف دکہنی کہ از اولاد ایشان در دکن آمدہ بن شیخ موسی بن میان خیر شاہ بن مولانا ابوالخیر بن مولانا جلال الدین بن مولانا علاء الدین بن حضرت خواجہ مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی

آپکے حسب ذیل تین فرزند ہین

فرزند اول۔ ابو البرکات محمد قطب اللہ المعروف قاضی احمد محی الدین۔ یہ ناچیز قاضی احمد محی الدین ربیع الاول کی تیسری تاریخ ۱۲۷۹ھ مین شنبہ کے دن پیدا ہوا۔ مولف تاریخ ہذا (خادم الشرع ہوا پیدا آج) تاریخ ولادت ہے ۱۲۷۹ھ مین مولف ہذا کو حیدر آباد دکن کے صدر الصدور نواب محی الدولہ بہادر رسول یار خان مغفور نے پرگنہ بیر کے منصب قضا سرفراز فرمایا اور ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۰۱ھ مین اپنی خاص دستخط اور مہر سے ارثاً و انتقالاً (سند) عطا کی۔ ہمارے والد قبلہ مرحوم کی وفات کے بعد کلانیت کی وجہ سے خاندانی جھگڑے اور مخالف اعمام و بنے اعمام کے مختلف نزاعی مہات کا بار انتظام ہمارے سر تھا اور ابتک اوسکا سلسلہ باقی ہے جسکی وجہ سے روزانہ اوقات اور دل و دماغ کا اثر انہین نامہربانون کے نذر ہوا باوصف اس کے ہمنے چار رسالہ تالیف کئے جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(الف) ہدایتہ القضاۃ۔ اس رسالہ کو ہمنے ۱۳۰۶ھ مین تالیف کیا تھا ۱۳۰۹ھ مین اوسپر نظر ثانی کیگئی اور باضافہ بعض مسائل طبع ہوکر شایقین کے منظور نظر ہوا۔ اس رسالہ مین شرعی معاملات مثل نکاح و طلاق وغیرہ جو عدالت دار القضا سے متعلق اور جن مسائل کی قاضیون کو فصل خصومات کے لئے ضرورت تھی لکھے گئے ہین۔

(ب) بدر المکارم فی مطلع اولاد ابو القاسم۔ اس رسالہ کو ہمنے ۱۳۱۱ھ مین لکھا ہے اسمین ہمارے گذشتہ اجداد اور اونکی اولاد کے سوانحات اور عام معمولی واقعات اور سلسلہ قرابت اور انساب بطور کرسی نامہ کے لکھے گئے ہین۔ ہمارے قدیم اور پرانے سرمایہ نے اور نیز موجودہ معمر اشخاص کے زبانی خاندانی واقعات کے بسیط مطالب کی راہنمائی کی اور یہی سبب تھا کہ ہمنے اطمینان کے ساتھ اون کے

برگزیدہ احوال اور مفاخر وستودہ کام کو تاریخی یادگار کے طور پر قلمبند کیا۔

(ج) سیر نظامی۔ یہ رسالہ بھی مرتب کیا جارہا ہے۔ یہ رسالہ (تذکرۃ النظامی) کا تکملہ ہے مگر تذکرۃ النظامی کے بعض طبعی یا بس اقوال پر جرح وتعدیل کرکے صحت واقعات کی زیادہ کوشش کیجارہی ہے اس رسالے مین ہمارے جد اعلی قاضی نظام الدین فرزند چہارم قاضی برہان قاضی پرگنہ بیر اور اون کی اولاد کا ذکر ہے جو اپنے طبقہ مین عظمت حکومت قضا کے اعتبار سے اپنا ہمسر نہین رکھتے تھے۔ تذکرۃ النظامی کے مصنف قاضی محمد فضل اللہ بن قاضی فصیح الدین کے تیسرے فرزند قاضی حمید الدین مرحوم تھے۔ انہون نے اوسکو ۱۲۲۹ھ مین لکھا تھا جو اسوقت وہ ہمارے پاس موجود ہے۔

(د) تاریخ بیر۔ اس تاریخ کے لکھنے کا ہمکو مطلق خیال نہ تھا اتفاقاً ہم موضع نیکنور علاقہ بالاگہاٹ کے طرف تبقریب عرس چلے گئے تھے وہان (ریاض الابرار) کا نسخہ ملگیا اوس کے دیکھنے کے بعد اور ہماری تالیف وتصنیفی آگ پر اوس نے روغن کا کام دیا اور بے اختیار تاریخ بیر کی تالیف پر طبیعت مائل ہوئی گو مجھہ کو کثرت عوادی سے بہت کم فرصت تھی مگر خدا نے میری اس تمنا کو بھی پوری کردیا

فرزند دوم۔ محمد عبد القادر صاحب ہین انکی کنیت ابو الخیر ہے ولادت انکی

محمد عبد القادر

۱۹ محرم سہ شنبہ کے دن ۱۲۹۳ھ مین ہوئی۔ حلیم المزاج سلیم العقل ہین۔ انکو کتب تواریخ وسیر کے دیکھنے کا بہت شوق ہے تاریخی مطالب زبانی بہت یاد ہین۔ علم فارسی مین استعداد رکھتے ہین۔

فرزند سوم۔ محمود صمدانی صاحب ہین انکی کنیت ابو المحسنات اور نام محمود عبد الحق ہے محمود صمدانی مگر اصل نام اونکا محمود صمدانی ہے۔ ۱۵ ذیقعدہ روز شنبہ ۱۲۹۵ھ مین پیدا ہوے۔ انہون نے علماء حیدرآباد دکن وپنجاب وکوہاٹ ومرادآباد وغازیپور وغیرہ

علما سے درسیہ کتب کی پوری تحصیل کی معقول منقول حکمت مین بلیغ البیان ہین سلیقہ مباحثہ وانشا و تحقیقات نفایس علوم وتذاکرہ ومناظرہ خصوم مین بڑی دستگاہ رکھتے ہین - اور علم مناظرہ مین ہدایت النظار اور اصول حدیث مین معیار الحدیث اور اصول فقہ مین (معیار الاصول) اور علم طب مین رسالہ ممنوعات وکتاب العلاج ورسالہ قارورہ ورسالہ نبض اون کے تصنیفات یادگار زمانہ ہین۔

حکما سے حاذق اور اطبا رفایق نے اونکا علمی اور عملی امتحان لیکر درجہ اول کا لیاقت نامہ اپنے خاص دستخطون اور مہر نیابت دیوانی سے تزئین فرماکر ۲۴ محرم ۱۳۱۵ھ مین عطا کیا اور بذریعہ جریدہ اعلامیہ سرکار آصفیہ مورخہ ۱۹ رجب ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۱ بہمن ۱۳۰۷ف جزو اول صفحہ (۳۲۸) کی رو سے اشاعت طبابت کی اجازت دیگئی۔ حضوم مین بڑی دستگاہ رکھتے ہین۔

ہم تینون بھائی کلبہ نوری ضلع پربھنی کے قاضی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم کے حقیقی نواسے ہین ہمارے ننیال کا سلسلۂ نسب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو منتہی ہوتا ہے۔ قاضی محمد سعد اللہ بن قاضی محمد عزیز اللہ بن قاضی محمد عبد القادر بن قاضی مراد بن قاضی علی بن قاضی محمود بن قاضی کبیر بن قاضی محمود بن قاضی احمد بن شیخ محمد بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن زین الدین بن نور الدین بن محمد شمس الدین بن شریف جہان بن صدر جہان بن شیخ اسحاق بن شیخ مسعود بن بدر الدین بن محمد سلیمان بن قاضی شعیب بن شیخ احمد بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شہاب الدین فرخ شاہ کابل بن شیخ اسحاق بن شیخ مسعود بن عبد اللہ اصغر بن عبد اللہ اکبر بن ابو الفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن عبد اللہ بن امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ۔

پانچوان لمعہ

رفاعیہ خاندان

(۱) حضرت شاہ رکن الدین

حضرت شاہ رکن الدین قدس سرہ العزیز بلدۂ بیجاپور کے رہنے والے اور اپنے والد سید حمید قطب الدین رفاعی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ بیجاپور سے اپنے بال بچون کو ہمراہ لیکر قصبۂ بیر مین تشریف لائے۔ آپ عابد زاہد متوکل اور صوم وصلوۃ کے پابند تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو خدا نے (ولقد کرمنا بنی آدم) کی بشارت دی ہے باوجود اس جوہر ذاتی کے کمینون کے پاس روٹیان مانگنے پھرتے ہین اور اون رزیلون سے حاجت روائی چاہتے ہین خدا پر توکل اور بھروسہ نہین کرتے اور جانتے ہین کہ وقت سے پہلے اور قسمت سے زاید کچھہ نہین ملتا۔ آپ سائلون اور دنیوی ابن العرض کے چہرون کو تعجب اور بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔ وفات آپکی ۴ صفر ۱۰۶۹ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق اتوارے کی پہاٹک کے قریب زیارت گاہ خلایق ہے آپ کے بعد آپکے خلف الصدق سید مظفر مسند خلافت پر جلوہ آرا ہوئے

میران خان غوری اس روضہ کے قریب ایک پرانا گنبد بنا ہوا ہے جسکے نسبت بنائے گنبد دو روایتین منقول ہین۔ (۱) روایت یہ ہے کہ میران خان غوری سید شاہ رکن الدین رفاعی کا مرید تھا اوس نے یہ گنبد اپنے لئے بنوایا ہے (۲) روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گنبد مین کسی عالی نسب سادات کی پرانی قبر تھی۔ گو یہ گنبد قدیم ہے مگر اوسمین کسی کی قبر پائی نہین جاتی۔

چھٹا لمعہ

مداریہ خاندان - اور اوسکے مقدس شیوخ

(۱) حضرت شاہ توکل

حضرت محمد حسین المشہور شاہ توکل قدس سرہ العزیز یتیم و یسیر تھے - والد اون کے اوس زمانہ مین انتقال کیئے جو اونکی رضاعت کی مدت پوری نہین ہوئی تھی - ایک اہیر نے پرورش کیا - جس کے والدین کم سنی مین مرجاتے ہین اوس یتیم کو کون ادب سکہا سکتا ہے - اہیر کے آغوش تربیت مین سوائے ورزش اور بانکھ پٹے کے اور کیا تعلیم ہوسکتی تھی گو آپ کی اوائل عمر کا حصہ ورزش اور ڈنڈ مونڈے پہلانے اور کشتیون کے بند سیکھنے مین گذرا لیکن ازلی معرفت کی شمع دل مین روشن تھی اور اوسکی پرزور وحدت نے آپ کو بے چین کر دیا تھا دفعتاً ایک روز ظلمت کے دائرے سے باہر نکل آئے اور اپنے منور شمع کی چمکتی ہوئی روشنائی سے سیدہی شاہ صادق مداری کے حلقہ ارادت مین پہونچے یہان سے مداریہ طریق کا فیضان حاصل کرتے ہوے (نذر بار) علاقہ خاندیس کو چلے گئے اور وہان سید غلام محی الدین شیر سوار کے فرزند سالار دین سید یسین قادری کے مرید ہوے

سید یسین قادری قدس سرہ العزیز

حضرت سید یسین قادری کے طریق کا سلسلہ حضرت مخدوم جہانیان سید جلال بخاری سے ہوتا ہوا حضرت ابو سعید ابو الفتح بغدادی سے خاص سید عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو منتہی ہوتا ہے -

شاہ توکل نے ایک مدت تک سید یسین قادری کی خدمت کی اور حصول نعمت کے بعد نذر بار سے قصبہ بیر مین تشریف لائے اور اپنے مرشد سابق شاہ صادق سے

طریق مداریہ کا خرقہ پہنا - جہان آپ کا مدفن ہے اسی مقام پر مدت العمر خدا پر قانع اور متوکل بیٹھے رہے - لوگ آپ کو دعوتون مین تمنا سے بلاتے مگر آپ کبھی کسی کی دعوت مین تشریف نہین لیگئے اور فرماتے کہ (من بستہ ام خنائے قناعت بہ پائے خویش ۔ گر دنیا دہند نہ جنبم ز جائے خویش) اس بیت کے مضمون کے علاوہ ہمیشہ (من توکل علی اللہ فہو حسبہ) کا کلمہ ورد زبان تھا اور خاتمہ بھی اسی آیت پر ہوا توکل شاہ کے نام سے مشہور ہونے کی بھی یہی وجہ تھی - آپ کی وفات ۷ ر شوال ۱۰۷۷ھ مین ہوئی روضہ آپکا قصبۂ بیر کے باہر دہلی دروازے کے روبرو زیارتگاہ خلایق ہے -

حضرت شاہ صادق

حضرت شاہ صادق قدس سرہ العزیز شاہ سداری مداری کے مرید و خلیفہ اور نیک سیرت اور پاک صورت زاہد عابد متوکل مراتب سلوک سے واقف عقاید خداکیشی مین باخبر اخلاق و اشفاق مین مشہور اذکار و اوراد مین معمور تھے - قادریہ شیوخ سے بھی استفادہ حاصل کیا تھا - کبھی کبھی حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کے شان مین اردو زبان سے مدح لکھا کرتے مگر دواما عادت نہ تھی -

آپ اوس شخص کو خدا کا بہت بڑا دشمن سمجھتے تھے جس نے پیری و ضعیفی مین بدکاری کی یا دولت مندی کے زمانہ مین بخالت کیا یا علم پڑھکر متکبر بن گیا - آپ اوس شخص کو بہت عزیز اور خدا کا دوست سمجھتے تھے جس نے جوانی مین پارسائی کی یا اپنے فقر مین جوانمردی یا بزرگی حاصل ہونیکے بعد تواضع کو اختیار کیا -

آپ فرمایا کرتے تھے کہ نزاع کا وقت بہت نازک ہے اوس حالت مین انسان کو گویائی کی قدرت اور قیام کی یاری بہت کم نصیب ہوتی ہے مگر انشاء اللہ مین اپنے نزاع کے وقت بولتا چالتا اور قیام کے ساتھ اپنے طریق کے مراسم بجالاتا ہوا خدا کے

سایہ رحمت مین چلا جاؤنگا جب نزاع کا وقت عنقریب پہونچا صحت ہوش وحواس کے ساتھہ اٹھ بیٹھے خادم کو نزدیک بلوایا اور کہا کہ نقارہ بجا نقارے کی آواز سے ارادتمند جمع ہوگئی اون سب کے روبرو نقارے کی آواز کے ساتھ باواز بلند حق حق کہتے ہوے اپنے نفس کو حق حقیقی کے سپرد کردئے - وفات آپ کی ۲۷ ماہ رمضان شب قدر ۱۱۸۳ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبہ بیر کے اندر کا ریز کے متصل زیارتگاہ خلایق ہے - آپ کے روضہ کا دوازدہ رواقی گنبد مشہور ہے

صندوق آثار شریف

آپ کے روضہ منورہ مین ایک صندوق ہے جسمین قدم رسول ومو مبارک ونیز دوسرے تبرکات متفل رہتے ہین چند سال کے پہلے ہر پنجشنبہ کو وہ صندوق کہولا جاتا تھا خاص وعام اوسکی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے - اب بھی وہ آثار نبوی ومعجزات مصطفوی محفوظ ہین - ہر سال ربیع الاول کے مہینے مین لوگ اوسکی زیارت سے مشرف ہوتے ہین -

(۳) حضرت بابوشاہ

حضرت بابوشاہ قدس سرہ العزیز ذاکر شاغل باخبر درویش تھے انکا زمانہ شاہ توکل مداری سے بھی پہلے کا معلوم ہوتا ہے انہون نے اپنے مرشد کے لئے جوڑوان گنبد بنوایا ہے اور نیز اونکی بنوائی ہوئی سنگین مسجد ابتک موجود ہے - آپ کا مرقد قصبہ بیر کے باہر داؤدپورے کے متصل تکیہ کے لقب سے مشہور ہے

(۴) حضرت احمد شاہ

حضرت احمد شاہ قدس سرہ العزیز عابد زاہد درویش تھے آپ کا مرقد قصبہ بیر کے باہر جانب جنوب رود بنیرا کے کنارے تکیہ کے لقب سے مشہور ہے - اس تکیہ

مین پرانی قبرستان پائی جاتی ہے - شریفہ کے درخت اس تکیہ مین کثرت سے ہین -

(۵) حضرت شاہ جمال الدین

حضرت شاہ جمال الدین قدس سرہ العزیز خوش تقریر اور عابد و زاہد تھے - آپکا مرقد قصبۂ بیر کے باہر بی بی حمیدہ کے مرقد کے قریب زمین سرا کے حدود کے اندر تکیہ کے لقب سے مشہور ہے - شاہ جمال الدین طبقاتی فقرا کے بہنڈاری تھے -

(۶) حضرت شاہ مطاہر

حضرت شاہ مطاہر قدس سرہ العزیز ایک معمولی فقیر تھے مگر اوقات اونکی معمور تھی مرقد آپ کا قصبۂ بیر کے باہر شیخ ابراہیم قدس سرہ کے روضہ کے قریب رود بنیرا کے کنارے تکیہ کے لقب سے مشہور ہے - اس تکیہ مین ایک باؤلی ہے ہر پنجشنبہ کے صبح کو بعض بعض جاہلہ عورتین اوس باؤلی پر آکر اوسمین پھول چھوڑتے ہین اور مراد مانگتے ہین خدا جانے اس باؤلی مین کیا کرامت رکھی ہے - وہ عورتین یہہ اعتقاد کرتی ہونگی کہ اس باؤلی مین حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہین ہمنے مانا کہ حضرت کو بر و بحر سے زبردست تعلق ہے مگر اس باؤلی سے حضرت کو کیون خصوصیت ہو سکتی تھی اور تسپر لطف یہ کہ باؤلی کے رواق مین سبز چوڑیون کے جیلے لٹک رہے ہین - ائمہ اربعہ کے سوائے عورات کا کوئی پنجم امام ہوگا جس نے نافہم اور جہال عقیدتمند عورتون کو اپنے خرافات اجتہاد سے مقلد بنالیا اور اپنی تقلید کا اونکو ایسا مضبوط پابند کر دیا کہ ازان اپنے دیندار شوہرون کے عمدہ پند و نصیحت کی پوٹلی مسجدون کے منبرون پر رکھوادی خدا ایسے باطلہ عقاید سے اون کے ایمان کو بچائے اور وہ راہ راست پر آوین

ساتوان لمعہ

شطاریہ خاندان

(۱) حضرت شاہ پیران

حضرت شاہ پیران قدس سرہ العزیز طریق شطاریہ کے بڑے تیز رو اور اوس کے باطنی اشغال و کسب مین فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا رتبہ رکھتے تھے۔ آپ کے طریق کا سلسلہ حضرت شاہ وجہ الدین علوی گجراتی قدس سرہ کو منتہی ہوتا ہے۔ آپ اورنگزیب عالمگیر کے ہمعصر تھے۔ سنہ وفات کا پتہ نہین چلا لیکن ۲۴ شعبان کو آپ کا عرس ہوا کرتا تہا۔ روضہ آپ کا قصبہ بیر کے اندر کاغذی دروازے کے جانب غرب فصیل سے ملحق زیارتگاہ خلایق ہے۔

شاہ حلن اللہ اس روضہ کے پائین مین شاہ جان اللہ قدس سرہ کا مزار ہے جو اسی خاندان شطاریہ کے مرید تھے آپ اپنی زندگی مین اکثر مریضون کو گنڈہا باندہا کرتے تھے مگر فی گنڈہ ایک روپیہ اونکی نذر مقرر تھی اور آپ روپے کو خرمہرے کی جائے پر سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک روپے کی وقعت ایک سفید کوڑی کے برابر ہے آپ کی وفات کے بعد آپ کا مسکن اور مرقد عموماً تکیۂ کوڑی شاہ کے لقب سے زبان زد خلایق ہو گیا ہے۔

آٹھوان لمعہ

حضرت محب اللہ اور اونکی جذبی حالت

(۱) حضرت بوبکر شامی

حضرت بوبکر شامی قدس سرہ العزیز قوم کے شیخ اور قلعہ بک[1] کے رہنے والے بڑے مستغنی المزاج تھے راستون کو چون مین مستانہ حالت سے پھرا کرتے۔ تمام رات بیدار رہتے۔ جس نے جو کچھہ دیا کھا لیتے تھے مگر کسی کے گھر نہ جاتے۔ اور نہ اپنا مستقر چھوڑکر کہین بیٹھہ جاتے اگرچہ تمام شہر مین گشت کرتے تھے لیکن قیام بستر ہی پر ہوا کرتا تھا۔ آپنے مستقر کو اپنا ابدی قیام گاہ سمجھلیا تھا۔ جس روز آپکا انتقال ہوا لوگون نے غسل دیا اور کفن پہنایا اور یہ مشورہ ہوئی کہ آپ کے جنازے کی نماز رود بینسرا کے کنارے ادا کیجائے اور کسی دلچسپ میدان مین دفنائے جائین ہنوز مشیرون کی مشورت کسی پہلو پر قایم نہین ہوئی تھی کہ آسمان سے باران رحمت الٰہی کا نزول شروع ہوگیا لوگ اسکا انتظار کر رہے تھے کہ بارش موقوف ہوتے ہی جنازہ کو باہر لیجائین گے مگر وہ لوگ مشیت کے خلاف کیا کر سکتے تھے اور اونکی مصلحت صاحب میت کی روحانی وصف کے سامنے کیا کام آسکتی تھی آپ کی خواہش تو مستقر پر دفن ہونے کی تھی مشیرون کی مصلحت بجائے خود رہگئی ندی کو بے انتہا طغیانی ہوئی تھی طغیانی اور سر پر بارش کی آمد ان دونون قدرتی موانعات نے وہ کر دیکھایا جو خاص آپ کا منشا تھا ناگزیر آپ کو مستقر ہی پر دفن کرنا پڑا اولیاء اللہ مرنیکے بعد بھی یہی وصف رکھتے ہین جو زندگی مین رکھا کرتے تھے سچ ہے کہ اولیاء اللہ کو حقیقتاً موت نہین وہ زندہ ہین کیا آپ کا جنازہ بدست زندہ ہو سکتا تھا اور خلاف مرضی آپ کے شہر کے باہر لوگ اونکو دفن کر سکتے تھے یہ امر ہرگز ممکن نہ تھا بہرحال آپ کا روضہ قصبۂ بیر کے اندر کوتوالی دروازے کے قریب شارع عام سے جانب جنوب بوسہ گاہ خلایق ہے۔

[1] قلعہ بک ایک شہر ملک شام مین واقع ہے اس شہر کا اصل نام بعلبک مشہور ہے اور بعلبک مین دو لفظ ہین ایک بعل دوسرا بک بعل بت کا نام تھا اور بک اوس شخص کا نام تھا جس نے اس شہر کو اپنے بت اور اپنے نام سے آباد کرکے اوسکا نام بعلبک رکھا ہے ۱۲

سنہ ۱۲۵۱ھ کی طغیانی رود بنیسرا کے پہلے آپ کے مزار شریف کا تعویذ وسط چوکھنڈی مین بنا ہوا تھا لیکن ۱۰ ماہ ذیحجہ سنہ ۱۲۵۰ھ مین وسط چوکھنڈی سے بطور خود شمال کے جانب بڑہتا ہوا یکایک رگ گیا جس سے عموماً لوگ متحیر اور تشویش مین تھے کہ اوسکا غیبی اسرار کیا ہے آخر اوسکا ظہور ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۲۵۱ھ مین یہ ہوا کہ رود بنیسرا کو بے انتہا طغیانی ہوئی مگر اوسکی پُرزور موجین مزار سے ٹکرا کر کم قوت ہو جاتی تہین طغیانی کے اُتار کے بعد یہ ثابت ہو گیا تھا کہ آپ پیش از پیش آنے والے طوفان کے سدراہ ہو گئے تھے ورنہ اس طغیانی سے شہر تباہ ہونے پر کسیکو یقین نہ تھا۔ عرس آپ کا شعبان کی ۱۴ تاریخ ہوا کرتا ہے ۱۲۔

حضرت حاجی الہداد قدس سرہ العزیز

حضرت حاجی الہداد قدس سرہ العزیز بہت قدیم اور پرانے زمانہ کے اولیاء اللہ مین شاہ بوبکر مجذوب کے زمانہ سے آپ کا زمانہ پیشتر کا ہی معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ سید رضی الدین مکی کے طلبا اور ارادتمندون سے تھے۔ آپ کے صاحب تصرف ہونے مین کون انکار کر سکتا ہے اگر کوئی بشرط صدق اعتقاد آپ سے امداد چاہی ضرور آپ اوسکی دستگیری فرمائین گے اگر کسی غیر مقلد کو ہمارے اس بیان سے عار آتا ہو تو آیا کرے ہمنے بہت سے تپ دلرزے کے بیمارون کو دیکھا ہے کہ انہون نے آپ کے چبوترے کا سنگریزہ یعنے مدور حصاۃ لیکر گلے مین بطور تعویذ کے باندہا اور خدا نے اونکو اوس مرض سے شفا عطا فرمایا۔ آپکا مزار پر انوار شاہ بوبکر قدس سرہ کے پہلوے غرب مین چند ہاتھ کے فاصلہ پر واقع ہے

(۲) حضرت شاہ بلند

حضرت شاہ بلند قدس سرہ العزیز قوم کے افغان اور شجاعت و سخاوت مین یکتا تھے نام اونکا دراصل بلند خان تھا۔ آپ کو مجاذیب سے بہت انست تھی۔ ہر ایک

مجذوب سے ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھکو ادن کی صحبت مین عجیب لطف حاصل ہوتا ہے - گو ادنکو لوگ مجذوبون کے پاس جانے سے منع کرتے تھے مگر تقدیری بات کہان رک سکتی ہے ایک روز کسی مجذوب سے ملاقات ہوئی مجذوب صاحب اپنی آنکھین پر جلال بنائے ہوے اسی انتظار مین بیٹھے ہوے تھے کہ آنیوالے پر جذبی رنگ چڑہا دون اتفاقاً آپ ادنکے سامنے آگئے انہون نے نظر کی تاثیر سے ایسا رنگدیا کہ ہمہ تن مجذوب الحال ہوگئے اور وہان سے بڑہا نکتے ہوے نکلے - کہان کی تمیز کسکی قرابت کسکا لباس کہانکی شرم کون ادب ان سب معاملات ماسوی اللہ کو آتش جذب نے ایک آن واحد مین جلا بہنا کر خاکستر بنادیا اور خود ہی خود باقی رہکر ماضی اور مستقبل کی باتین - اور ایک چھوٹے سی حصیر پر بیٹھے ہوے قدرت کے وسیع میدان کی سیر کرنے لگے ظاہری حال بدلگیا آنکھون کی رنگت سرخ اور زبان دنیوی عام محاورے کے الفاظ سے ناآشنا اور بول و براز اور ستر کا لحاظ جاتا رہا - اور نفس ناطقہ متغیر ہوگیا مخاطبت انسانی کے اسباب بدلگئے ہمارے ظاہرہ دیکھنے کے لئے یہ سب دماغی مخدرات معلوم ہوتے تھے مگر در باطن اونکی طبیعت مین معرفت کی نورانی شمع ایسی روشن تھی کہ وہ آنے والی راحت و مصیبت کا سچا پتہ دیتے تھے اور یہی سبب تھا کہ لوگ آپ کے اطراف تفولاً شبانہ روز اڑے رہا کرتے - اور ہر شخص اپنی لی ہوئی فال مین تجربہ اٹھاتا تھا آپ کا روضہ احمد نگر دروازے کے جنوبی برج پر واقع ہے -

(۳) حضرت شاہ سجن سرمست

حضرت شاہ سجن سرمست قدس سرہ العزیز خلق اللہ سے مطلق بے پروا تھے ہجوم خلایق سے کنارہ کش رہا کرتے مگر اونکا ذاتی وصف ایسا نہ تھا کہ لوگ اون کے تعاقب سے باز آتے ہر دم ہر ساعت لوگون کا آپ کی خدمت مین ہجوم رہتا تھا - صدق دل سے وہان کے آستانہ پر بوسہ دینے اور جبین نیاز ملنے کو سعادت دارین سمجھتے تھے -

آپ اکثر پرانے ٹہیکریان جمع کرتے اور اپنے اطراف اوسکا ڈہیر لگایا کرتے تھے خوش نصیب وہ شخص ہوتا تھا جسکو آپ اپنے ڈہیر مین سے ایک ٹہیکری دیدیا کرتے خدا کے فضل سے وہ تمام مقاصد و مرادات مین کامیاب ہوجاتا تھا روضہ آپ کا متصل جمعہ بیٹھ رود بینسرا کے کنارے زیارتگاہ خلایق ہے۔

(۴) حضرت شیخ عبدالقادر

حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ العزیز قلعہ بیدر کے رہنے والے۔ اور شاہ جمال کے مرید و خلیفہ تھے لیکن مجذوب سالک تھے۔ حضرت شاہ جمال نے آپ کو تارک الدنیا اور اونکی طبیعت کو آتش عشق سے بہڑکا دیا تھا۔ آپ کی متوالی مستی لوگون کے نظر مین بہت نظر آتی تھی قلعہ بیدر سے سیدہے قصبہ بیر مین رونق افروز ہوے ایک مدت ایسے بیخود رہے کہ راستون اور دوکانون کی امتیاز باقی نہ تھی۔ جہان پڑا وہین بیٹھے رہے بول و براز کردے مگر کبھی آپ کے بول و براز مین بدبو نہ آئی کچھہ دیر کے بعد بول و براز بے تہ ہوجاتا تھا اور جائے بھی پاک و صاف نظر آتی تھی شراب کا بہت استعمال کرتے تھے۔ اگرچہ کہ وہ ام الخبائث ہے لیکن ہمکو بزرگون کے غیر مشروع حرکات پر حجت کرنے کا حق نہین ہے وہ جانے اور اونکا معاملہ خدا جانے ہم ظاہرہ واقعہ نویس مین بزرگان دین کے باطنی امور کو اسباب ظواہر مین سمیٹ کر نکتہ چینی کرنا گویا بے ضرورت معرض ہلاکت مین مبتلا ہونا ہے۔ آپ کبھی تو سرتاپا برہنے رہتے اور کبھی صرف لنگوٹ کسلیا کرتے تھے۔ عرب کا مقولہ ہے (الناس مع اللباس) یہہ اوسی کے لئے زیبا ہے جو ظاہرہ اپنے کو انسان سمجھے اور جب محبان ذات جسکا منشائے وجدی خاص ذات سے مراد ہے پس جسکی ذات خود منور ہو اور وہ اپنے اوائل وجد مین مغلوب ہوجاے اور اوسکی

عقل اور تمیز اور بصیرت کا رابطہ تواتر انوار کی وجہ سے باقی نرہے اوسکو مسلوب الاختیار کہنا چاہئے یا مرفوع القلم اور جو صوفیہ مرتبۂ سکر مین رہے ہین اور اون پر اسرار بوہیت کی کامل افشان ہوتی ہو وہ ایسے نہین ہین کہ مقولہ عرب کی پابندی کرین اور اچھے برے لباس پہنین بلکہ وہ لوگ (انا سبحانی وانا الحق) کے آواز لگاتے ہین۔ آپ کے جہانتک اوصاف تھے وہ سب اچھے تھے کیونکہ اونکی وجدانی حالت اور تساکر لوث حدوث سے مطہر تھے۔ کثرت سے شراب پیتے تھے لیکن اوسکی مستی پائی نہین جاتی تھی اور حد سے باہر نہین ہوتے تھے۔ آپ کے نزدیک خلایق کا ایک ہجوم رہتا تھا مگر کسی نے آپ کو حاجت کے لئے جاتا ہوا نہین دیکھا۔ اخیر عمر مین شوق علیشاہ کے تکیہ مین جاکر بیمار ہوگئے اور ۷ محرم ۱۱۶۷ھ مین انتقال فرمائے روضہ آپ کا قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب فتح برج کے محاذی زیارتگاہ خلایق ہے۔

شاہ مہتاب شاہ مہتاب آپ کے مرید تھے۔ انہون نے آپ کے نزاع کے وقت عرض کیا کہ اے میرے پیر روشنضمیر اس خادم کے نسبت کیا ارشاد ہوتا ہے۔ آپ اونکے آواز کو سنکر اٹھ بیٹھے اور دونون ہاتھ پیرہن سے باہر نکالے اور اپنے آغوش مین لیکر خوب دبایا یہانتک کہ اونپر بیہوشی طاری ہوگئی ہوش مین آنے کے بعد اون سے کہا کہ اب ہم رخصت ہوتے ہین اور تم بھی دو ہی تین دن مین ہمارے پاس آجاؤگے تم اور ہم ملکر ملک بقا کی اچھی سیر کرتے رہین گے۔ آپکے فاتحہ سوم کے روز شاہ مہتاب کا انتقال ہوگیا اور اپنے مرشد کے پہلو مین مدفون ہوے۔ قصبۂ بیر مین ان دونون کا مرقد تکیۂ خواجاؤن کے لقب سے مشہور ہے مگر عوام الناس خوجون کا تکیہ کہتے ہین۔

(۵) حضرت برہان الدین

حضرت برہان الدین قدس سرہ العزیز سر پر پوسیدہ چادر ڈالے ہوے بے ستر

مضطرب المزاج گاہے عدم گاہے موجود کبھی حویلیون کے بالا حصار پر کبھی اس کوچے اور کبھی اوس بازار مین کبھی دیوڑی کبھی تو زنانی مکانون مین نظر آجاتے تھے۔ گاہے سکوت گاہے خندیدگی اور گاہے زاری اور پھر اوسی دم مین آہستہ آہستہ باتین شروع کردیتے تھے۔ باتین بھی ایسے جو بالکل غیر مفہوم۔ نہ کسی سے مخاطب اور نہ ہجوم خلایق سے پروا نہ طعام کی خواہش نہ پانی سے مطلب نہ کسی پر آنکھہ اٹھاکر دیکھتے تھے۔ کچھہ عجیب حالت تھی اگر اون کے حالات کی سوانح لکھی جائے تو بڑی داستان مرتب ہوگی۔ آپ کا روضہ کاغذی دروازے کے باہر شارع عام سے جانب غرب زیارتگاہ خلایق ہے۔ وفات آپکی ۱۱۹۹ھ مین ہوئی۔

(۶) حضرت شاہ اسمعیل

المزاج

حضرت شاہ اسمعیل قدس سرہ العزیز خاص بیر کے رہنے والے اور بچپن سے مجذوب تھے من رشد مین جلال و عظمت بہت بڑھا ہوا تھا۔ ہمیشہ سر پر پرانے اور بوسیدہ کپڑے اور خستہ خراب ٹوکریان اور اون مین کتون کے شیر خوار بچے پڑے رہتے تھے۔ رات کے وقت اجاڑے اور خطرناک کھنڈیر مین رہا کرتے اور نہایت خوش الحانی کے ساتھ راگنی شروع فرمائے خصوص حقانی غزلیات کو بڑی لطافت کے ساتھ گاتے تھے۔ صبح کے وقت ہم نے اونکا گانا سنا تھا ہنڈول کے طرز مین گا رہے تھے۔ اور جب پہر دن ہوا۔ اوسوقت مالکوس۔ توڑی بھردی کا آواز آرہا تھا۔ دو پہر دن کو سارنگ مین اور سہ پہر دن کو دہنا سری اور اول شب مین کانڑا بہاگ دیپک اور رات کے ایک بجے شاہانہ مالکوس اور اخیر شب مین بھی مالکوس گا رہے تھے۔ مگر ہر شخص کا یہہ مجال نہ تھا کہ اوسوقت آپ کے نزدیک جاسکے۔ آدمی کی ذرا سی آہٹ پر آپ کے پاسبان کتے ٹوٹ پڑتے تھے۔ کتون نے جہان غل اٹھایا اوس کے ساتھہ ہی خاموش

ہوجاتے تھے - آپ کو وہی خشکی سے بڑی رغبت تھی - سرد پانی سے بہت نہاتے تھی ہنود اور انکی عورتین آپکے سر پر گھڑون سے سرد پانی ڈالین مگر آپ کو مطلق سردی نہین ہوتی تھی - آپ کی ظاہری حالت کتون کے چاٹنے سے کیونکر پاک نظر آسکتی تھی مگر (صورت ظاہر ندارد اعتبار + باطنی باید مبرا از غبار) اسکی پوری مصداق تھی - جسمین معرفت کی بو نہین آسکی خشک طہارت سے آپکی غلاظت اچھی بیت (سنگ وگیاہے کہ در و خاصیتی ہست + بہ از آدمی دان کہ در و معرفتے نیست) -

ایک روز آپ راستے سے چلے جارہے تھے - دفعتًا مرض وبا مین متبلا ہوے باوجود اسکے کہ قے اور دست دونون جاری تھے گرتے پڑتے حالت ضعف مین سیدہا ڈھونڈا پورے کا راستہ لئے آتا رہا راہ مین اپنے رفیق اور جان نثار کتون کو نزدیک بلایا وہ تو ساتھی لگے ہوئے تھے اطراف جمع ہوگئے اون سے ایسی باتین کین جیسا انسان کے ساتھ کرتا ہے - اور یہ فرمایا کہ اب مین کوئی دم مین تم سے جدا ہوتا ہون اور تم کو رخصت دیتا ہون ہمارے ایمان کا اور تمہاری جان کا خدا حافظ حقیقی ہے یہ سنکر کتون نے اپنے سرون کو آپ کے پیر پر ملنا شروع کیا اسکے بعد کچھہ دور ہٹکر آپ کے چہرے کو حسرت بھری نگاہون سے دیکھنے لگے جنکے آنکھون سے غم واندوہ کا پورا اظہار ہورہا تھا - بعد اسکے کتے پراگندہ ہوگئے پھر کسی نے اون کتون کو اپنی آنکھہ سے نہین دیکھا اور آپ اوسی مرض سے انتقال فرمائے وفات آپکی ۲۲ ر رمضان روز جمعہ ۱۲۹۵ھ مین ہوئی روضہ آپ کا قصبہ بیر کے اندر دھونڈا پورے کے دروازے کے متصل جانب شمال زیارتگاہ خلایق ہے آپ کی تجہیز و تکفین ضلع بیر کے اول تعلقدار منصور علیخان صاحب مرحوم نے کی تھی

حضرت لعل شاہ

حضرت لعل شاہ قدس سرہ العزیز قلعہ پر بنڈے کے رہنے والے اور قوم کے افغان تھے۔ نام آپ کا لعل خان تھا۔ صورت آپکی ہمیشہ پر غضب آنکھین سرخ اور پر جلال کمر مین تہمد ہاتھ مین کپڑون کی پوٹلی ہاتھ مین پیر کے انگلیون مین تانبے پیتل کے چھلے اور کان مین حلقے اور اپنے آپ مین مست رہا کرتے تھے۔ کیسا ہی زہریلا سانپ ہو اوسکو زندہ پکڑ لیتے اور وہ بل کھاکے اپنے زہریلی دانتین آپ کے جسم مین جہان قابو پاتا دھسا دیتا تھا مگر آپ کو اوس کے زہر آلود زخم سے سر مو جنبش نہین ہوتی تھی۔ جبتک طبیعت اوسکے ساتھ مائل رہتی اوسکو لئے ہوئے کھیلتے تھے اور جب لہو لعب کا خیال مرتفع ہو جاتا تھا اوسکو زندہ دانتون سے چابتے ہوے ہضم کر لیتے اور کبھی قصاب پورے سے گوشت لاتے اور اوسکو زیر سمار کھدیتے اور پانی لانیکے لئے ندی کے طرف چلے جاتے تھے مگر زاغ وزغن اور کتے بلی کی یہ مجال نہ تھی کہ اوس گوشت مونھ یا پنجہ لگا سکے ندی سے پانی لانیکے بعد کچا پکا بھونکر کھا جاتے تھے۔ اور جب شاہ اسمعیل سے ملاقات ہوتی تو شاہ اسمعیل آپ کے سامنے ستر کر لیتے اور راستہ کترا کے دوسرے طرف نکل جاتے تھے۔ آپ کی وفات شاہ اسمعیل کی وفات کے چند روز یا مہینے کے بعد ۱۲۹۳ھ مین ہوئی روضہ آپ کا رمضان علی صاحب مرحوم منصبدار کے مقبرے کے قریب شارع عام سے جانب شمال زیارتگاہ خلایق ہے۔

نوان لمعہ

بزرگان دین۔ جن کے طریق کا احوال معلوم نہین ہوا اور نہ اونکی وفات کی صحیح تاریخ بہمدست ہوئی

(۱) حضرات سید چاند و سید کمال

حضرت سید چاند اور سید کمال قدس سرہما العزیز یہ دونون حقیقی بہائی خدا کے بڑے برگزیدہ لاڑلے تھے۔ حاجی صدر شاہ کے زمانہ سے کئی سال پیشتر قصبۂ بیر مین رہتے تھے۔ اوقاتین اونکی معمور تہین خلق اللہ کو پند و نصیحت فرمایا کرتے۔ جب ان دونون حضرات کا انتقال ہوا خادمون مین سے جسکو تقریب زیادہ حاصل تھا اوس نے قصبۂ بیر کے نشیبی وسیع میدان مین ان دونون حضرات کو ایک دوسرے کے پہلو مین دفن کیا۔ دونون بہائیون کے مزارین ایک غلاف کے اندر بوسہ گاہ خلایق تھین۔ حاجی صدر شاہ نے قلعہ جدید کی بنیاد ڈالی اور جب اوسکی سنگین حصار اور برج مشیدہ جابجا تعمیر ہونے لگے اتفاقاً قواعد معماری کے لحاظ سے ایک برج کی بنیاد ایسی قایم ہوئی جسمین یہ دونون مزارین بیچ مین آگئین تھین ناگزیر معارون نے دونون مزارون کو برج کے اندر لے لیا اور اوس کے تعمیر ہونے کے بعد برج کے متصل کچھ دور ہٹکر اون کے نقلی قبور عام زیارت کے لئے بنوا دیا ہے۔ عرس آنحضرات کا ۵ ذیحجہ کو ہوا کرتا ہے سنہ وفات مین اختلاف ہے ۷۰۲ھ ہے یا ۷۰۴ھ

(۲) حضرت شاہ سلطان

حضرت شاہ سلطان زرد پوش قدس سرہ العزیز عمر بھر افادہ و افاضہ مین مشغول رہے اور تمام بر و بحر کے کیفیتین بیان کرتے تھے۔ سامعین کو اس امر کا تعجب تھا کہ بیٹھے ہوئے ایسے دور دراز خبرین آپ کو کہان سے معلوم ہوتی ہین۔ واصلان حق کے نزدیک روے زمین خردل کی طرح تہلی مین ہے کیا تعجب تہا کہ وہ بر و بحر کی خبرین بیٹھے ہوئے بیان کردین۔ آپ کا روضہ مومن پورے کے قریب رود بینسرا کے کنارے زیارتگاہ خلایق ہے۔ بعض کہتے ہین کہ طریق آپ کا قادریہ تھا بعض کا قول ہے کہ چشتیہ خاندان کے پیشوا تھے۔ سنہ وفات مین بھی اختلاف ہے ۷۹۸ھ یا ۷۹۹ھ ہے۔

(۳) حضرت شیخ علی و شیخ ولی

حضرات شیخ علی و شیخ ولی قدس سرہما العزیز صوفی باوقار صاحب ذوق تھے۔ کرامات آپ کے معروف اور فضائلات آپکے مشہور ہین۔ گذشتہ عالون نے ۱۱۷۶ھ مین یہانکے انتظام کے لئے متولی مقرر کئے تھے مگر نواب مستطاب قطب الدین خان نے قدیم متولیون کو خدمت سے علیحدہ کرکے جدید منتظم کا تقرر کیا تھا۔ ان دونون حضرات کا روضہ قصبۂ بیر کے باہر جانب جنوب مومن پورے کے قریب رود بینسرا کے کنارے زیارتگاہ خلایق ہے اس روضہ کے پائین کے طرف بہت دور تک ایک مربع حصار کھینچی ہوئی ہے

خطیرۂ مہدویان اوس سنگین حصار مین سید یعقوب کے فرزند سید شاہ عالم کا مزار ہے مہدیون کا بیان ہے کہ وہ ہمارے مرشد تھے۔ اکثر مہدیون کے قبور اوسمین موجود ہین۔ نواب امیر نواز جنگ بہادر نے ۱۲۵۲ھ مین اوس مربع حصار کی تعمیر کروائی ہے اس تعمیر کے قبل صرف غیر محصور قبرستان تھی مگر اس خطیرے مین سنیہ مسلمانون کی بہت پرانی اور قدیم قبرستان شامل ہوگئی۔ ۱۲۵۲ھ سے اس خطیرے مین سنیون کی لاشین دفن نہین کی گئین۔

(۴) حضرت سید سراج الدین

حضرت سید سراج الدین شہید قدس سرہ العزیز بڑے زاہد عارف متوکل تھے دینی حرارت سے خون آپ کا ہمیشہ موج زن رہا کرتا تھا۔ اور آپ ہمیشہ ایک سونٹا ہاتھ مین رکھا کرتے تھے۔ اور یہ فرمایا کرتے کہ اسکا نام (کفار شکن) ہے کسی مخالف مذہب کو آپ سے خصومت پیدا ہوگئی تھی اوس نے قابو پاکر آپ کو شہید کردیا آپ کا روضہ قصبۂ بیر کے اندر کارنیہ کے قریب زیارتگاہ خلایق ہے۔ اور ابتک آپ کے مزار کے اطراف سونٹے لٹکتے ہوے نظر آتے ہین۔

(۵) حضرت شاہ نسیم

حضرت شاہ نسیم قدس سرہ العزیز۔ عارف کامل درویش تھے۔ اپنے خمس الاوقات نماز کیلئے سفالین مسجد بھی بنوائے تھے۔ اکثر قصبۂ بیر کے عطارون کو آپ سے اعتقاد تھا آپ کی وفات کے بعد یہ مسجد ویران پڑی تھی اسلئے قصبۂ بیر کے منصف اور شاہ رفیع الدین قدس سرہ قندھاری کے حقیقی نواسے حضرت حافظ مولوی ابو محمد شجاع الدین صاحب ابو محمد شجاع الدین مرحوم ساکن قندھار ضلع ناندیر نے اوس مسجد کو از سر نو پختہ تعمیر کروائے اور خود وہان مدتون نماز پڑہے اور خصوصًا ماہ صیام مین ختم قرآن اور نماز تراویح ادا فرماتے تھے۔ شاہ نسیم کا مرقد قصبۂ بیر کے اندر اسی مسجد کے صحن مین شاہ نسیم کے تکیہ سے مشہور ہے۔

چھٹا مقالہ

قصبۂ بیر اور یہان کے قدیم مکانات بانی مکانات کا نام معاش کی تعداد سنہ تعمیر

قصبۂ بیر کے اندرون و بیرونی آبادی مین کم از کم دو سو مساجد کا پتہ چلتا ہے۔ مگر بہت سے ویران اور بانگ وصلوٰۃ سے خالی پڑے ہوے ہین۔ بعض مساجد کھنڈیرون مین اس ابتر حالت کے ساتھ ٹوٹے ہوے نظر آتے ہین جنکی کیفیت بیان کرنا خانۂ خدا کے شان وعظمت کے خلاف ہے۔ اب ہم دراز کار قصون سے درگذر کرکے صرف اون مساجد کا ذکر کرتے ہین جنکو سرکار نظام سے معاش مقرر ہے۔ مگر اسقدر کہنا ضرور ہے

کہ بے معاش مساجد بھی بہت سے آباد ہین اور اونمین خمس الاوقات بانگ وصلوۃ ہوا کرتی ہے۔ بامعاش مساجد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مسجد کہنہ

اس مسجد کو مسجد کہنہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ قصبۂ بیر مین جسوقت اسلام آیا مسلمانون نے اوس کے قدیم عمارت کے اندر سے بت کو جو مرہٹون کا معبود تھا توڑکر پھینکدیا اور صحیح سالم عمارت کو مسجد قرار دے اور مغربی دیوار مین شملہ بنوایا۔ قصبۂ بیر کے قدیم مسلمانون کی یہ پہلی عبادتگاہ ہے جو مسجد کے لقب سے پکارے گئے۔ اسکو مسجد کا خطاب دینے سے پہلے قصبۂ بیر مین کوئی مسجد نہ تھی۔ مسلمانون نے یہان آکر اپنی پہلی نماز اسی مسجد مین ادا کئے اس لحاظ سے اسکو مسجد کہنہ کا لقب نہایت موزون دیا گیا۔ خزانہ سرکار سے سالانہ (۵ص) معاش مقرر و جاری ہے مگر افسوس بلکہ ہزار افسوس کہ ایسے مقدس خانہ خدا کو عمالان قصبۂ بیر نے پاک اور ناپاک قیدیون کا قیدخانہ بنا رکھا ہے اور تمام ضلع کے مختلف قومی وملکی مجرم۔ اوسمین محبوس ہین اس مسجد کی عزت وحرمت دیدہ و دانستہ ذلیل ہوگئی ہے۔ یہ مسجد قلعہ جدید کے اندر مشرقی دروازے کے متصل محبس ضلع بیر سے مشہور ہے۔

مسجد جامع اندرون قلعہ

اس مسجد کو نواب جان سپار خان نے بنوایا ہے۔ یہ مسجد نہایت متین اور سنگین ہے اوس کے چبوترے کی بلندی (۹½) گز شرعی اور طول باہر کے جانب سے مابین شرق وغرب (۵۰) گز عرض اوسکا باہر کے طرف سے مابین جنوب وشمال (۲۴) گز اور اندر کے جانب سے (۲۱) گز ارتفاع اوسکا (۱۴) گز کا ہے اس مسجد کے محراب پر حسب ذیل کتبہ ہے۔

انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الاخر اولئک ھم المفلحون۔ نگویم مسجد و منبر بنا کرد کہ اسلام محمد را بنا کرد۔ در زمان دولت بے زوال و آوان سلطنت ابدی الاتصال حضرت خلافت پناہی ظل الٰہی نور الدین محمد جہانگیر پادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ نواب نامدار گردون اقتدار جان سپار خان بنائے این مسجد عالی را تعمیر فرمود سنہ ۱۰۳۱ھ باتمام رسید۔

منبر فرش سنگین اس مسجد کے ممبر اور فرش سنگین کو قصبۂ بیر کے سپہ سالار سردار خان ترین نے غرۂ شوال سنہ ۱۰۹۱ھ مین بنوایا ہے۔ اوس سنہ مین اورنگ زیب عالمگیر کا سنہ جلوس چوبیسوان تھا۔ اس مسجد کے جانب شرق (۲۱) گز کے فاصلہ پر ایک حوض ہے جو ہر طرف سے (۲۰) گز مربع ہے۔ محمد صمصام الدین صاحب عرف شیخ بسم اللہ یہان کے پیش امام اور محمد معز الدین صاحب عرف شیخ دیوان موذن ہین خزانہ سرکار سے (۵۰) سالانہ معاش مقرر و جاری ہے۔ خمس الاوقات اور نیز ہر جمعہ کو اور سال کے دو اعیاد مین بانگ و صلوٰۃ ادا ہوتی ہے۔

مسجد دیوان بارہ

کسی زمانہ مین ہندون کا دیول تھا سرکار مین مسجد کا پتہ دیکر (۵۰) سالانہ معاش حاصل کیا گیا جو ابتک جاری ہے۔ اور نام اس دیول کا مسجد دیوان بارہ رکھلیا گیا۔ ہمنے اس مسجد کے متعلق خدام مسجد سے حقیقت گذشتہ کو بہت کچھہ دریافت کیا اون لوگون نے مختلف پریشان اور گمنام روایتون سے میرے کان ایسے بھر دئے کہ مین ایک بات کو بھی صحیح باور نہ کر سکا۔ اگر اون کی طینت مجھ سے صاف ہوتی اور وہ مجھکو صحیح حالات کا پتہ دیتے تو آج وہ بھی اس یادگار کے برابر زندہ اور نیک نام رہتے۔ یہ مسجد قلعہ جدید کے

مشرقی دروازے کے محاذی واقع ہے۔

مسجد چوک

اسکی ابتدا سلطان جلال الدین اکبر بادشاہ کے زمانہ کی ہے۔ بانی اوسکے مولف ہذا کے بزرگوار تھے قصبۂ بیر کے اندر سوائے اس چوک کے دوسرا کوئی چوک نہ تھا یہ مقام ایک چوراہے کے بیچ مین ہے جو زمانہ سابق مین یہان پر بلحاظ مرکز آبادی وناف شہر ہونیکے ہر قسم کے جنس اور اشیا مہیا رہتے تھے جسکے لئے ہر شخص یہان آتا تھا اور جنکو نماز سے رغبت تھی وہ یہان کے خمس الاوقات بانگ صلوٰۃ مین شامل ہوجاتا تھا۔ خزانہ سرکار سے (۱۲ روپے) سالانہ معاش مقرر وجاری ہے

مسجد چونہ بازار

یہ مسجد زمانہ سابق مین بالکل منہدم تھی کچھہ آثار باقی رہگئے تھے۔ ایک زرگر نے یہان پر اپنا گھر بنا لیا تھا مسجد کی حالت اوس زمانہ دار کے بود و باش سے بالکل تباہ ہوے جارہی تھی حضرت شیخ نجم الدین کبرا سہروردی کے نسبی پوتے شیخ شہاب الدین کے فرزند شیخ لعل نے اس مسجد کے نسبت اسلامی ہمدردی کے زرگر کا قبضہ اٹھوایا اور محرم کے پانچوین تاریخ ۹۲ سنہ ھ مین از سر نو اوسکی تعمیر کروائی۔ مگر اوسوقت اونکو اوس کے پختہ بنوانے کی مساعدت نہو سکی اسلئے سر دست سنگ وگل سے تیار کرالی گئی تب بھی (۱۰۵) برس تک قایم رہی سنہ ۱۹۷ھ مین دوسرے بار اوسکی تعمیر ہوئی اور حسب ذیل کتبہ نصب کیا گیا تھا۔

برہان الدین چو مسجد را بنا کرد		شدہ محراب آن عین عواطف	
چو صوفی خواست تاریخ تمامے		عبادتخانۂ دین گفت ہاتف	
		۱۱ ۹۷ ھ	

اس مسجد کو خزانہ سرکار سے (۹۰/۱۶) سالانہ معاش مقرر و جاری ہے اور یہ مسجد حافظ جی کی گلی مین واقع ہے۔

مسجد گڑدیو پورہ

۱۱۳۵ھ تک یہ مقام معبد کہلاتا تھا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی جب تخت نشین ہوا اور اسکے تخت نشینی کے (۶) سال کے بعد ۱۱۳۶ھ مین قمرالدین خان بہادر جنکو (وزیرالممالک نصرت جنگ اعتمادالدولہ) کا خطاب تھا انہون نے اس معبد کو مسجد قرار دیا اور رمضان کی ۲۰ تاریخ ۱۱۳۸ھ کو یہان کے پوجاری بہاؤ سنگھ ولد میارام جوذات کا (گولی راجپوت) تھا اسکے فرزندون کے نام سے ایک سند عطا کی جسمین ۲/۱ دو روپیہ یومیہ اور ۲/۱ دو چادر زمین انعام بگز اتھی اور ایک آثار تیل مع زمین پورہ مذکور طولاً ۲۵۰ و عرضاً ۷۵ گز معماری اور نیز اس محدود زمین کا بیت المال لکھا ہوا ہے منجملہ اس تمام معاش کے صرف سالانہ یومیہ معاش مشروط ۶ ماہ رجب ۱۲۹۵ھ کو (۹۰/۱۶) سرکار سے بحال و جاری رکھا گیا ہے۔ زمین انعام کے بحالی کا تختہ ہماری نظر سے نہین گذرا اور نہ یہ تحقیق ہو سکتا ہے کہ دو چادر زمین کسی سواد مین واقع ہے۔ اب رہی وہ زمین جو اس مسجد سے متعلق ہے اور جسپر اولاد بہاؤ سنگھ کے مکانات واقع ہین قصبۂ بیر کے سوم تعلقدار (کاوئس جی صاحب) نے اوس زمین پر ۱۳۱۵ھ مین غلہ کے لئے مونڈا بنوایا اور مہاجنون کو وہان پر دوکانین بنوانے کی اجازت دی مگر اولاد بہاؤ سنگھ کا حق تملک ساقط نہین کرایا گیا۔

بہاؤ سنگھ ولد میارام کے منجملہ اولاد مین سے (دیوی سنگھ) معاش مذکور الصدر کے برابر نصفی کا حصہ دار تھا اور اوس نے بتوفیق الٰہی مولف ہذا کے ہاتھ پر بیعت اسلام سے شرف حاصل کیا تھا اور نیز اوس کی اہل و عیال اوس کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئے ہین اور منجملہ (۹۰/۱۶) مین سے برابر نصف حصہ مشروط پر قابض و متصرف ہین۔ دیوی سنگھ

ماہ محرم سنہ ۱۳۱۱ھ مین مسلمان ہوا اوسکا نام (عبدالاسلام) رکہا گیا۔ انتقال اسکا غرہ رمضان سنہ ۱۳۱۶ھ کو ہوا اور مسجد مذکور کے محاذی صحن مسجد سے دور ہٹکر شارع عام سے جانب شرق دفن کیا گیا۔ اس مسجد مین خمس الاوقات بانگ وصلوۃ ادا ہوتی ہے اور خدامون کے طرف سے پیش امام نوکر رکھے جاتے ہین۔ یہ مسجد قصبۂ بیر کے باہر محبوب گنج کے جانب شمال واقع ہے۔

مسجد نوری

یہ مسجد نہایت پختہ اور سنگین بنی ہوئی ہے۔ اسکو سید نوراللہ نے سنہ ۱۰۹۷ھ جلوس مین بنوایا ہے خزانہ سرکار سے (۵ر) سالانہ معاش مقرر و جاری ہی لیکن ایک غیر مستحق شخص یہ معاش کہا رہا ہے۔ اور لطف یہ کہ وہان نہ بانگ دیتا ہے نہ صلوۃ ادا کرتا ہے سائر خدمات معطل ہین مگر عمال ضلع باوجود اطلاع کے بے خبر ہین یہ معاش خزانہ سرکار سے مفت دیا جا رہا ہے اصل مستحق محروم ہین۔ یہ مسجد قصبۂ بیر کے اندر پنجارگلی مین سڑک رہے پر واقع ہے۔

مسجد کالے شاہ

اس مسجد کو معصوم علیشاہ درویش نے سنہ ۱۱۹۵ھ مین نہایت پختہ اور سنگین بنوایا ہے جسکے لئے سرکار سے ۲- ایکر ۴ گنٹہ زمین محاصلی (۵ر) مقرر ہے۔ یہ مسجد شہر کے باہر جانب جنوب متصل خاص باغ واقع ہے۔

مسجد بابو شاہی

یہ مسجد بھی پختہ ہے۔ خزانہ سرکار سے (۵ر) سالانہ معاش مقرر و جاری ہے یہ مسجد قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق بابو شاہ کے تکیہ مین واقع ہے۔

مسجد کالی

اس مسجد کو کالی مسجد اسلئے کہتے ہین کہ وہان پر سرکاری کالی کا تعزیہ بنا کرتا ہے مگر در اصل بانی اس مسجد کا عبدالرحمن خان بن خان محمد تھا جس نے اسکو سنہ ۱۲ھ مین بنوایا ہے - خزانہ سرکار (لعہ) ماہانہ معاش مقرر و جاری ہے یہ مسجد قصبۂ بیر کے اندر کاغذی دروازے کے قریب محمد سالار قدس سرہ کے روضہ منورہ مین واقع ہے

مسجد سرگروہی

یہ مسجد حال مین از سر نو ترمیم ہوئی - خزانہ سرکار سے (لہ عہ) سالانہ معاش مقرر و جاری ہے - یہ مسجد شاہ صادق قدس سرہ کے روضہ منورہ مین واقع ہے -

مسجد متولی

یہ مسجد در اصل خانہ مسجد ہے - خزانہ سرکار سے (صہ) سالانہ معاش و جاری ہے یہ مسجد قصبۂ بیر کے اندر محمد کریم الدین صاحب مرحوم متولی درگاہ شاہ مخدوم صدیق انصاری پاتروڑی کے مکان مین واقع ہے -

مسجد نسیم شاہی

اس مسجد کے لئے خزانہ سرکار سے (عہ) ماہانہ معاش مقرر و جاری ہے - یہ مسجد قصبۂ بیر کے اندر واقع ہے - اور ہمارے شفیق اور مخلص دوست سرفراز حسین صاحب منشی کے والد العلل حسین صاحب مرحوم اسی مسجد کے صحن مین مدفون ہین اور وہ اس مسجد کے پیش امام تھے -

مسجد خندقی

یہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے مگر خزانہ سرکار سے (لہ عہ) سالانہ معاش مقرر و جاری ہے

یہ مسجد قلعہ جدید کے نیچے خندق مین واقع ہے۔

مسجد نبدیل پورہ

یہ مسجد بھی مختصر سی ہے لیکن اوس کیلئے ۸۔ ایکر ۶ گنٹہ زمین محاصلی (للوعہ) بحال دجاری ہے اس مسجد کے جانب مشرق کسی بزرگ ولی کی مزار زیارتگاہ خلایق ہے عموماً اون ولی کو (سیان فقیر) کہتے ہین یہ مسجد قصبۂ بیر کے اندر نبدیل پورے کے اخیر آبادی مین قریب شہر پناہ کے واقع ہے۔

عیدگاہ اور چند مساجد اور اونکے قدیم کتبے

عیدگاہ

یہ عیدگاہ بہت ہی متین اور خوشنما بنی ہوئی ہے۔ اسکے چبوترے کی بلندی (۲½) گز اور طول مابین جنوب وشمال (۶۴) گز اور عرض (۵۰) گز کا ہے۔ اوسکے مغربی سنگین دیوار ارتفاعاً (۱۱) گز کی ہے۔ اور اوسپر حسب ذیل کتبہ نصب ہے

چراغ مسجد ومحراب ومنبر		ابوبکر وعمر وعثمان وحیدر	

در عہد خلافت خاقان بن خاقان سلطان بن سلطان ابو المظفر محی الدین محمدؒ اورنگ زیب بہادر عالمگیر پادشاہ غازی بعد فتح ملک مہاراشٹر ورانا بتعاقب البر باغی در سنہ بست وپنج بدکن نزول اجلال فرمودہ ملک بیجاپور وحیدرآباد وادونی وقلعہ راہیری وستارہ وپرنالہ وچنجی وغیرہ مفتوح ساختہ در سنہ چہل وشش کہ بمحاصرۂ قلعہ کہیلنا کہ از محکم ترین قلاع دکن است متوجہ بودند وصوبہ داری از بیجاپور تا حجتہ بنیاد بنام نامی نواب فلک جناب عمدۃ الملک غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ متعلق

داشت باہتمام احقر العباد حاجی صدر شاہ بنیابت عمدۃ الملک بندوبست بیر
می پرداخت بنائے مصلائے عالی در ماہ مبارک رمضان سنہ مذکور از
جلوس میمنت مانوس مطابق سنہ ۱۱۳۱ھ یکہزار و یکصد و سیزدہ ہجری صورت
اتمام پذیرفت۔

یہ عیدگاہ قصبۂ بیر کے باہر جانب شرق تقریباً (۱/۴) میل کے فاصلہ پر واقع ہے
سال مین دو مرتبہ نماز عیدین ادا ہوتی ہین سیکڑون مسلمانون کا ہجوم رہتا ہے۔ عمال
ضلع بھی حاضر ہوتے ہین قاضی خطیب محتسب صاحبون کو خلعت ملتی ہے نماز کے بعد
مصلیان عیدگاہ حضرت شاہ کوچک قدس سرہ کے روضہ منورہ پر فاتحہ دیتے ہوے
اپنے اپنے گھرون کو واپس آتے ہین۔

مسجد بنگالی

یہ مسجد نہایت مستحکم سنگین اور بالکل جامع مسجد کے شبیہ ہے فرق اتنا ہے کہ
وہ جامع مسجد بہت ہی بڑی اور کشادہ اور بلند ہے یہ اس سے بہت چھوٹی ہے مگر استحکام
اور مضبوطی اور شباہت مین برابر ہے اسکے محراب پر حسب ذیل کتبہ ہے۔ اور یہ مسجد
قصبہ بیر کے اندر احمد نگر دروازے کے قریب واقع ہے۔

انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر ان یکونوا المهتدین

در عہد خلافت پادشاہ محمد شاہ غازی ظل اللہ عمرہ بتائید الٰہی بانی این مسجد
خادم الشرع متین قاضی محمد رکن الدین متوطن قصبۂ مہسی صوبہ بہار باہتمام
محمد تاج الدین برادر در سنہ ۱۱۳۸ھ باتمام رسید

قاضی رکن الدین قاضی محمد رکن الدین بن محمد افضل قصبۂ مہسی صوبہ بہار کے رہنے
والے تھے۔ چونکہ بہار بنگالے کے نواح مین واقع ہے اسلئے آپ کی مسجد کو بنگالی
کہتے ہین۔ شاہ عالم بہادر کے پوتے۔ عظیم الشان کے بیٹے معین الدین محمد فرخ سیر بادشاہ

کے زمانہ مین بطریق ضبطی پرگنہ بیر کے منصب قضا پر مامور ہوکر آئے تھے۔ اور چندے یہان کی حکومت کی مگر خدمت مذکور اونکو مستقل نہین عطا ہوئی تھی۔ اونکو شاہجہان آباد دہلی کے صدر الصدور سید افضل خان نے اپنے طرف سے ۴ ہر جمادی الاول سنہ ۲ جلوس مطابق ۱۱۲۵ھ مین ایک پروانہ دیکر روانہ کردیا تھا ہنوز کامل آٹھ مہینے تک انہون نے حکومت نہین کی تھی کہ ۱۹ ذیحجہ ۱۱۲۵ھ مین مولف ہذا کے پڑدادا کے دادا قاضی[۵۱] فصیح الدین بن قاضی عبدالقادر نے شاہی حکم اور دفتر دیوانی سے اون کے پروانہ کو منسوخ کرادیا تھا۔ مگر فرخ سیر کی سلطنت بڑی پراشوب تھی اور یہ پراشوبی محمد شاہ کے زمانہ تک باقی رہی دہلی اور دکن کا انتظام اس مدت مین بالکل نہ ہوا اس فرصت مین تقریبًا ۴۲ سال قاضی رکن الدین منسوخ پروانہ کے ذریعہ سے پرگنہ بیر کے منصب قضا مین دخیل ہوتے رہے ۷ ہر ماہ شعبان سنہ ۱۱۴۹ھ مین نواب آصف جاہ بہادر بادشاہ دکن نے قاضی محمد رکن الدین کو پرگنہ بیر کے منصب قضا سے مطلق برطرف اور بالکل موقوف فرمادیا اور چونکہ مولف ہذا کے پڑدادا کے والد قاضی محمد فضل اللہ صاحب مرحوم بن قاضی فصیح الدین

قاضی محمد فضل اللہ

بڑے فاضل فارغ التحصیل صالح متدین اور تورع سے ممتاز تھے آصف جاہ بہادر نے ان کے اوصاف کی تصدیق کے بعد اور نیز اونکے ۴۰۰ برس کی موروثی استحقاق و قدامت کے لحاظ سے پرگنہ بیر کی منصب قضا سرفراز کی اور ۷ ہر شعبان سنہ ۱۹ جلوس کو رکن الدین کے تغیری سے اپنی دستخط اور خاص مہر سے پروانہ عطا فرمایا قاضی محمد فضل اللہ بربنائے پروانہ مذکور مادام الحیات منصب قضاء پرگنہ

[۵۱] قاضی فصیح الدین غرہ جمادی الاخر ۱۱۱۸ھ مین قاضی ہوے تھے اور سوقت عالمگیر زندہ تھے من بعد فلد منزل سنہ ۲۰ ربیع الاول سنہ جلوس مطابق ۱۱۲۱ھ مین پرگنہ بیر کے منصب قضا کا فرمان اون کو عطا کیا تھا۔ قاضی فصیح الدین ۱۱۳۵ھ مین انتقال کئے اور اندرون حصار چہار دیواری روضہ منورہ شاہ کو جنوب والی جانب شمال متصل تالاب اپنے والد ماجد کے غربی پہلو مین دفن ہوے ۱۲

بیر کو انجام دیتے رہے۔

قاضی محمد فضل اللہ ۱۱۱۸ھ مین پیدا ہوئے تھے ۱۱۴۹ھ مین پرگنہ بیر کے قاضی ہوے ۲۴ ربیع الاول ۱۱۶۸ھ مین انتقال فرمائے اور اندرون حصار چہار دیواری روضہ شاہ کوچک ولی جانب شمال متصل دیوار تالاب جانب غرب مدفون ہوے۔ آپنے بھی اپنے نام سے ایک مسجد بنگالی سے زیادہ خوبصورت بنوائے تھے۔

مسجد کمانی دروازہ

اس مسجد کو مولف ہذا کے جد امجد قاضی محمد فضل اللہ بن قاضی فصیح الدین نے بنوایا تہا۔ اور اپنے زندگی مین وہان خمس الاوقات نماز پڑہا کرتے اور طلبا کو درس دیا کرتے تھے۔ یہ مسجد بہت نازک اور خوبصورت بنی ہوئی تھی شکست و ریخت کی ترمیم اور نگہداشت نہ ہونیکے وجہ سے بارش مین گر گئی۔ قاضی محمد فضل اللہ کے فرزند قاضی افضل الدین خان نے نواب شرف الدولہ بہادر کو معروضہ کرکے نواب کے اعانت سے از سر نو اس مسجد کی تعمیر کروائے اور بلحاظ ادب حکومت نواب کے نام کا کتبہ نصب کرایا گیا جو حسب ذیل ہے

شرف الدولہ بہادر نواب	ساخت این مسجد عالی از سر
چونکہ جائے نظر یزدان است	شدہ تاریخ بنایش منظر ۱۲۹۰ھ

اس مسجد کا جنوبی سنگین دروازہ علی محمد خان علی یاور جنگ نائب شرف الدولہ نے بنوا دیا ہے۔ یہ مسجد قصبۂ بیر کے اندر رواق صف شکن خان کے متصل جانب غرب واقع ہے۔ اور خمس الاوقات بانگ و صلوۃ ادا ہوتی ہے اور یہانکی خطابت و امامت و موذنی و سائر خدمات قاضی محمد فضل اللہ کے بنائرون کے نام مقرر و جاری

قاضی محمد افضل الدین خان ہے قاضی محمد افضل الدین خان ۱۱۵۱ھ مین پیدا ہوے آصف جاہ بہادر کے تیسرے فرزند آصف الدولہ سید محمد خان بہادر ظفر جنگ نے

۱۱ شعبان سنہ ۲ جلوس مطابق ۱۱۶۸ھ مین ایک پروانہ اپنی مہر اور دستخط خاص سے مزین فرماکر منصب قضاء پرگنہ بیر کے نسبت عطا فرمائے تھے آپ بروے پروانہ مذکور منصب قضاے مذکور پر قابض و متصرف رہے۔ نواب میر نظام علیخان بہادر نے ۱۵ صفر سنہ ۲۳ جلوس مطابق ۱۱۹۵ھ مین آپ کو خطاب خانی اور چار صدی منصب سرفراز فرمایا تھا۔ قاضی محمد افضل الدین خان کی وفات ۲۶ جمادی الثانی سنہ ۱۲۰۰ھ کو جالنہ پور مین ہوئی۔ تیرہ دن وہان کی زمین دفن رہے چودھوین روز نعش قبر سے نکالکر قصبۂ بیر مین لائی گئی اور اندرون حصار روضہ شاہ کوچک ولی جانب شمال متصل تالاب اپنے والدہ ماجدہ کے غربی پہلو مین تیرھوین رجب سنہ مذکور کو دفن کئے گئے۔

مسجد روضہ شاہ پیر بالا

اس مسجد کو قصبۂ بیر کے جاگیردار نواب شرف الدولہ بہادر کے بخشی علی محمد خان نے بہت ہی خوشنما بنوایا ہے اوعادس کے محراب پر حسب ذیل کتبہ ہے۔

شرف الدولہ والی این ملک	ہست از فضل حق سراپا جود
بخشی او علی محمد خان	چون بنا کرد این مکان سجود
سال تاریخ زد رقم صوفی	خانۂ طاعت الہ ود ود
	۲ ۹ ۱۱ ھ

مسجد کاریز

اس مسجد کو حضرت سید سراج الدین شہید کے معتقدین شیخ نہنو بن شیخ نعمان و شیخ کلن و شیخ عبدالرحیم نے شہید موصوف کے روضہ منورہ مین کمال اعتقاد اور خلوص ادب سے بنوایا ہے (عباد تخانہ اللہ) اوسکے تعمیر کی مادۂ تاریخ ہے۔ یہ مسجد پنجوقتہ نمازیون سے معمور رہتی ہے۔

مسجد روضہ شاہ کوچک

اس مسجد کو قصبۂ بیر کے حاکم امیر نواز جنگ بہادر نے اپنا قابل قدر یادگار بنوایا ہے اسکا پایہ ایسا گھیرا کھودا گیا تھا کہ جسمین ایک مقدس بزرگوار کی سالم نعش گور وکفن کے ساتھ نکل آئی تھی مگر اوسیوقت اون قدوۂ محققان خدا کیش وزبدۂ بزرگان صفا اندیش وخلاصہ خاندان شریعت وطریقت وسلالہ دودمان حقیقت ومعرفت کی قبر شریف پر عود وعنبر مشک وعطر چھڑکا گیا اور پھولون کی چادر چڑھا کر مسجد کے پایہ کی تعمیر شروع کیگئی اور وہ مسجد نہایت متین اور سنگین طیار کرائے گئی جسکے محراب مین حسب ذیل کتبہ ہے۔

کرد مسجد بنا امیر نواز		جنگ دولہ کہ دولتش دائمست	
پس بگفتا کہ اے خدائے کریم		این بنا گشت شکر انعامت	
کار نیکان تو نکو سازد		اہتمامے امرا الہامست	
اجر این ریز بر مزار شریف		شاہ کوچک بفضل وکرامت	
شمس برج ولایت خاصہ		قطب دودے کرامت عامت	
قدس اللہ سرہ العالی		آسمان وزمین مادامت	
بہر تاریخ نیز شد ایما		بنا الصلوۃ قد قامت	

اس مسجد کی ابتدا حاجی صدر شاہ کے بنائے مسجد پر قایم کیگئی ہے حاجی صدر شاہ کی مسجد بالکل شکستہ ہوگئی تھی اور اوسکا طول ۲۵ گز اور عرض ۱۰ گز اور ارتفاع ۱۱ گز کا تھا اور روضہ منورہ سے (۱۴½) گز کے فاصلہ پر بنی ہوئی تھی اور اوسپر حسب ذیل کتبہ نصب کیا ہوا تھا۔

حمد بیحد والصلوۃ مفتح		مرخدارا د علی خیر البشر	
باد بر آل وصحابش صد سلام		نیز زین احقر العتبہ السلام	

بعد گویم گنج بخش بید رنگ	عمدۃ العمدا وہم فیروز جنگ
رکن بیت دین و دنیا را نظام	غازی الدینخان بہادر نیک نام
بہر مسجد گشت حاجی صدر شاہ	نائب او ملتمس در بارگاہ
حکم صادر شد کہ مسجد را بساز	تا جمعیت ادا گردد نماز
شکر للہ یافت تعمیر انصرام	ہمچنین یابد مرادش انتظام
کار غازی بود ہم غازی نمود	آمدہ تاریخ ہم غازی نمود
از محمد شاہ منظم این یادگار	باد در دوران الی یوم القرار ۱۱۸۱ھ
گر کسے پرسد کہ ناظم کیست آن	گو غلام درگہ حاجیست آن

چنانچہ یہ کتبہ ایک بڑے مربع پتھر پر خط نستعلیق سے لکھا ہوا روضہ شاہ کوچک ولی کے بالین کے جانب ایک رواق مین رکھا ہوا موجود ہے۔ اور نیز اس روضہ منورہ مین حسب ذیل عمارات بنے ہوے گذشتہ یادگار باقی ہین اب ہم ان متبرک آثار کے نام اور سنہ تعمیر کو تفصیلاً بیان کرتے ہین۔

قبہ شریف مع چوکھنڈی

یہ وہ قبہ ہے جو خاص مزار پر انوار پر اپنا پیارہ اور منور جلوہ دکھا رہا ہے اور اس خوبصورتی کے ساتھ مدور بنا ہوا ہے گویا طبق لاجوردی مین قدرتی بیضہ رکھا ہوا ہے ارتفاع اسکا ۱۰ گز اور چوکھنڈی ہر طرف سے ۷ گز چوکھنڈی اور قبہ دونون کو ملاکر اوسکی بلندی دیکھی جاے تو تقریباً (۱۷) گز سے کم نہ ہوگی چوکھنڈی سنگین اور نیز قبہ پختہ اور مستحکم ہے اسکے جنوبی رواق پر اس طرح کتبہ ہے (زصنعان مجاور مرتب شدہ ۱۱۹۵ھ)

چبوترہ اولی

یہ وہ چبوترہ ہے جسپر حصار چہار دیواری کھینچی ہوئی ہے اور ہر طرف مین روا قین بنی ہوئی ہین - اسکا طول غرب سے شرق تک ۲۶ گز اور عرض ۱۱ گز اور ارتفاع ۹ گز کا ہے حدود اربعہ اوسکے یہ ہین جانب شرق زمین افتادہ اور پھاڑ کے ناہموار ٹیلیان - جانب غرب دروازہ عالیشان بنا کردۂ امیر نواز جنگ بہادر اور نردبانہائے قدیم - جانب جنوب راہ مسجد ڈونگری جو اسوقت مسجد کو دیدہ و دانستہ مجاورون نے تباہ کر دیا ہے - جانب شمال تالاب - یہ چبوترہ مبارز خان صوبہ دار دکن کے زمانہ مین شیخ صنعان مجاور روضہ منورہ نے بنوایا ہے - اس چبوترے کے چارون کونون پر چار برج سنگین بنے ہوے ہین -

(۱) برج نیرت - اس کا بانی راو باجی بنا لکر کا قرابتدار تھا - اسوقت اس برج پر نقارخانہ ہے اور بہت سے نقارچی متعین ہین اوقات معینہ پر نوبت اور شہنائی کی روح افزا آواز اور صبح کا نورانی وقت اور روضہ منورہ کی ذیشان اور دل نشین فضا خصوصاً پاکبازان اہل چشت اور نیز ہر ایک غم آلود دلون کے لئے مسرت بخش و فرحت گاہ ہے -

(۲) برج اگنی - یہ بھی قدیم ہے - یہان پر سکو دیسپانڈیہ نے باورچی خانہ بنوایا تھا مگر اوسکے منہدم ہونیکے بعد کوئے بیگ خان رسالدار نے از سر نو باورچیخانہ طیار کرادیا جسپر اس طرح کتبہ لگایا گیا ہے -

کوئے بیگ خان بہادر نیک نام		کرد تعمیر عمارت بالتمام	
چونکہ تاریخش ز ہاتف خواستم		بخت یارے داد مارا این پیام	

(۳) برج ایسان - اسکا بانی نارو بورک دیسپانڈیہ تھا -

(۴) برج بائب - یہ بھی قدیم ہے - مگر اس برج پر قصبۂ بیر کے کوتوال مرزا سعید بیگ نے ہشت پہلو بنگلہ بنوایا ہے -

چبوترۂ ثانی

یہ وہ چبوترہ ہے جسپر حضرت شاہ کوچک ولی کا خاص روضہ بوسہ گاہ خلایق ہے اسکا طول باہر کے جانب سے مابین غرب و شرق سوائے دالان سنگین ۲۶ گز اور عرض ۳۰ گز اور ارتفاع (۲½) گز کا ہے۔ اس کے حدود اربعہ یہ ہین۔

(۱) جانب شرق۔ دالان سنگین (۲) جانب غرب مسجد (۳) جانب شمال راستہ اور بعدہ قبرستان بزرگان مولف ہذا (۴) جانب جنوب سیڑیان بعدہ راستہ و قبرستان اس چبوترے کے بانی روضہ منورہ کے مجاور شیخ صنعان تھے اور وہی دکن کے صوبہ دار مبارز خان کا زمانہ تھا۔

دالان سنگین

یہ دالان روضہ منورہ سے جانب شرق (۲۷) گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکو قصبۂ بیر کے سپہ سالار سردار خان ترین نے سنہ ۱۹۱۱ھ مین بنوایا ہے۔ درگاہ کے مجاور اسی دالان مین بیٹھا کرتے ہین

گنبد شریف حجرۂ مبارک

یہ گنبد چبوترۂ اولی سے ملحق جانب شمال واقع ہے۔ قصبۂ بیر کے دیسپانڈیہ اہل ہنجی نے پختہ تعمیر کروایا ہے۔ اور اوسپر اس طرح کا کتبہ نصب ہے۔ (ببین حجرۂ شاہ کوچک ولی بنا کرد اہل زصدق دلی ۔ چو تاریخ او جستم از عقل خویش ۔ نمود از گل گلشن فادخلی) ۱۱۹۳ھ زمانہ سابق مین یہان پر بہت بڑا عمیق غار تھا حضرت شاہ کوچک ولی قدس سرہ العزیز نے اپنی زندگی مین اسی مقام پر خام حجرہ بنا کر انروا فرمایا تھا حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو دراز اسی حجرہ پر رونق افروز ہوئے تھے اور اوس کے چھوٹے دروازے مین سے اندر جا کر بابا کوچک سے ملاقات کئے تھے۔

تالاب

یہ تالاب حجرہ مبارک کے قریب جانب شرق واقع ہے۔ اسکے قدامت کا زمانہ معلوم نہین ہوسکا مگر بابا کوچک کے زندگی مین اس تالاب سے متردین اور مسافر لوگ پانی پیتے تھے۔ عمق اوسکا بہت ہے مگر ہر سال کی بارش سے اوسمین مٹی بھر گئی ہے۔ رام چندر پنڈت نے سنگین کٹہ بنوایا ہے۔ اور اوسکا ایک مصنوعی کارنر بہت ہی خوشنما پتھر کا بنا ہوا تھا حال مین کسی نے اوسکو توڑ ڈالا ہے یہ تمام خرابیان مجاورون کی غفلت اور عدم نگہداشت کی وجہ سے سرزد ہوتی ہین۔

صفہ لچھی رام

یہ صفہ نقارخانہ کے متصل واقع ہے۔ بانی اسکے رائے چھوٹم لعل کے برادر نسبتی لچھی رام نے بنوایا ہے اسپر اس طرح کا کتبہ نصب ہے۔ (بانی بارگاہ چھوٹم لعل ÷ حاتم عصر و حاکم عادل ÷ چونکہ بنیاد کرد لچھی رام ÷ کرد تعمیر بین بصدق دل) اس کے مقابلہ مین جانب شرق ڈونگری دروازے سے ملحق اور ایک صفہ بنا ہوا ہے کہتی ہین کہ اوسکو قصبۂ بیر کے بافندون نے بنوایا ہے۔

باؤلی

یہ باؤلی چبوترہ اولی کے نیچے جانب غرب واقع ہے۔ پانی اوسکا بہت میٹھا ہے روضہ منورہ مین اس باؤلی سے نفع عام اور ہر ایک جنازے کے تدفین کے وقت اوسیکا پانی بکار آمد ہوتا ہے سنہ ۱۳۱۴ھ مین اوسکی ترمیم کیگئی ہے۔

در عہد خلافت شاہ عالم بہادر پادشاہ غازی والدہ انیراے بن روپچند قوم کہتری عرف اٹھ متوطن خوشاب صوبہ پنجاب بجہت قسمت در قصبۂ بیر قیام گردید در روضہ منورہ حضرت شاہ کوچک ولی دہن چاہ آب سبیل بنا نمود

تقریظ ناظم باعث نگار ماثر فصیح گفتا جناب مولوی محمد تحصیلدار بن جناب محمد عبد العلی صاحب قدوائی منصب افضیہ

جسقدر خدا کی دی ہوئی نعمتین ہین بے انتہا شکر کے قابل ہین مگر عطا سے گروہ افراد انسانی اتنا کام لے لیتی ہے۔ جو قدرتی ضرورتون کے [illegible] مگر باستثنائے برگزیدہ اکابران سلف کے عطائے عظیم و نعمت [illegible] دل و دماغ مراد ہے ہمعصر گروہ نے وہ کام نہین لیا اس بیش بہا عطا کا بدل اوس لئے تھا کہ صفحۂ ہستی پر اونکا نقش و نگار ممتاز و یادگار صورتون مین کھینچا رہے۔ جن لوگون نے ہمارے سینے عمدہ عمدہ علوم اور ہمارے آنکھین شگفتہ مضامین اور ہمارے دل بے انتہا ذخیرۂ اسرار و گنجینۂ صواب سے مامور و روشن کردئے ہین۔ گو اون کا مرقع ہمارے نظر سے نہین گذرا مگر جب اونکے صاحب فکر اونکا نتیجہ ہم دیکھتے ہین اونکی عظمت اونکی مرتبت ہمارے قلوب پر نقش ہو جاتی ہے۔ آئندہ محبوب بنانے والا یادگار اگر ہے تو یہی تالیف اور تصنیف ہے اس سے بہتر مستند ذریعہ زندہ جاوید ہونیکے لئے پیدا نہین ہو سکتا۔ یہ مرتبہ بلند پایہ گی میرے معزز مکرم معدن اخلاق اتم ستودہ صفات حمیدہ خصائل رونق شرع متین مولوی قاضی احمد محی الدین صاحب قاضی ضلع بیر نے اس تاریخ کی تالیف سے حاصل کیا ہے چونکہ مین بھی صاحب ممدوح کے فیضان صحبت سے مستفید ہون باوجود اعتبار ہیچمدانی تقریظ کا ارشاد ہوا حیران ہون کہ اس تاریخ کو کیا کہون آخر خدا نے بگڑی بات بنادی اس تاریخ کے بسیط مضمون نے فتوی دیا کہ اوسے بکھرے ہوے پھولون کا گلدستہ کہدون یا متعدد رسالونکا عنبر

یہ وہ بیانی محاورہ پسند اہل زبان سے داد چاہتی ہے۔ طالبین
کے لئے یہ تاریخ زیبا مطلوب ہے بلکہ یون کہئے کہ اپنی طلعت کا ورق تصویر
شایقین کے ہاتھہ مین دیدیا ہے۔ میرے محترم تسفیق نے علوی
مدایح کا سکہ اپنے ہمزمانہ سوسائٹی کے دلون پر نہین بٹہایا بلکہ
اون بلند نامون کے جوار نہنامی مین اپنی نوی شوکت
کرسی لگادی ہے کہ جن کے نام نامی تہایت بزرگی سے
ہمارے زبانون پر جاری ہوا کرتے ہین واقعی یہ
تاریخ ممدوح کے اعزاز کا گرانبہا مطلع جیغہ ہے
اسمین اس تقریظ کو اسپر ختم کرتا ہون
شعر۔ آب حیات در رقم مشک
خام اوست پر از خضر خامہ
زندہ جاوید نام
اوست

بودن تعلق مدح نظام [illegible]

[illegible] احوالی [illegible]

محمد مرتضیٰ [illegible]

سنہ جلوس مطابق سنہ ۱۲۲۱ھ

اس باؤلی کے اطراف تمام قبرستان ہے اور بڑے بڑے خوشنما مقبرے بنے ہوے تھے ابریق بیگ محتسب کا مقبرہ بہت ہی شاندار تھا اکثر مقابر تہ زمین اور بہت سے منہدم ہوگئے ہین۔ مقابر اور اوس کے نقش ونگار کا خاک مین ملجانا کچھ افسوس کے قابل نہین ہے۔ محل عبرت اگر ہے تو یہ کہ اون مقبرون کے اندر وہ نفوس جو حیات مستعار کے ساتھ چند روز کے لئے سرائے فانی مین مہمان اور نخلستان دہر مین گل تر وتازہ کے طرح خندان تھے۔ نہر حیات خشک ہوجانیکے بعد پژمردہ ہوکر ملک عدم کے طرف سدھارے چلے گئے جانا بھی ایسا کہ پھر واپس آنے کی امید نہین اگر اون کی ایک بوسیدہ ہڈی اون مقبرون اور لحدون مین جہان وہ پیوند خاک ہوگئے ہین ڈھونڈی جاے یا تمام دنیا کی خاک غربال سے چھانی جائے تب بھی اونکا اثر اور نشان تک نہین مل سکا۔ انسان دریاے وحدت کا ایک حباب ہے سنکہا حباب دریاے وحدت پر چکتے نظر آئے پھر اوسی دریاے وحدت مین (لافنا) ننگئے (ہرکس بہانہ ازین دیر فنا شد عازم آن سراے جاوید بقا باقی نہ بود کسے بعالم ابدا غیر از احدے کہ نیست اورا ہمتا) یہ تو ایک گھری بات ہے مگر اپنے ظاہری مثال سے یہ ثابت کئے دیتے ہین کہ انسان مگر انسان ہو وہ ابدالآباد دنیا مین بھی زندہ رہتا ہے اور بہت سے حضرات جو درحقیقت حضرات ہین باوجود امتداد حمات کے آج زندہ ہین وہ کون لوگ ہین جنہون نے تصنیف وتالیف سے دوامی حیات کا جینہ حاصل کیا ہے۔ گو اونکے تصاویر غیر ذیروح ہین مگر وصف دوامی کے تشکل سے صاف نظر آرہے ہین اگرچہ وہ تصاویر بظاہر تلفظ ادا سے مطلب نہین کرسکتے لیکن اپنے مقاصد ارادے منشی خیالات اور علمی سواد مواد قرطاسی صفحات پر بتا گئے ہین وہ خود ناطق ہین اونکا ایک ایک حرف اپنے دیکھنے والون کو اپنے طرف مخاطب کرارہا ہے نقوط اون کے اشارے حروف اون کے

مطالب سطور اونکے انشا اور خبر کے جملے کلک اونکی زبان دوات اونکی چشمۂ حیات ہے وہ ابدالآباد بولتے جاہتے ہین مگر صرف پاس ادب سے کسی کی بات کا جواب نہین دیسکتے۔ اور نہ شرم آلود چشم سے کسی کے طرف دیکھہ سکتے ہین یہ ابدالآباد زندگی انسان کی خاک ریزی سے خاک مین نہین ملتی وہ اپنے اس بقائے حیات سے دور دراز آنے والون کے ساتھ دواما کلام کرتے رہین گے۔ انکی دوامی زندگی ایسی نہین ہے جنہون نے آب حیات کے استعمال کرنے والون کو زندہ دیکھا ہوگا ہمارے نزدیک تو ایک بات ہی بات ہے کہ آب حیات کے استعمال سے انسان دواما زندہ رہتا ہے غالبا آجتک کسی نے اونکو آنکھ بھر کے نہ دیکھا ہوگا ہان مولفین اور مصنفین کے ناحق تصویر کو لوگ دیکھہ رہے ہین اور اون کے باتون کو سن رہے ہین اور اپنی عزیز جان سے زیادہ اوسکو صندوق اور الماریون مین باادب محافظت کر رہے ہین ان کی یہ زندہ تصویر کیسی جاوید ہے۔ ہے کوئی ایسا جو ہماری اس تقریر کا انکار کرسکے اب ہم اس بحث کو اس اعتراف کے ساتھ ختم کرتے ہین کہ جسقدر اس تاریخ کو لکھنا چاہیئے تھا اوسکا دسوان حصہ بھی ہم سے نہین لکھا گیا اور جو کچھہ لکھا گیا ہے وہ ایک مختصر سا یادگار زمانہ ہے خدایا میرے اس مختصر یادگار کو میرے حاسدون کے چشم زخم سے ابدالآباد محفوظ رکھہ آمین ثم آمین۔ مرقوم ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ

تمت